تجوید المبتدی

المعروف

فیوض مکیہ

مؤلف

استاذ القراء جناب قاری محمد اسمٰعیل صادق صاحب

حال مقیم مکہ مکرمہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً و عظمةً

علم تجوید پر تمام ضروری مسائل کی جامع وسہل کتاب

تجوید المبتدی

المعروف

استاذ القراء جناب قاری محمد اسمٰعیل صادق صاحب
حال مقیم مکہ مکرمہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً وعظمةً

28- الفضل مارکیٹ 17- اردو بازار لاہور
Ph.: 042 - 712 24 23
Mob: 0300 - 4785910

انتباہ

نام کتاب ------ تجوید المبتدی

مؤلف ------ ابوعاصم محمد اسمٰعیل صادق صاحب

ناشر وطابع ------ قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

سرورق ڈیزائن ------ یونیک گرافکس

------ اردو بازار لاہور۔ 0300-4240141

عرض ناشر

الحمد لله رب العلمین الصلوۃ والسلام علی سید

المرسلین وعلی اله واصحابه اجمعین اما بعد.

زیرنظر کتاب تجوید المبتدی المعروف فیوض مکیہ مؤلفہ استاذ القراء جناب قاری محمد اسمٰعیل صادق صاحب مدظلہ حال مقیم مکہ مکرمہ فن تجوید میں کافی پرازمعلومات کتاب ہے اسی لئے ہدیہ شائقین کی جارہی ہے امید ہے طالبین فن تجوید کو پسند خاطر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین یارب العلمین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

مدیر ادارہ

عزیر احمد تھانوی

فون: 042-7122423

موبائل: 0300-4785910

استاذی المحترم شیخ القراء حضرت الحاج حافظ مقری قاری نیاز احمد صاحب نعیمی سابق صدر شعبہ تجوید و قراءات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ہند

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مخلصی جناب قاری محمد اسمٰعیل صادق خورجوی عم فیضہ مدرس تحفیظ القرآن مکہ معظمہ (زادھا اللہ شرفًا) کی تالیف فرمودہ کتاب "فیوضِ مکیۃ" کو میں نے دیکھا طبیعت بڑی مسرور و محظوظ ہوئی۔ قاری صاحب موصوف نے علم تجوید کے تمام مسائل اور متعلقات کو محققانہ طور پر نہایت سہل انداز میں عجیب و غریب ترتیب پر پیش فرمایا ہے جن کا سمجھنا اور یاد کرنا بہت آسان ہے۔ میرے مطالعہ کے مطابق یہ کتاب اپنی نوعیت کی واحد اور بالکل جدید و انوکھی کتاب ہے۔ مؤلف موصوف نے اپنے وسیع مطالعہ اور خاصے تدریسی تجربہ کے بعد یہ کتاب لکھی ہے جو نہایت جامع، واضح اور جملہ مسائل علم تجوید و متعلقات پر حاوی ہے اس میں بعض خوبیاں ایسی ہیں جو کسی اور کتاب میں نظر سے نہیں گزریں خصوصًا چار۔

① ہر سبق کے شروع میں چار چار چیزیں۔

② علم تجوید کے بعض مسائل ایسے ہیں کہ جن کا سمجھنا عربی جاننے پر موقوف ہے مثلاً راء کی تفخیم و ترقیق کے بعض قواعد ہمزۂ وصلی کی شناخت اور اس کو حرکت دینے کے قواعد وغیرہ لیکن اس کتاب میں ان ضروریات کو اس طرح حل کیا گیا ہے کہ مبتدی طالب علم بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے۔

③ جو مسائل بہت ضروری ہیں ان کے خلاصے ایک خاص طرز پر لکھے ہیں تاکہ طلبہ آسانی سے زبانی یاد کر سکیں۔

④ طویل عبارتوں کے درمیان "رسالہ قواعد المبتدی" کی طرح گول دائرے لکھے گئے ہیں تاکہ طلبہ ایک ایک جز ضبط کر سکیں۔

یہ چاروں چیزیں مؤلف موصوف کی ایسی جدت ہیں جو انتہائی مفید ثابت ہوں گی۔ باقی خصوصیات اور کتاب کا تفصیلی حال کہ اس میں کس قدر عمدہ اور مفید مضامین درج ہیں اور مؤلف موصوف کی ذہانت و علم اور محنت و جانفشانی کے کیا گل بوٹے اس کتاب میں کھل رہے ہیں وہ حضرات اہل فن خود ملاحظہ فرمالیں گے ؎

مشک آنست کہ بود بوید نہ کہ عطار بگوید

بہر حال کتاب ہذا ہر اعتبار سے جامع و مکمل اور ضروریات کے عین مطابق ہے جو طلبہ کتاب "فوائد مکیہ" وغیرہ نہیں پڑھ سکتے وہ یہ کتاب پڑھ کر روایت حفص کی سند حاصل کر سکتے ہیں۔ مؤلف کتاب ہذا جناب قاری محمد اسمٰعیل صادق مکی خورجوی اپنے اس کارنمایاں پر تعریف اور دعائے خیر کے مستحق ہیں ضرورت ہے کہ اس کتاب کی جامعیت اور افادیت کے پیش نظر اس کو خوب شائع کیا جائے اور ہند و پاک وغیرہ کے مدارس اسلامیہ کے شعبہ ہائے تجوید و قراءت کے نصاب میں داخل کیا جائے تاکہ شائقین و طالبین اس نعمت غیر مترقبہ سے فیضیاب ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرما کر زیادہ سے زیادہ نافع بنائے اور جناب مؤلف عم نیوضہ کو اپنی شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی تصنیفی و تدریسی تمام خدمات میں روز بروز ترقی عطا فرمائے۔ آمین

نیاز احمد

سابق ایسوسی ایٹ لکچرار قرآن مسلم یونیورسٹی علی گڈھ۔ مورخہ یکم اگست ۱۹۸۳ء

تقریظ

استاذزادہ محترم شیخ القراء حضرت مولانا مولوی حافظ قاری احمد ضیاء صاحب رضا ازہری سابق مدرس شعبہ تجوید وقراءت مدرسہ تجوید الفرقان لکھنؤ۔ ہند

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

محبی جناب قاری محمد اسمٰعیل صادق صاحب مکی خورجوی فاضل قراءات عشرہ سابق شیخ التجوید والقراءات مدرسہ عربیہ خازن العلوم خورجہ میرے والدِ ماجد امام القراء حضرت مولٰنا حافظ قاری مقری محب الدین احمد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص اور بافیض تلامذہ میں ہیں۔ موصوف نے فن کی کتابیں اور قراءتیں حضرت والد صاحب قبلہ ہی سے پڑھی ہیں۔ قاری صاحب موصوف حفظِ قرآن اور تجوید وقراءۃ کے ماہر و معتمد استاذ اور ہندوستان کے مشہور و ممتاز قراء میں سے ہیں۔

موصوف کی تالیفِ لطیف "تجوید المبتدی کامل" معروف باسم "فیوضِ مکیہ" در تجوید قرآنیہ کو وقت کی کمی کی بنا پر بالاستیعاب تو نہ دیکھ سکا البتہ جستہ جستہ دیکھا جس سے قلبی خوشی ہوئی۔ کتاب کے مضامین اور حسن ترتیب سے اندازہ ہوا کہ جناب مؤلف موصوف نے اس میں کافی محنت کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ کتاب کتب ہائے تجوید میں ایک خاص مقام حاصل کریگی۔ ان شاء اللہ

علم تجوید کے موضوع پر جس قدر کتابیں نظر سے گذریں ان میں اکثر مقلدانہ ہیں۔ محققانہ انداز کی کتابیں بہت ہی کم ہیں۔ الحمد للہ کہ قاری صاحب موصوف نے پیش نظر کتاب "فیوضِ مکیہ" میں تحقیقی وتجدیدی راہ اختیار کی ہے جس کی وجہ سے کتاب ہذا کے بعض مضامین اور بہت سی باتیں اس کے مختصات سے ہیں۔ مثلاً خصوصیاتِ اربعہ جو حضرت قاری نیاز احمد صاحب نے اپنی تقریظ میں تحریر فرمائی ہیں۔ علاوہ ازیں

(۱) تجوید کے اجزاءِ ثلثہ مخارج اور صفاتِ لازمہ وعارضہ کی تعداد میں اتحاد۔

(۲) ہر شے کی اصطلاحی تعریف کے ضمن میں لغوی تعریف کا اندراج۔

(۳) بارہویں سبق میں مخارج کی بذریعہ خطوط اشارتی تقسیم۔

(۴) ہر صفتِ عارضہ کا الگ اور مستقل بیان۔

باقی مضامینِ خاص کی نشان دہی کی کوئی ضرورت نہیں۔

عیاں راچہ بیاں

اللہ تعالیٰ قاری صاحب موصوف کی محنت کو قبول فرماوے اور طلباء تجوید وقراءت کو اس کتاب سے نفعِ تام پہونچاوے۔ آمین وبہ نستعین۔

احمد ضیاء ازہری

مرکزی دار القراءات لکھنؤ۔ یوپی۔ انڈیا

مورخہ یکم ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

از خالی المحترم عمدۃ الفضلاء حضرت مولانا مولوی قاری مفتی عبدالرحیم صاحب اوجینی سابق امام وخطیب مسجد جامع تکیہ اوجین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

تشریف لائیں میں آپ کو ذرا دور ماضی کے اس دور میں لے چلوں گا جہاں ایک آٹھ سالہ معصوم و نہان بچہ قرآن پاک بغل میں دبائے زینہ پر کھڑا ہچکیوں سے رو رہا ہے ناک اور آنکھوں سے ساون بھادوں کا سماں لگتا ہے۔

راقم الحروف جب گھر میں داخل ہوا تو بڑی بہن[1] رحمہا اللہ رحمۃً واسعۃً اپنے مخصوص انداز میں سہمے سہمے محتاط الفاظ میں گویا ہوئیں۔ اے بھیتے ایک بات کہوں؟ ہاں کہئے! دیکھو تو تم پڑھائی کے معاملہ میں بے شک بہت سخت ہو یہ ابھی بچہ ہے اور کمزور ہے۔ بھیتے ذرا نرمی کر میرے لال خفا مت ہونا۔ اچھا اچھا سمجھا!

ادھر والد مرحوم علیہ الرحمہ کے پاس دوکان[2] پر جب پہنچا تو انھوں نے بھی کان کے کیڑے جھاڑ دیئے ظاہر ہے کہ جب کھلا چیلنج مل رہا ہو کہ اس بچہ کے سلسلے میں باز رہو وہ بڑا احساس ہے تو بھلا کس کی مجال تھی کہ دم مار سکتا چنانچہ باز... رہا اور ایسا کہ اب تک باز ہی ہوں!! یہ وہ دور تھا کہ جوہر شناسی اور مردم شناسی کی ابجد سے بھی واسطہ نہ تھا۔ **دعویٰ تو** آج بھی نہیں! مگر... مگر کسے خبر تھی کہ ذرا سی پھٹکار پر یہ حساس آنسوے بہاتا ہوا بچہ... کل کا خادم القرآن ثابت ہوگا۔

اور ایسا کہ اپنے معاصرین میں بڑے بڑے مدارس سے تحصیل و فراغت کے ان گنت دعوے داروں سے ماشاء اللہ دو ہاتھ... آگے... ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ ؕ

تقریباً تین سال سے مصر تھے کہ آپ بھی کچھ بطور تقریظ میری فلاں کتاب پر ارقام فرما دیں:۔ مگر میں نے کانوں میں جوں نہ رینگنے دی... پھر کچھ عرصہ بعد وہی رنگین نغمہ... ثانیاً بھی احقر نے کسی مجذوب کی بڑ سے زیادہ اہمیت نہ دی اور قلب نے یہی فیصلہ صادر کیا کہ اگرچہ کتاب اَلتُّحْفَةُ عَلٰى رِوَايَةِ شُعْبَةَ نادر چیز سہی تب بھی عزیزم سلمہ کو موقع دیا جائے۔ دیکھیں... یہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں کس منزل پر جادہ فرما ہوتے ہیں۔

مگر کل مورخہ ۱۹؍ ذوالقعدہ ۱۴۰۳ھ کتاب "**تجوید المبتدی کامل**" مع تقاضہ سابقہ پہنچی تو مطالعہ شروع کیا اور بے اختیار دل سے دعائیں نکلیں ؎

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

احقر نے محسوس کیا کہ یہ کتاب جس طرح تجوید کے طلبہ و اساتذہ کے لئے مفید ہے اسی طرح عام طلبہ کے لئے بھی اس میں بہت کچھ موجود ہے ابھی چاہتا تھا کہ اس پر تبصرہ سپرد قلم کردوں مگر طوالت کا خوف دامن گیر ہے اس لئے قلم برداشتہ یہ حقیر نذریہ پیش کرنے پر مجبور رہوں کہ فی الوقت صرف مؤلف سلمہ کے تعارف پر قناعت کی جائے کہ موصوف کے تمام کتابچے اس سے یکسر کورے ہیں... تو لیجئے... قبول کیجئے... میری طرف سے...

گل صحرہ قاری محمد اسمٰعیل صادق بن حاجی محمد ابراہیم صاحب تورجوی ایک انتہائی شریف گھرانے کے اکلوتے چشم و چراغ ہیں مولد خورجہ ضلع بلند شہر یوپی کا مشہور قصبہ ہے جو کسی دور میں علماء و صلحاء کی آماجگاہ

---

[1] یعنی مؤلف کی والدہ ماجدہ علیہا الرحمۃ ۱۲ منہ [2] یعنی کتب خانہ رحیمی اوجین ۱۲ منہ

رہ چکا ہے۔ موصوف سلمہٗ کی تاریخ ولادت ۱۰ محرم الحرام ۱۳۷۳ھ پنجشنبہ ہے۔ قاعدہ بغدادی کی بسم اللہ مدرسہ قاسم العلوم خورجہ میں اور ناظرہ قرآن کریم، ابتدائی دینیات اور پرائمری کی تعلیم مدرسہ خازن العلوم خورجہ میں ہوئی۔ حفظ و تجوید کی سعادت مدرسہ عربیہ فیض خالق خورجہ میں جناب قاری احمد سعید صاحب خورجوی سے حصہ میں آئی اور تعلیم ابتدائی سے معیاری ہوئی صرف ونحو اور عربی کی، ابتدائی کتابیں مولوی اکبر علی صاحب مظاہری سے اور متوسطات مفتی محمد واصف صاحب عثمانی سے پڑھیں قرارت کے لہجوں کی مشق مجود کبیر جناب قاری نیاز احمد صاحب علی گڑھی سے اور علم تجوید و قرارت اور علم وقف و رسم قرآنی کی تعلیم و تکمیل استاذ جلیل جناب قاری محب الدین صاحب الہ آبادیؒ سے کی اور خصوصی سندیں حاصل کیں۔ اللہ نے حسن ادا و نطق، خوش آوازی، سانس کی طوالت اور پرکشش لہجوں کی دولت سے بھی خوب نوازا ہے اور اس بارے میں مشہور اکابر قرار سے داد تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ جن میں چند اسمار گرامی یہ ہیں۔

(۱) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب علیہ الرحمہ صدر مہتمم جامعہ دار العلوم دیوبند۔ (۲) استاذ العلماء حضرت مولانا اسعد اللہ خان صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور (۳) مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ناظم جامعہ ندوۃ العلماء لکھنو (۴) شیخ القراء حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی ثم المدنی سابق صدر شعبہ قرآن دار العلوم نانک واڑہ کراچی (۵) استاذ القراء حضرت قاری محمد عباس صاحب بخاری ناظم مدرسہ تجوید القرآن مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً (۶) شیخ القراء حضرت مولانا قاری محمد کامل صاحب صدر شعبہ تجوید و قرارت مدرسہ قاسمیہ شاہی مراد آباد (۷) استاذ القراء جناب قاری محمد عبدالباری صاحب صدر مدرس مدرسہ تجوید القرآن محلہ قاضی سہارنپور (۸) استاذ القراء جناب قاری معین الدین صاحب شیخ التجوید سُنّی دار العلوم شہر مئی (۹) حضرت مولانا قاری محمد تقی صاحب امینی ناظم شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ (۱۰) حضرت مولانا مولوی مسعود شمیم صاحب ناظم مدرسہ عالیہ صولتیہ مکہ معظمہ (زادہا اللہ شرفاً و تکریماً)۔

عزیزی مولف سلمہٗ نے قرارت کے بہت سے جلسوں، شبینوں، کانفرنسوں اور مقابلوں میں بھی شرکت کی اور ہر جگہ اللہ نے اعزاز بخشا۔ قرارت کے کئی مقابلوں میں جج کے فرائض بھی انجام دیئے۔ تقریباً دس سال مدرسہ عربی "خازن العلوم" خورجہ میں شعبۂ قرآن کے صدر اور نگراں رہے اور یکم رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ سے مکہ معظمہ میں تدریسی خدمات میں مصروف ہیں۔ ساتھ ہی حضرات علمار حرم محترم سے استفادہ بھی کر رہے ہیں۔ تَقَبَّلَ اللّٰہُ سَعْیَہٗ۔ آمین

تلامذہ و مستفیدین کی کثیر تعداد ہے جن میں بعض خدمتِ قرآنی میں مشغول ہیں مثلاً ● قاری شیر محمد صاحب مدرس مدرسہ خازن العلوم خورجہ ● قاری ربیع الحسین مرشد آبادی استاذ تجوید مدرسہ مذکور ● قاری عشرہ عبدالواحد علی گونڈوی استاذ تجوید مدرسہ قاسم العلوم خورجہ ● قاری عبدالحکیم بنگلہ دیشی فاضل قرارات سبعہ ● قاری مولوی انوار الحق رضوی جبلپوری ● قاری غیاث الدین احمد بلند شہری۔ ● قاری مشکور عالم مراد آبادی ● قاری محمد عابد مراد آبادی ● قاری بلال احمد گڑگانوی ● قاری عبدالسلام اُناوی اعمیٰ ۔ ۔ ۔ ۔

ماشاء اللہ تحریری افادہ کا بھی خاصا ذوق ہے جس کے نتیجہ میں عامۃ الناس کے لئے بھی ان کے قلم سے کئی مضامین نکلے جس سے عوام کو بڑا فائدہ پہونچا۔ ۔ ۔ بہرحال مصلحین متقین کی جہد فی سبیل الحق کی حقیقی وجہ یہی تو رہی ہے کہ افرادِ امت کسی بھی صغیرہ و کبیرہ کے ارتکاب سے محفوظ رہ کر عتابِ باری جل مجدہ سے مامون اور اس کی رحمتِ بے پایاں کے دامن میں پناہ لے لیں اور اسی عظیم الشان سعادت میں مؤلف سلمہٗ کا قلم بھی شریک ہو کر دلی دعاؤں اور مبارکباد کا مستحق ہو رہا ہے۔ ؎

احب الصالحین ولست منہم ÷ لعل اللہ یرزقنی صلاحًا

عبدالرحیم الاوجینی بن حافظ محمد شفیع غفرلہٗ ولوالدیہ ولمشائخہ
فاضل دار الافتار دار العلوم دیوبند ۲۷ ۲/۱۱ ۱۴۰۳ھ

دستور العمل تدریس کتاب ہذا

(۱) سیدنا رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یعنی اعمال نیتوں سے (بنتے اور بگڑتے) ہیں۔ لہٰذا طلباء عزیز کو تاکید فرمائیں کہ وہ اپنی ساری تعلیم ومحنت میں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود رکھیں۔

(۲) کتاب ہذا کو رسالہ "قواعد المبتدی" کے بعد شروع فرمایا جاوے اور خوب سمجھا کر پڑھایا جائے ممکن ہو تو بالترتیب لکھوایا بھی جاوے۔

نوٹ: بہتر تو یہ ہے کہ مقدمہ اور خاتمہ بھی استاذ پڑھائیں لیکن اگر فرصت کم ہو اور طلباء عزیز ذی استعداد ہوں تو وہ خود بھی یاد کر سکتے ہیں مگر سبق کا تعین اور نگرانی بہر صورت ضروری ہے۔

(۳) مقدمہ کتاب میں مضمون نمبر ۲/۱۵/۱۶/۱۸/۱۹/۲۱/۲۲/۲۳ کو ذہن نشین کرا دیا جائے۔

(۴) اصطلاحاتِ علم تجوید اور سبق نمبر ۱/۳/۱۲/۲۳/۶۲ کو نیز ہر خلاصہ کو زبانی یاد کرایا جائے۔

(۵) جب تک ایک سبق خوب روانی کے ساتھ یاد اور ذہن نشین نہ ہو دوسرا نہ پڑھایا جائے۔

(۶) طلبہ کو تاکید بھی فرمائیں اور نگرانی بھی کہ وہ پڑھے ہوئے کو پھیرتے رہیں تاکہ سب یاد رہے۔

(۷) سوالات اور ان کے جوابات کاپی پر لکھوا کر ملاحظہ فرمائیں۔

(۸) کتاب ہذا کے اسباق تین حصوں میں منقسم ہیں۔ ہر حصہ پورا ہونے پر کچھ عرصہ کے لئے سبق بند کر کے اسی کو پختہ کروائیں۔

(۹) عربی داں طلباء کرام کو کتاب ہذا کا ضمیمہ بھی ضرور پڑھائیں۔

(۱۰) کتاب ہذا کی تکمیل کے بعد "وقوف المبتدی" شروع فرما دی جائے کہ علمِ اوقافِ قرآنی کا جاننا بھی قاری کے لئے ضروری ہے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

مشورہ کتاب "فوائد مکیہ" وغیرہ کے طلباء کرام اس کتاب کو بطور امدادی کتب اپنے مطالعہ میں رکھیں ان شاء اللہ تعالیٰ نہایت معاون ومفید ثابت ہوگی فقط۔

بندہ محمد اسمٰعیل صادق خورجوی مسجد الحرام مکہ معظمہ

؎ لیکن اگر طالب علم نے تجوید کی کوئی ابتدائی کتاب پڑھ لی ہے تو پھر رسالہ "قواعد المبتدی" پڑھانا ضروری نہیں ۱۲ منہ

خطبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الۡخَالِقِ الَّذِیۡ قَالَ فِیۡ کِتَابِہٖ ’’وَرَتَّلۡنٰہُ تَرۡتِیۡلًا‘‘، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا رَسُوۡلِ اللّٰہِ الصَّادِقِ الَّذِیۡ قَالَ فِیۡ خِطَابِہٖ ’’اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنۡ یُّقۡرَاَ الۡقُرۡاٰنُ کَمَآ اُنۡزِلَ‘‘ وَعَلٰٓی اٰلِہِ الطَّاھِرِیۡنَ وَاَصۡحَابِہِ الۡمُکَرَّمِیۡنَ وَاَئِمَّۃِ دِیۡنِہٖٓ اَجۡمَعِیۡنَ :: اَلَّذِیۡنَ اَدَّوۡا اِلَیۡنَا الۡقُرۡاٰنَ الۡمَجِیۡدَ کَمَا سَمِعُوۡہُ مِنۡ صَاحِبِ الۡفُرۡقَانِ الۡحَمِیۡدِ :: صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ

اَمَّا بَعۡدُ :- ابو سالم محمد اسماعیل صادق بن شیخ محمد ابراہیم خورجوی مقیم مکہ معظمہ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی شَرَفًا وَّتَعۡظِیۡمًا عرض کرتا ہے کہ بفضل اللہ تعالیٰ وکرمہ ’’علم تجوید‘‘ پر حضرات علماء کرام وقراء عظام نے بزبان اردو بھی بہت سی مختصر اور متوسط ومفصل کتابیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے تقریبًا یکصد کتب و رسائل تو مجھ نابکار کے پڑھنے پڑھانے اور مطالعہ میں آچکے ہیں جو حضرات مؤلفین کرام کے مقام علمیہ کی آئینہ دار اور حصول مقصد کے لئے اپنے اپنے عصر وحلقہ اثر میں مرجع ومدار رہی ہیں اور آج بھی بہت سے مدارس اسلامیہ کے شعبہائے تجوید وقرأت اسی تسبیح نورانی کے آبدار گوہر سے مصنوع وملمع لڑیوں سے مزین اور ان کی ضیا باریوں سے منور ہیں مثلاً جمال القرآن[1]۔ تسہیل القواعد[2]۔ تیسیر التجوید[3]۔ ضیاء التجوید[4]۔ ضیاء القراءۃ[5]۔ تحفۃ المبتدی[6]۔ خلاصۃ التجوید[7]۔ معلم التجوید[8]۔ ہدیۃ الوحید[9]۔ فوائد مکیہ[10] وغیرہ۔ ؏

کرتا ہے دعا صادق ! اے خالق ارض و فلک
یارب رہے ہمیشہ یہ ایسی چمک دمک

مروّجہ کتب و رسائل میں اکثر ابتدائی، بعض متوسط درجہ کی اور چند کتابیں آخری مرحلہ کی ہیں لہٰذا مزید کسی کتاب کے معرض وجود میں لانے کی کوئی حاجت نہ تھی لیکن چونکہ بہت سے طلباء عزیز بوجہ قلت فرصت یا عدم استعداد، نصاب مقررہ کی سب کتابیں پڑھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ اور بعض کئی کئی کتابیں بلکہ پورا پورا نصاب عبور کرنے کے باوجود ضروری مسائل تک ضبط نہیں کر پاتے۔ اور رسمی طور پر صرف خانہ پُری کے لئے کتابوں کا پڑھنا پڑھانا چنداں مفید نہیں۔ اسی طرح ابتدائی ومختصر رسائل کے متون پر سند فراغت دینا بھی مناسب نہیں اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک کتاب مبتدی طلباء کے فہم واستفادہ کو پیش نظر رکھ کر مناسب جدّت وتنوّع کے ساتھ ایسی لکھی جائے جو سلیس وآسان بھی ہو اور ضروریات ذیل کی جامع بھی ہو۔

(۱) علم تجوید اور اس کے ضمنی مسائل ومتعلقات
(۲) روایت حفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام جزئیات
(۳) روایۃ الحفص رحؒ کے ہر دو طریق (شاطبیؒ وجزریؒ) کے اختلافات
(۴) کلام اللہ شریف کی قراءۃ کے ساتوں ملحقات (۵) بعض مسائل ضروریہ ومہمہ کے خلاصہ جات
(۶) دیگر ضروری ومفید معلومات (۷) طلباء عزیز کے لئے ضروری اور مفید نصائح وہدایات

مہ خلاصۃ البیان فی تجوید القرآن ص۳ للعلامۃ الحضرۃ القاری ضیاء الدین الہ آبادیؒ ۱۲ منہ

تاکہ اس کتاب کے پڑھ لینے سے دیگر کتبِ عالیہ کا پڑھنا اور سمجھنا آسان ہو جائے اور جو متعلّمین و متجسسین اور طالبین صادقین، داخلِ نصاب تمام کتابوں کو بوجہ کسی مجبوری کے نہیں پڑھ سکتے وہ کم از کم اس کتاب کو پڑھ کر اپنی تشنگی بجھا سکیں اور تجوید در روایت حفص کی سند حاصل کر سکیں لیکن ذوی الاستعداد و الفراغ طلاب کے لئے صرف اسی کتاب پر اکتفاء اور سندِ فراغت کی عطاء ہرگز مناسب نہیں بلکہ ان کے لئے دوسری کتبِ عالیہ درسیہ کی تحصیل بھی ضروری ہے ؎

چو رسی بکوئے دلبر بسپار جان مضطر
کہ مبادا بارِ دیگر نہ رسی بدیں تمنا

مذکورۃ الصدر ضرورت کا احساس راقم السطور کو تھا ہی لیکن جب رسالہ مختصرہ "قواعد المبتدی"[1] منظر عام پر آیا تو بعض احبابِ اصاغر و حضرات اکابر علی الخصوص مشفقی حضرت مولانا قاری محمد عمر صاحب تھانوی تلمیذ استاذ الکل حضرت مولانا قاری عبداللہ خاں صاحب مہاجر مکی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ سابق صدر شعبۂ تجوید و قرأت دار العلوم حرم "مدرسہ صولتیہ" مکہ مکرمہ نے بھی اس خادم سے فرمایا کہ "اسی نہج پر ایک کتاب جامع لکھئے" لہٰذا بغرض امتثالِ حکم و رفعِ ضرورتِ اہم، کعبہ شریف کے حصہ حطیم میں میزابِ رحمت کے نیچے بیٹھ کر تسمیہ و تحمید و تصلیہ اور چند سطور لکھنے کے بعد کتبِ عشرہ متذکرہ و دیگر تالیفات معتبرہ اور اپنے حضراتِ اساتذہ کرام کے فیوض و افادات کی روشنی و ضو میں اس کام کو شروع کرتا ہوں۔ اور اس کا نام "تجوید المبتدی[2] کامل" رکھتا ہوں۔

اللہ جل شانہٗ و عم نوالہٗ اپنے فضل و کرم سے اس کو قبول فرما کر طالبینِ تجوید و قرأت کے حق میں نافع فرمادے اور مجھ فقیر پُر تقصیر، میرے تمام اساتذۂ کرام اور والدین و اجداد عظام نیز اس کتاب کے حضرات معلّمین و متعلمین کے لئے اپنی رضاء و قرب کا ذریعہ بنا وے آمین ؎

یَا سَامِعَ الدُّعَاءِ تَقَبَّلْ دُعَاءَنَا
سَأَلْتُكَ الْخَيْرَ يَاذَا الْمَنِّ وَالْكَرَمِ

مؤلف کا مقصود طلباء عزیز کو مسائل علم تجوید سہل طریق پر سمجھانا اور ضبط کرانا ہے لہٰذا گول دائروں کی جدت حضرات اہل علم و اساتذۂ فن کو بار خاطر نہ ہونی چاہئے۔

وَالْعُذْرُ عِنْدَ كِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلٌ

---

[1] یہ رسالہ (قواعد المبتدی) علم تجوید کا نہایت آسان و مفید اور مختصر رسالہ ہے جس میں مخارج اور بالکل ابتدائی قواعد ایک خاص طریقہ پر لکھے گئے ہیں تاکہ طلباء ان کو بسہولت زبانی یاد کر سکیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ رسالہ ہذا کی افادیت امید سے زیادہ ظاہر ہوئی کہ اس کو علاوہ بچوں اور مبتدیوں کے بعض عمر رسیدہ لوگوں نے بھی بآسانی حرف بحرف زبانی یاد کر لیا۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ ۱۲ منہ

[2] استاذ القراء جناب مولانا قاری احمد ضیاء صاحب ازہری (صاحبزادہ محترم استاذی و سندی حضرت قاری محب الدین احمد صاحب الہ آبادی) نے اس کا نام "فیوضِ مکیۃ" تجویز فرمایا ۱۲ منہ

مُقدّمہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک بندوں یعنی حضرات انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیم پر انسانوں کی تعلیم و تربیت اور دنیا و آخرت کی کامیابی کے لئے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں نازل فرمائیں جن میں سے چار کتابیں بڑی اور بہت مشہور ہیں۔

(۱) **تورات**: جو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی چنانچہ سورۂ مائدہ میں ارشادِ ربانی ہے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ یعنی بے شک ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔

(۲) **زبور**: جو سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کو عطاء کی گئی چنانچہ سورۂ نساء میں ہے وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ؕ یعنی ہم نے داؤدؑ کو زبور دی۔

(۳) **انجیل**: جو سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطاء فرمائی گئی چنانچہ سورۂ حدید میں ہے وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ یعنی ہم نے عیسیٰؑ ابن مریم کو بھیجا: اور اُن کو انجیل دی۔

(۴) **قرآنِ پاک**: جو سَیِّدُ الْاَنْبِیَاء حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر ضرورتوں کے لحاظ سے تھوڑا تھوڑا نازل ہوا چنانچہ سورۂ دھر میں ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ۚ یعنی بے شک ہم نے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا اُتارا ہے۔

(۲) قرآن پاک کا نام اور وجہ تسمیہ

قرآن شریف کے مختلف نام ہیں مثلاً اَلْكِتَاب اَلْقُرْاٰن۔ اَلْفُرْقَان۔ اَلذِّكْر وغیرہ لیکن اُن میں سب سے زیادہ مشہور نام "قرآن" ہے چنانچہ خود حق تعالیٰ شانہ نے اکثر مقامات پر اپنے پاک کلام کو اسی نام سے یاد فرمایا ہے۔

قرآن کے معنیٰ لغت میں "وہ چیز جو پڑھی جائے" جیساکہ پینے والی چیز کو عربی میں شراب اور لکھی ہوئی چیز کو کتاب کہا جاتا ہے[۱] چنانچہ یہ چیز اظہر من الشمس ہے کہ قرآن شریف ساری دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ رات دن میں شاید ہی کوئی لمحہ ہو جس میں کہیں نہ کہیں اس پاک کتاب کی تلاوت نہ کی جاتی ہو۔ لہٰذا اس عظیم کتاب کو "قرآن" کے نام سے موسوم کرنا بدرجۂ اتم صحیح ہوا۔

---

[۱] کذا فی التفسیر الماجدی وغیرہ ۱۲ منہ

اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کو قرآنِ کریم کے منکرین نے بھی تسلیم کیا ہے چنانچہ "اُوَرْ پرنسٹن یونیورسٹی امریکہ" کے سابق پروفیسر "ہِٹّی" کا بیان ہے کہ قرآن عہدِ آخریں کی کتابوں میں سب سے کم سن ہے لیکن دنیا میں جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی یہی کتاب ہے[1]

افضلیتِ قرآنِ پاک ③

تمام آسمانی کتابوں میں قرآن مجید سب سے افضل ہے اور اس کو بہت سی خصوصیتیں ایسی حاصل ہیں جو کسی اور کتاب کو حاصل نہیں جن میں سے چار یہ ہیں۔

① ہر آسمانی کتاب ایک ہی بار اور اکٹھی نازل ہوئی جبکہ قرآن مجید دو مرتبہ اور سیدنا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔

② قرآن مجید کی عبارت مُعجِز یعنی ایسی اعلیٰ درجہ کی اور لوگوں کو عاجز کر دینے والی ہے کہ اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورہ کے مثل بھی کوئی شخص یا کوئی جماعت مل کر نہیں بنا سکتی اور نہ بنا سکی ہے۔

③ پچھلی کتابیں صرف انبیاء کرام ہی کو حفظ یاد ہوتی تھیں لیکن قرآن کا معجزہ ہے کہ سیدنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک ہر زمانے میں لاکھوں مسلمان مرد، عورت بوڑھے، جوان، بچے اس کے حافظ رہے اور یہ سلسلہ اِن شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گا۔

④ قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے چنانچہ سورۂ حجر میں ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ٥ یعنی بے شک ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں جبکہ دوسری کتابوں کی حفاظت اس وقت کے انبیاء کرام اور حضرات علماء کے ذمہ تھی لہٰذا جب تک وہ حضرات دنیا میں موجود رہے وہ کتابیں بھی صحیح رہیں لیکن جب وہ حضرات دنیا سے تشریف لے گئے وہ کتابیں بھی ضائع ہو گئیں۔ اور جو تین کتابیں یعنی۔ توراۃ۔ زبور اور انجیل باقی ہیں وہ اصلی کتابیں نہیں ہیں بلکہ لوگوں نے اُن میں بہت تحریف کر ڈالی ہے لیکن قرآن مجید کا ایک ایک لفظ بعینہٖ اپنے نزول کے موافق محفوظ ہے۔ اور قیامت تک محفوظ رہے گا اگرچہ ساری دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہو جائے۔

تاریخ نزولِ قرآنِ پاک ④

قرآن شریف سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے پاس سے لوحِ محفوظ میں آیا۔ اور لوحِ محفوظ سے دو بار نازل

---

[1] تاریخ اہلِ عرب صفحہ ۱۲۶ مطبوعہ ۱۹۳۷ء۔ اور انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا طبع یازدہم کی شہادت ہے کہ قرآن THE MOST WIDELY-READ BOOK IN THE WORLD وہ کتاب ہے، جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ (تفسیر ماجدی ص) ۱۲ منہ

ہوا۔ ایک مرتبہ پورے کا پورا بیت المعمور میں (جو کعبہ شریف کی سیدھ میں ساتویں آسمان پر فرشتوں کا عبادت خانہ ہے) نازل ہوا۔ اور دوسری مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سے سیدنا حضور اطہر صلی اللہ علیہ وسلم پر ضرورتوں کے لحاظ سے تھوڑا تھوڑا تئیس ۲۳ سال کے عرصہ میں نازل ہوا جس کی ابتداء ماہ رمضان المبارک سنہ چھ سو دس ۶۱۰ عیسوی میں ہوئی اور انتہا ماہ صفر سنہ گیارہ ۱۱ ہجری میں ہوئی۔

تدریجی نزول⁽⁵⁾ قرآن پاک

قرآن حکیم کے تدریجی نزول کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ یہاں مکہ معظمہ میں ایک پہاڑ ہے جس کا نام حرا ہے اس میں ایک غار ہے۔ سیدنا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے اور کئی کئی راتیں اس میں گزارتے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی غار میں تھے کہ اچانک حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور آپ سے فرمایا "اِقْرَاْ" یعنی پڑھئے۔ سیدنا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مَا اَنَا بِقَارِئٍ" یعنی میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اسی طرح تین ۳ مرتبہ فرمایا اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے سورۂ علق کی ابتدائی پانچ آیتیں اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ سے عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ تک پڑھیں اور اُن سے سُن کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھیں۔ اس کے بعد تین ۳ سال تک توقّف رہا۔ پھر تین ۳ سال کے بعد اچانک جبریل علیہ السلام سامنے آئے اور سورۂ مدثر کی ابتدائی آیات آپ کو سنائیں۔ اس کے بعد وحی کا سلسلہ شروع ہوگیا جو تقریباً بیس ۲۰ سال جاری رہا۔

کیفیت⁽⁶⁾ نزول قرآن پاک

سیدنا رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی مختلف طریقوں سے نازل ہوتی تھی جس میں سے ایک طریقہ یہ تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں آکر اللہ تعالیٰ کا کلام آپ کو سنا دیتے۔ کبھی ایک آیت، کبھی دو چار آیتیں، کبھی ایک سورۃ اور کبھی آیت کا کوئی حصہ۔ اور وہ نازل شدہ حصہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فوراً حرف بہ حرف یاد اور آپ کے سینۂ مبارک میں محفوظ ہو جاتا۔ اور آپ کسی کو بُلا کر اس کو لکھوا دیتے۔

عہد نبوی میں کتابت⁽⁷⁾ قرآن پاک

سیدنا نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وحی کی کتابت کے لئے بہت سے صحابۂ کرام کو مقرر فرما رکھا تھا جن میں ایک حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں

سے کذا فی معارف القرآن المجلد الثامن ۱۲ منہ

چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ میں وحی کی کتابت کرتا تھا جب آپؐ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو سخت گرمی لگتی اور آپ کے جسم اطہر پر پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح ڈھلکنے لگتے تھے پھر جب آپ سے یہ کیفیت ختم ہو جاتی تو میں کوئی ہڈی یا کسی اور چیز کا ٹکڑا لے کر خدمت میں حاضر ہوتا۔ آپ لکھواتے رہتے اور میں لکھتا جاتا جب میں فارغ ہوتا تو آپ فرماتے "پڑھو" میں پڑھ کر سناتا۔ اگر اس میں کوئی فروگذاشت ہوتی تو آپ اس کی اصلاح فرما دیتے اور پھر اسے لوگوں کے سامنے لے آتے۔ (علوم القرآن)

⑧ ترتیب آیات و سُوَر قرآن پاک

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وحی لکھواتے وقت کاتبِ وحی کو یہ ہدایت بھی فرماتے کہ اس سورۃ کو فلاں سورۃ کے بعد اور فلاں سورۃ سے پہلے لکھو اور اس آیت یا ان آیتوں کو فلاں سورۃ میں فلاں آیات کے بعد لکھو اس طرح پورا قرآنِ کریم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں لکھا جا چکا تھا اگرچہ وہ کتابی شکل میں مرتب نہیں تھا بلکہ متفرق طور پر مختلف چیزوں پر لکھا ہوا تھا لیکن تسلسل وہی تھا جو آج ہے اور قرآن کریم کی تلاوت بھی اسی ترتیب سے ہوتی تھی اور یہ ترتیب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرئیلؑ نے بتائی۔ؔ

⑨ عہدِ صدیقی و عثمانی میں جمع قرآن پاک

خلیفۂ رسول حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ میں ۱۲ھ میں زبردست احتیاط کے ساتھ تمام آیاتِ قرآنی کو ترتیب کے ساتھ کاغذ کے صحیفوں پر جمع کیا گیا لیکن اس میں سورتوں کی ترتیب نہیں تھی بلکہ ہر سورۃ علیحدہ علیحدہ لکھی ہوئی تھی اس طرح یہ اجماعی نسخہ بہت سے صحیفوں پر مشتمل تھا پھر حضرت عثمان غنیؓ کے دورِ خلافت میں نہایت اہتمام سے سورتوں کی ترتیب کے ساتھ آٹھ نسخے قرآنِ کریم کے تیار کیے گئے جن میں سے دو نسخے مدینہ طیبہ میں رکھے گئے ایک عام مسلمانوں کے لئے مسجد نبویؐ میں اور ایک امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے لئے مخصوص فرمایا جس میں آپ تلاوت فرماتے تھے اور ایک ایک نسخہ مکہ مکرمہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ اور کوفہ بھی روانہ کیا گیا اور ساری امت کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ اب ان مصاحفِ عثمانی کے مطابق ہی قرآن لکھا جائے اور پڑھا پڑھایا جائے چنانچہ آج تک اس پر عمل ہے اور ان شاء اللہ رہے گا۔

فائدہ: مصاحفِ عثمانی کی تیاری ۳۰ھ کے قریب ہوئی اور یہ تمام مصاحف کاغذ پر لکھے گئے البتہ ① مصحف امام یعنی حضرت عثمانؓ والا مصحف ہرن کی جھلی پر لکھا گیا تھا۔ یہ مصحف شریف تاشقند میں موجود ہے (اسی طرح ② "مصحف مدنی" اور ③ "مصحف کوفی" قسطنطنیہ میں ④ "مصحف شامی" مراکش میں ⑤ "مصحف بصری" اور ⑥ "مصحف یمنی" مصر میں ⑦ "مصحف بحرینی" فرانس میں موجود ہے۔ اور ⑧ "مصحف مکی" بھی موجود تھا مگر افسوس کہ ۱۳۱۰ھ دمشق کی

ؔ کذا فی اسہل الموارد و افضل الدرر وغیرہما ۱۲ منہ

جامع مسجد کو آگ لگنے کی وجہ سے یہ مصحف شریف جل گیا۔)

اعراب ⑩ ونقط قرآن پاک

واضح ہو کہ مصاحف عثمانیہ میں نقطے اور حرکات نہیں تھے کیونکہ ان حضرات کو اس کی کوئی ضرورت نہ تھی وہ ان کے بغیر بھی بالکل صحیح پڑھتے تھے جیسا کہ آج فارسی اور اردو وغیرہ کے مضامین کو اہلِ علم حضرات بالکل صحیح پڑھتے چلے جاتے ہیں حالانکہ ان میں حرکات نہیں ہوتی ہیں اسلام جب ممالکِ عجمیّہ میں پھیلا تو قرنِ ثانی میں یعنی زمانۂ صحابہ کے بعد ان کا اضافہ کیا گیا۔ بعض روایتوں کی رو سے یہ اہم کام سب سے پہلے سیدنا حضرت علیؓ کے شاگرد حضرت ابوالاسود دوئلیؒ نے انجام دیا پھر ۸۶ھ میں حجاج ابن یوسف کی فرمائش پر حضرت حسن بصریؒ، یحییٰ بن یعمرؒ اور نصر بن عاصم لیثیؒ نے نقطے اور موجودہ شکل کی حرکات لگائیں۔ اس کے بعد علّامہ خلیل بن احمد بصریؒ نے تشدید اور ہمزہ کی علامت (ء) کا اضافہ کیا تاکہ قرآن شریف کے پڑھنے پڑھانے اور ادا اور تلاوت میں آسانی ہو جائے۔

عہدِ رسالت ⑪ میں تعلیم قرآن پاک

حضراتِ اکابر کی مذکورہ خدماتِ عالیہ سے تلاوت قرآنِ پاک میں بڑی سہولت ہوئی لیکن اعراب وغیرہ کی یہ تحریر قرآنِ پاک کی ادا و نطق پورے طور پر صحیح ہونے کے لئے کافی نہیں بلکہ اس کے لئے کسی مستند استاذ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ قرآنِ پاک کے پڑھنے، پڑھانے میں مشافہتہً ادائیگی کو بڑا دخل ہے۔ اسی لئے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں تلاوتِ آیات یعنی قرآن پڑھ کر امت کو سنانا بھی ایک مستقل فرض قرار دیا گیا چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابۂ کرام کو قرآن پاک پڑھ کر سناتے تھے اور یاد کرواتے تھے۔

تعلیم قرآن ⑫ کا پہلا مرکز مسجد نبوی

خود صحابۂ کرام کو بھی قرآنِ عظیم پڑھنے اور اس کو یاد کرنے کا اس قدر شوق تھا کہ ہر شخص اس بارے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش میں رہتا تھا۔ جن حضرات کو دن میں فرصت نہیں ملتی وہ رات کو پڑھتے سیکڑوں صحابۂ کرامؓ نے اپنے آپ کو اسی بابرکت کام کے لئے وقف کر دیا تھا۔ درس گاہِ رسولؐ یعنی مسجد نبویؐ میں قرآنِ عظیم سیکھنے، سکھانے والوں کی آوازوں کا اتنا شور ہونے لگا کہ نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تاکید فرمانی پڑی کہ اپنی آوازوں کو پست کرو تاکہ کوئی مغالطہ نہ ہو۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی صحابۂ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت ایسی تیار ہو گئی تھی کہ جس کو پورا قرآنِ عظیم ازبر حفظ تھا۔ اس جماعت میں حضرات شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی

اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت طلحہؓ۔ حضرت سعدؓ۔ حضرت معاویہؓ۔ حضرت حذیفہؓ۔ حضرت سالمؓ۔ حضرت ابو ہریرہؓ۔ حضرت عمرو بن عاصؓ۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ۔ حضرت عبداللہ ابن عمروؓ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ۔ حضرت عبداللہ ابن السائبؓ۔ حضرت انس بن مالکؓ۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ۔ حضرت حفصہؓ اور حضرت امّ سلمہؓ وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔[1]

مشہور ⑬ قراءِ صحابہؓ

سیدنا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بلاواسطہ اور بالواسطہ ہزاروں صحابۂ کرام نے پورا قرآن حمید حاصل کیا جن میں بعض حضرات ایسے بھی تھے کہ جن کا خاص مشغلہ قرآنِ عزیز پڑھانا ہی تھا اور وہ خصوصیت کے ساتھ معلّمِ قرآن شمار کئے جاتے تھے پھر اُن میں چند حضرات ایسے بھی تھے کہ جو قراء کے نام سے مشہور تھے اور ان کی قرأتیں دور دراز ممالک تک پھیلیں اور شائع ہوئیں۔ حتیٰ کہ آج تک ان کا سلسلۂ قرأت جاری ہے۔ اور وہ حضرات یہ ہیں:

① حضرت عثمان غنیؓ ② حضرت علی مرتضیٰؓ ③ حضرت ابی بن کعبؓ ④ حضرت زید بن ثابتؓ ⑤ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ ⑥ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ⑦ حضرت ابوالدرداءؓ

حضرات ⑭ قراءِ تابعینؒ

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضرات تابعین نے قرآنِ حمید پڑھا اور ہزارہا افراد نے خدمتِ قرآن کو اپنا مشغلہ بنایا۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس مقدس امانت کو جو صحابہ نے ان کے سپرد کی تھی نہایت محنت و جانفشانی اور دیانتداری کے ساتھ حضرات تبع تابعین تک پہنچا دیا۔ طبیعت چاہتی ہے کہ اس برگزیدہ جماعت میں سے بھی چند نام ضرور لکھوں:

① مغیرہ بن ابی شہاب مخزومیؒ (شاگرد حضرت عثمانؓ)
② ابوالاسود دؤلیؒ (شاگرد حضرت علیؓ)
③ عبداللہ ابن عیاش بن ابی ربیعہؒ (شاگرد حضرت ابیؓ)
④ ابوالعالیہ الریاحیؒ (شاگرد حضرت زیدؓ)
⑤ زرّ ابن حبیشؒ (شاگرد حضرت ابن مسعودؓ)
⑥ حطان بن عبداللہ رقاشیؒ (شاگرد حضرت ابوموسیٰؓ)
⑦ عبداللہ بن عامر یحصبیؒ[2] (شاگرد حضرت ابو درداءؓ)

پھر تابعین کرام سے حضرات تبع تابعین نے قرآنِ حمید پڑھا۔ اور بے شمار حضرات نے تعلیم قرآن کو اپنا محبوب ترین مشغلہ اور مقصدِ حیات بنایا۔ یہاں تک کہ بذریعۂ اساتذہ و شیوخ سلسلہ بہ سلسلہ یہ عظیم دریا بہا

[1] کذا فی علوم القرآن وغیرہ ۱۲ منہ [2] کذا فی معرفۃ القراء الکبار (للعلامۃ الذہبیؒ) وغیرہ ۱۲ منہ

نعمت ہم تک پہنچی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قدر دانی کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے فضائل و برکات سے نوازے آمین

فضائلِ قرآن پاک (۱۵) میں چہل حدیث

قرآن شریف چونکہ اللہ ربّ العزت کا کلام اور دینِ اسلام کی اصل ہے۔ اس کی بقاء و حفاظت اور اشاعت پر ہی اسلام اور اس کے احکام کا مدار ہے اس لئے اس کے پڑھنے پڑھانے کے بہت فضائل ہیں۔ یہاں مختصر طور پر رسالہ "فضائل قرآن" وغیرہ سے صرف چالیس حدیثیں نقل کرتا ہوں۔

(۱) خَیْرُکُمْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَاَقْرَأَہٗ (طبرانی)
(۲) خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ (بخاری)
یعنی تم میں سے بہترین اشخاص وہ ہیں جو قرآن پڑھتے اور پڑھاتے ہیں (شرح سبعہ)

(۳) تلاوتِ قرآن کا اہتمام کرو کہ دنیا میں یہ نور ہے اور آخرت میں ذخیرہ (ابن حبان)

(۴) قرآن شریف والے اللہ (جل شانہ) کے اہل ہیں اور خواص۔ (نسائی)

(۵) میری امت کی بہترین عبادت (نفلی عبادات میں) قرآن کی تلاوت ہے۔ (بیہقی)

(۶) جس نے کلام پاک حاصل کر لیا اس نے علوم نبوت کو اپنی پیشانی میں جمع کر لیا۔ (فضائل قرآن)

(۷) حاملین قرآن (حفاظ) اللہ کے سائے کے نیچے انبیاء و برگزیدہ لوگوں کے ساتھ ہوں گے (ایضاً)

(۸) قرآن شریف حفظ کیا کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس قلب کو عذاب نہیں فرماتا جس میں قرآن محفوظ ہو (ایضاً)

(۹) جو شخص قرآن شریف پڑھتا ہے اور وہ یاد نہیں ہوتا تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ (طبرانی)

(۱۰) جس شخص کے قلب میں قرآن کا کوئی حصہ محفوظ نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ (ترمذی)

(۱۱) جس نے کلام اللہ پڑھا اس نے علوم نبوت کو اپنی دونوں پسلیوں کے درمیان لے لیا۔ (حاکم)

(۱۲) جو شخص دس آیتوں کی تلاوت کسی رات میں کرے وہ اس رات غافلین سے شمار نہ ہوگا۔ (ایضاً)

(۱۳) اللہ تعالیٰ قاری کی آواز کی طرف اس شخص سے زیادہ کان لگاتا ہے جو اپنی باندی کا گانا سن رہا ہو۔ (ابن ماجہ)

(۱۴) قرآن حفظ پڑھنا ہزار درجہ ثواب رکھتا ہے اور دیکھ کر پڑھنا دو ہزار تک بڑھ جاتا ہے۔ (بیہقی)

(۱۵) سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفاء ہے۔ (ایضاً)

(۱۶) جو شخص سورہ یٰسٓ شروع دن میں پڑھے اس کی تمام دن کی حوائج پوری ہو جائیں۔ (دارمی)

(۱۷) جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھے اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا۔ (بیہقی)

(۱۸) قرآن شریف میں ایک سورۃ تیس ۳۰ آیات کی ایسی ہے کہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کی مغفرت کرا دے اور وہ سورۃ تَبَارَکَ الَّذِیْ ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۹) کلام پاک کا ختم اگر دن کے شروع میں ہو تو تمام دن اور رات کے شروع میں ہو تو تمام رات ملائکہ اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ (فضائل قرآن)

(۲۰) جو شخص ایک حرف کتاب اللہ کا پڑھے اس کے لئے اس حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ملتا ہے۔ (ترمذی)

(۲۱) جو شخص ایک آیت کلام اللہ کی سُنے اس کے لئے دو چند نیکی لکھی جاتی ہے اور جو تلاوت کرے اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔ (احمد)

(۲۲) قرآن کا ماہر (یعنی وہ شخص جس کو یاد بھی خوب اور پڑھتا بھی خوب ہو) ان ملائکہ کے ساتھ ہے جو میر منشی ہیں اور نیک کار ہیں الخ (بخاری)

(۲۳) جو شخص قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جاوے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی۔ (ابوداؤد)

(۲۴) حق تعالیٰ شانہ اتنا کسی کی طرف توجہ نہیں فرماتا جتنا کہ اس نبی کی آواز کو توجہ سے سُنتا ہے جو کلام الٰہی خوش الحانی سے پڑھتا ہو۔ (بخاری)

(۲۵) اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جس شخص کو قرآن شریف کی مشغولی کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی ہیں اس کو سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں (ترمذی)

(۲۶) جو شخص قرآن شریف پڑھے اور اس پر عمل کرے اس کو ایک تاج پہنایا جائے گا جو نور سے بنا ہوگا اور اس کے والدین کو ایسے دو جوڑے پہنائے جاویں گے کہ تمام دنیا اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی (حاکم)

(۲۷) تم لوگ اللہ جل شانہ کی طرف رجوع اور اس کے یہاں تقرب اس چیز سے بڑھ کر کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتے جو خود حق سبحانہ سے نکلی ہے یعنی کلام پاک (ترمذی)

(۲۸) کلام اللہ کا آواز سے پڑھنے والا علانیہ صدقہ کرنے والے کے مشابہ ہے اور آہستہ پڑھنے والا خفیہ صدقہ کرنے والے کے مانند ہے۔ (ایضًا)

(۲۹) ہر چیز کے لئے کوئی شرافت و افتخار ہوا کرتا ہے جس سے وہ تفاخر کیا کرتا ہے۔ میری اُمت کی رونق اور افتخار قرآن شریف ہے۔ (فضائل قرآن)

(۳۰) جن گھروں میں کلام پاک کی تلاوت کی جاتی ہے وہ مکانات آسمان والوں کے لئے ایسے چمکتے ہیں جیسا کہ زمین والوں کے لئے آسمان پر ستارے۔ (ترغیب)

(۳۱) قرآن (کثرت سے) پڑھا کرو اس لئے کہ قیامت کے دن یہ اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔ (مسلم)

یعنی قرآن اپنے قاری اور عامل کی مغفرت کا اللہ سے سوال کرے گا جسے اللہ قبول فرمائے گا (دیلمی الطالبین)

(۳۲) دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگتا ہے۔ پوچھا گیا کہ حضور اُن کی صفائی کی کیا صورت ہے۔ آپ نے فرمایا موت کو اکثر یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا (بیہقی)

(۳۳) اے ابوذر اگر تو صبح کو جا کر ایک آیت کلام اللہ شریف کی سیکھ لے تو نوافل کی سو رکعات سے افضل ہے اور اگر ایک باب علم کا سیکھ لے، خواہ اس وقت وہ معمول بہ ہو یا نہ ہو تو ہزار رکعات نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ابن ماجہ)

(۳۴) حسد (یعنی رشک کرنا) دو شخصوں کے سوا کسی پر جائز نہیں۔ ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہے۔ دوسرے وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال کی کثرت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس کو (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتا ہے (بخاری)

(۳۵) کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں مجتمع ہو کر تلاوتِ قرآنِ پاک اور اس کا دور نہیں کرتی مگر ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے۔ اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ملائکہ رحمت ان کو گھیر لیتے ہیں اور حق تعالیٰ شانہ ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں فرماتا ہے۔ (مسلم)

(۳۶) قرآن پاک ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت قبول کی گئی ہے اور ایسا جھگڑالو ہے کہ جس کا جھگڑا تسلیم کر لیا گیا ہے جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے اس کو یہ جنت کی طرف کھینچتا ہے اور جو اس کو پس پشت ڈال دے اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے۔ (ابن حبان)

(۳۷) روزہ اور قرآن شریف دونوں بندہ کے لئے شفاعت کرتے ہیں۔ روزہ عرض کرتا ہے کہ یا اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روکے رکھا میری شفاعت قبول کیجئے اور قرآن شریف کہتا ہے کہ یا اللہ میں نے رات کو اس کو سونے سے روکا، میری شفاعت قبول کیجئے پس دونوں کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (طبرانی)

(۳۸) جس شخص نے قرآن پڑھا پھر اس کو حفظ یاد کیا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام۔ حق تعالیٰ شانہ اس کو جنت میں داخل فرما دے گا اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرما دے گا جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہو (ابن ماجہ)

(۳۹) جو شخص اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن شریف سکھلا دے اس کے سب اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو شخص حفظ کرائے اس کو قیامت میں چودھویں رات کے چاند کے مشابہ اٹھایا جائے گا اور اس کے بیٹے سے کہا جاوے گا کہ پڑھنا شروع کر۔ جب بیٹا ایک آیت پڑھے گا باپ کا ایک

درجہ بلند کیا جاوے گا۔ حتیٰ کہ اسی طرح تمام قرآن شریف پورا ہو۔ (جمع الفوائد)

(۴۰) صاحب قرآن سے (قیامت کے دن) کہا جاوے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور بہشت کے درجوں پر چڑھتا جا اور ترتیل کے ساتھ پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ترتیل سے پڑھا کرتا تھا۔ بس تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں آخری آیت پر پہنچے۔ (ترمذی)

گویا قرآن شریف کے قاری کو یہ فضیلت عطا فرمائی گئی کہ وہ قیامت کے روز بھی نیکیاں کما سکتا ہے جبکہ ثواب اور نیکی حاصل کرنے کا ہر ذریعہ آدمی کے مرنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے (تیسیر الطبع)

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ

ترتیل (۱۶) قرآنی کے معنیٰ

"ترتیل" کے معنیٰ قرآن شریف کو خوب اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔ ترتیل سے قراۃ کرنا مستحب ہے، اگرچہ معنی نہ جانتا ہو[1]۔

اور مشہور مفسر علامہ بیضاویؒ نے ترتیل کے معنیٰ "تجوید" بیان کئے ہیں چنانچہ سورۃ المزمل میں جو اللہ تعالیٰ کا ارشاد "وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا" ہے کہ پڑھو قرآن کو ترتیل کے ساتھ انھوں نے اس کی تفسیر میں فرمایا "أَيْ جَوِّدْهُ تَجْوِيْدًا" یعنی پڑھو قرآن کو تجوید کے ساتھ۔ اور تجوید کے معنیٰ وغیرہ ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئیں گے۔

ترتیل (۱۷) کے حکم کا زمانہ

مذکورہ آیۃ شریفہ سورۂ مزمل کے پہلے رکوع میں ہے جس کے بارے میں حضراتِ مفسرین کرامؒ کا اتفاق ہے کہ یہ مکی ہے یعنی سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے دور میں اس کا نزول ہوا۔ اور اس رکوع کے مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نازل ہوا بھی ابتدائی زمانہ میں ہے۔ اور علامہ بیضاویؒ کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ ترتیل نام ہے قرآن پاک کو تجوید کے ساتھ پڑھنے کا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ رب العزۃ کو نزولِ قرآن کے ابتدائی دور ہی سے یہ بات مطلوب ہے کہ قرآن شریف کی تلاوت ترتیل یعنی تجوید کے ساتھ کی جائے اور اس کو ترتیل و تجوید ہی کے ساتھ پڑھا پڑھایا جائے۔

تلاوتِ (۱۸) قرآن کے معنیٰ

لغت میں تلاوت کے معنیٰ اتباع اور پیروی کرنے کے ہیں چنانچہ قرآن و حدیث کی اصطلاح میں کلام اللہ شریف کے پڑھنے کو تلاوت اسی لئے کہا جاتا ہے کہ تالی یعنی تلاوت کرنے والے کے لئے اس بات کا اتباع کرنا لازم ہے کہ وہ کلام اللہ کو اسی طرح پڑھے جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترا ہے اپنی طرف سے کسی حرف یا زبر، زیر، پیش وغیرہ میں تبدیلی یا کمی بیشی کی قطعی اجازت نہیں[2]۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جبکہ

---

[1] کذا فی فضائل القرآن ۱۲ منہ [2] کذا فی معارف القرآن جلد اول ۱۲ منہ

قرآن شریف کی قرأۃ "تجوید" کے ساتھ کی جائے۔

قرأت قرآن کے معنیٰ (۱۹)

قرأۃ کے معنیٰ لغت میں "پڑھنا" چاہے قرآن ہو یا غیر قرآن اور اصطلاحی معنیٰ یہ ہیں کہ کسی روایت کے تحت قرآن شریف کو تجوید کے ساتھ پڑھنا[1] پس اگر بغیر کسی روایت کی پابندی کے قرأۃ کی گئی تو وہ قرأۃ قراء کے نزدیک معتبر نہیں ہوگی۔ کیونکہ جس طرح قرآن کی صحت کے لئے تجوید ضروری ہے اسی طرح قرأۃ کی صحت کے لئے کسی نہ کسی روایت کی پابندی ضروری ہے اور عرفِ خاص میں "قرأت" ایک مستقل علم اور فن ہے جس کا بیان ان شاء اللہ انہتر واں سبق میں آئے گا۔

تجوید قرآنی کی اہمیت (۲۰)

قرآن کو تجوید کے ساتھ پڑھنا واجب ہے، اور اس کے خلاف پڑھنا خطا اور گناہ ہے۔ کیونکہ قرآنِ پاک تجوید ہی کے ساتھ نازل ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو تجوید کے ساتھ پڑھنے کا حکم فرمایا ہے اور چونکہ تجوید کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم بتانے والے اور تجوید کے ساتھ کلام پاک پڑھانے والے ہر زمانے موجود رہے ہیں۔ اس لئے نہ تو دنیا میں یہ حیلہ بہانہ چل سکتا ہے کہ مجھ کو تجوید کا ضروری ہونا معلوم نہیں یا تجوید کا سکھانے والا کوئی نہیں اور نہ آخرت میں اللہ سبحانہٗ وتقدس کی بارگاہِ عالی میں کوئی عذر چلے گا۔ جیسا کہ دنیا میں کوئی شخص حکومت کے قانون کے خلاف کر کے حاکم کے سامنے یہ عذر نہیں کر سکتا کہ مجھ کو معلوم نہیں تھا کہ قانون کے خلاف کرنے میں کوئی جرم ہے اور اگر کوئی یہ عذر کرے تو وہ قبول نہ ہوگا۔ بلکہ وہ شخص جاہل اور بے وقوف بن کر سزا پاوے گا۔[2] کیونکہ قانون سے ناواقفیت کا عذر کسی بھی حکومت میں معتبر نہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ جو شخص قرآنِ پاک صحیح پڑھنا نہیں جانتا وہ کسی معتبر قاری سے تجوید حاصل کرلے۔

قاری قرآن کے معنیٰ (۲۱)

قاری کے معنیٰ لغت میں "پڑھنے والا" خواہ وہ قرآن پڑھے یا غیر قرآن لیکن اصطلاح میں قاری اس کو کہتے ہیں جس نے کم از کم کسی ایک روایت میں تجوید کے ساتھ پورا قرآن مجید کسی معتبر قاری سے پڑھا ہو اور اس کی سند حاصل کی ہو، کیونکہ قرآن وحدیث ایک علمی وروحانی وراثت ہیں جس میں نسبت کے اتصال کی ضرورت ہے کہ میرے استاذ یہ ہیں۔ استاذ کے استاذ یہ ہیں اور ان کے استاذ یہ ہیں پس اگر یہ سلسلہ سیدنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک مل گیا تو یہ علم معتبر اور وراثتی ہوگا۔[3] لیکن اگر سند نہیں ہے یا سند منقطع ہے تو ایسا قاری، قراء کے نزدیک معتبر نہیں سمجھا جائے گا۔[4] کیونکہ قرأت کے صحیح ہونے کے لئے سب سے بڑی شرط

[1] کذا فی ضیاء الترتیل ۱۲ منہ [2] کذا فی ضیاء القرأۃ ۱۲ منہ [3] کذا فی تیسیر الطبع ۱۲ منہ [4] کذا فی ضیاء الترتیل ۱۲ منہ

یہ ہے کہ وہ صحیح و متصل سند سے ثابت ہو۔ لہٰذا طلبار تجوید و قرأۃ کو چاہیئے کہ وہ آدابِ تحصیلِ علم کے ساتھ اس چیز کا بھی لحاظ رکھیں۔

۲۲ آدابِ تحصیلِ علم

(۱) سب سے پہلے اپنی نیت وارادہ صحیح کرے کیونکہ حدیث شریف میں ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ یعنی اعمال کے صحیح ہونے کا دارومدار نیتوں پر موقوف ہے اس لئے نیت صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی ہو اور کوئی دنیاوی غرض عزت، شہرت، دولت وغیرہ کا حاصل کرنا مقصود نہ ہو ورنہ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہے۔ ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ "جُبُّ الْحُزْنِ" یعنی غم کے کنویں سے (جو دوزخ کے اندر ہے) پناہ مانگا کرو! صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس میں کون لوگ رہیں گے؟ سیدنا آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ـــــ اپنے اعمال میں ریاکاری کرتے ہیں۔[1]

(۲) جو چیزیں علم کی طرف پوری طرح متوجہ ہونے سے روکتی ہوں ان کو دور کرنے کی کوشش کرے۔

(۳) اپنے دل کو بُرے خیالات و گناہوں کی ظلمتوں اور دنیاوی تعلقات سے پاک رکھے۔

(۴) اپنے اوقات کو غنیمت جان کر علم حاصل کرنے کی خوب سعی کرے لیکن طاقت سے زیادہ محنت نہ کرے۔

(۵) جس قدر قرأت اور مسائل تجوید وغیرہ پڑھ چکا ہو ان کی پوری حفاظت کرے۔

(۶) مسائل کا لکھ لینا بھی مفید ہے لیکن اس پر اعتماد کر کے بے فکر نہ ہو جائے۔

(۷) کسی کو کوئی علمی اور کام کی بات معلوم ہو تو اس سے پوچھنے میں عار نہ کرے۔

(۸) اگر کسی ساتھی وغیرہ کو اللہ تعالیٰ نے کوئی فضیلت عطا کی ہو تو اس سے حسد نہ کرے۔

(۹) استاذ ایسے شخص کو بنائے جو قرأت واد، علمی معلومات اور دین داری میں کمال رکھتا ہو۔

(۱۰) استاذ کے آداب و حقوق کا پورا پورا لحاظ رکھے۔[2]

۲۳ استاذ کے آداب و حقوق

(۱) اس کے پاس مسواک کر کے پاک اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر حاضر خدمت ہو۔

(۲) اس کے ساتھ نہایت ادب و احترام سے پیش آئے اور عظمت و محبت کے ساتھ اس کو دیکھے۔

(۳) درس گاہ میں پہونچنے پر حاضرین کو سلام کر کے استاذ کو بالخصوص سلام کرے بشرطیکہ وہ مشغول نہ ہو۔

(۴) وہ جو بات بتائے اسے خوب غور سے سنے اور یاد رکھنے کی پوری کوشش کرے۔

(۵) کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اپنا قصور سمجھے اور آئندہ اس کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہے۔

---

[1] کذا فی فضائل الاعمال المجلد الثانی ۱۲ منہ [2] کذا فی العنایات الرحمانیہ شرح الشاطبیہ ۱۲ منہ

(۶) اس کے روبرو نہ ہنسے نہ بغیر ضرورت زیادہ باتیں کرے اور نہ کسی اور طرف متوجہ ہو۔
(۷) اس کی مجلس میں نہایت ادب وتواضع سے بیٹھے اور کسی سے ہاتھ یا آنکھ کے اشارے سے بات نہ کرے
(۸) اس کے سامنے عاجز بن کر رہے اگرچہ وہ نیک بختی، شہرت اور عمر وغیرہ میں اس سے کم ہو۔
(۹) اس کے متعلق اعتقاد رکھے کہ یہ میرے لئے موجودہ تمام اساتذہ سے افضل اور زیادہ نافع ہے۔
(۱۰) وہ اگر موجود نہ ہو تو انتظار کرے اور سبق کا ناغہ نہ کرے البتہ کوئی مجبوری ہو تو مضائقہ نہیں۔
(۱۱) وہ جب کسی کام میں مشغول یا اس کو تکان، غم، نیند وغیرہ کا عذر ہو تو سبق نہ پڑھے۔
(۱۲) اس سے گفتگو کرتے وقت معاندت کے اعتراضات وفضول سوالات کرنے سے پوری احتیاط کرے
(۱۳) اس کی تلخی وتنبیہ کے سبب اس کے پاس جانا نہ چھوڑے اور نہ اس کے کمال سے بداعتقاد ہو۔
(۱۴) اس کا تابعدار وخدمت گزار رہے اور اگر کبھی وہ ناراض ہو جائے تو فوراً منانے کی کوشش کرے
(۱۵) اس کے سامنے کوئی مخالف قول ذکر نہ کرے مثلاً یہ کہ فلاں شخص آپ کی تحقیق کے خلاف یہ کہتا ہے
(۱۶) اگر کوئی اس کی غیبت کرے تو تردید کر کے اسے روک دے ورنہ وہاں سے اٹھ کر چلا جائے [1]
(۱۷) اپنی حیثیت کے مطابق تحفہ تحائف اور خط وکتابت سے اس کا دل خوش کرتا رہے۔
(۱۸) حالتِ دوری اور اس کی عدم موجودگی میں بھی اس کے حقوق کا دھیان رکھے [2]
(۱۹) اس کی اولاد وغیرہ کے ساتھ ادب واحترام، حسنِ سلوک کا معاملہ کرتا رہے۔
(۲۰) جو نعمت یعنی قرأتِ قرآنِ پاک اور علمِ تجوید وغیرہ اس سے حاصل کرے اس کی قدر کرے۔ اور اس کو آگے بڑھانے یعنی دوسروں تک پہونچانے کی بھرپور کوشش کرے۔

(۲۳) تعارفِ علمِ تجوید

حضراتِ اکابر علماء کرام وقراء عظام نے قرآنِ پاک کی تعلیم وتدریس کے علاوہ اس کی حفاظت اور سہولت کی غرض سے بہت سے علوم بھی مدون فرمائے جن میں سے ایک "علم تجوید" بھی ہے۔ جو قرآنی علوم میں سب سے مقدم اور افضل ہے کیونکہ اس علمِ شریف کا تعلق کلام اللہ کے حروف سے ہے جو کہ بنیاد ہیں۔ اس مقدس علم کی تدوین وتشکیل کا مقصد حروفِ قرآنی کی صحیح ادار اور تلفظ کی حفاظت اور اس کی تحصیل میں آسانی پیدا کرنا ہے۔ کیونکہ قرآنِ مبین جب تک عربوں میں رہا اس کی ادائیگی میں کوئی نقص نہیں آیا لیکن جب عربوں سے نکل کر عجمیوں میں پہونچا تو اس کی [illegible] غلطیاں شروع ہوئیں جس پر قراءِ کرام اور حضراتِ علمائے اسلام نے اپنے اساتذہ کی قرأت او[illegible] دی ہیں نہایت غور وفکر اور محنتِ شاقہ سے قرآنِ مبین کی صحیح ادار وتلفظ کے

---

[1] کذا فی تعلیم [illegible] منہ [2] کذا فی فروع الایمان ۱۲ منہ

قواعد اور طریقے ضبط کر کے کتابوں میں تحریر فرمائے تاکہ عام مسلمان بھی اُن کی پابندی سے قرآن مبین صحیح پڑھ سکیں۔

۲۵ علمِ تجوید کے حضرات ائمہ

مسائل تجوید کی تدوین و تحریر کرنے والے بہت سے حضرات ہیں جن میں سے چار مشہور ائمہ یہ ہیں۔

(۱) امام خلیل بن احمد بصریؒ ۔ جو تبع تابعی مشہور ہیں۔

(۲) امام ابوعمرو بن عثمان بصریؒ ۔ جو "سیبویہ" کے نام سے مشہور ہیں۔

(۳) امام یحییٰ بن زیاد کوفیؒ ۔ جو "فرا" کے نام سے مشہور ہیں۔

(۴) امام محمد بن حسن بصریؒ ۔ جو "مبرّد" کے نام سے مشہور ہیں۔

پھر ان چاروں بزرگوں میں اولیت کا شرف حضرت علامہ خلیل بصری فراہیدی[۵] کو حاصل ہے کیونکہ مخارج و صفات وغیرہ سب سے پہلے وضع کرنے والے آپؒ ہی ہیں۔

۲۶ سنِ تدوینِ علمِ تجوید ایک سو پچاس ھ

علامہ خلیلؒ کا انتقال ایک قول پر سن ایک سو ستر ہجری ہیں اور آپ کے شاگرد علامہ سیبویہ کا انتقال ایک سو ستر ہجری میں ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تجوید کے مسائل کی تدوین و تحریر کرنے کا آغاز دوسری صدی ہجری کے وسط سے ہوا جس کو یہاں رسالہ "تاریخ علم تجوید" وغیرہ کے اتباع میں تقریبی طور پر ۱۵۰ھ لکھا گیا لیکن ابتدائی دور میں اس کو مستقل اور الگ لکھنے کا رواج نہیں تھا۔ بلکہ اس کو "علم الصرف" کا ایک حصّہ قرار دیتے ہوئے "صرف" کی کتابوں میں ہی ضمنی طور پر لکھ دیا جاتا تھا۔ کیونکہ علم الصرف کی اصل اور جز بھی "حرف" ہے اور علم تجوید میں بھی حرف کی ادائیگی سے بحث ہوتی ہے۔

بعد میں تجوید کے حضراتِ علماءِ محققین نے مسائلِ تجوید کو صرفی کتابوں سے الگ اور مزید تشریح و اضافہ کر کے مستقل طور پر باضابطہ صورت میں مدوّن فرمادیا۔

۲۷ علمِ تجوید کی سب سے پہلی کتاب

علم تجوید پر مستقل طور پر الگ کتابیں لکھنے کا آغاز چوتھی یا پانچویں صدی ہجری کے شروع سے ہوا چنانچہ نظم میں تجوید پر سب سے پہلی تصنیف علامہ ابومزاحم خاقانیؒ (متوفی ۳۲۵ھ) کا رسالہ "رائیۃ الخاقانی" ہے جو صرف اکیاون[۵۱] اشعار پر مشتمل ہے اور نثر میں سب سے پہلی تصنیف علامہ ابومحمد مکی اندلسیؒ کی کتاب

---

[۵] قبیلۂ ازد کی ایک شاخ فراہید کے نام سے ہوئی جس کے جدِ اعلیٰ کا نام فرہود تھا (منتہی الارب) حضرت علامہ خلیلؒ اسی شاخ کے فرزند ہیں۔ استخراج مسائل نحو و بلاغت اور تحقیق لغاتِ عربیہ میں آپ امام ہیں۔ آپ ہی نے زبان عرب کی اسالیبِ بلاغت درصرف نحو اور علم اشتقاق کی بنیاد رکھی علم النحو میں کتاب العین آپ کی مشہور تصنیف ہے جو وسیع معلومات میں بیش بہا خزانہ ہے (کذا فی الجواہر النقیہ) ۱۲ منہ

"عُمْدَةُ الرِّعَايَة" ہے جو ۱۳۲۰ھ میں لکھی گئی۔ پھر اس کے بعد دوسری بہت سی کتابیں معرضِ تحریر میں آئیں عربی کے علاوہ فارسی اور اردو وغیرہ میں بھی اب تک سیکڑوں کتابیں لکھی جاچکی ہیں فجزاہم اللہ تعالیٰ المؤلفین۔ آمین۔

علمِ تجوید کی اردو کتب (۲۸)

علمِ تجوید کی بزبانِ اردو، جو کتابیں میرے پڑھنے پڑھانے اور مطالعہ میں آئیں اُن میں سے بعض یہ ہیں۔

(۱) مختصر التجوید۔ از حضرت قاری قادر بخش انصاری پانی پتیؒ (۲) سراج القاری۔ (مطبوعہ ۱۲۸۵ھ ہجری)
(۳) زینۃ القاری۔ از حضرت قاری کرامت علی جونپوریؒ (۴) تعلیم التجوید۔ از حضرت قاری کرم الٰہی علیگڈھیؒ
(۵) البیان الجزیل۔ از حضرت قاری مفتی عنایت احمد کاکورویؒ (۶) غذاء القرآن۔ حضرت قاری محمد اسمٰعیل پانی پتیؒ
(۷) مفید القاری۔ از حضرت قاری آغا عبد المنانؒ جہانگیر نگری مشہور بشہر ڈھاکہ بنگلہ دیش
(۸) فوائد مکیہ۔ از حضرت قاری عبد الرحمٰن مکیؒ سابق شیخ التجوید والقراءات مدرسہ "احیاء العلوم" الٰہ آباد انڈیا
(۹) جمال القرآن۔ از حضرت مولانا قاری محمد اشرف علی تھانویؒ بانی مدرسہ "امداد العلوم"، تھانہ بھون
(۱۰) ہدیۃ الوحید۔ از حضرت قاری عبد الوحید خاں الٰہ آبادیؒ سابق شیخ التجوید جامعہ "دار العلوم" دیوبند
(۱۱) تحفۃ الاخوان۔ از سیدی و شیخی حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۱۲) ضیاء القراءۃ۔ از حضرت قاری ضیاء الدین الٰہ آبادیؒ سابق شیخ التجوید مدرسہ "سبحانیہ" الٰہ آباد
(۱۳) تیسیر التجوید۔ از حضرت قاری عبد الخالق علی گڈھیؒ سابق شیخ التجوید مدرسہ "تجوید القرآن" سہارنپور
(۱۴) نظام التجوید۔ از حضرت قاری عبد المالک علی گڈھیؒ سابق شیخ التجوید دار العلوم الاسلامیہ پرانی انارکلی لاہور
(۱۵) خلاصۃ التجوید۔ از حضرت قاری ریاست علی بحر آبادیؒ سابق شیخ التجوید "دار العلوم"، مئوناتھ بھنجن
(۱۶) معین التجوید۔ از حضرت قاری سید رضا حسنؒ سابق استاذ مدرسہ کاشف العلوم نظام الدین دہلی
(۱۷) تسہیل القواعد۔ از حضرت قاری فتح محمد پانی پتی سابق شیخ التجوید "دار العلوم" نانک واڑہ کراچی
(۱۸) معارف التجوید۔ از حضرت قاری حبیب اللہ خاں ٹونکی، بانی مدرسہ "تجوید القرآن" ناظم آباد کراچی
(۱۹) معلم التجوید۔ از حضرت قاری محمد شریف امرتسریؒ بانی مدرسہ "دار القراء"، لاہور
(۲۰) خلاصۃ التجوید۔ از حضرت قاری اظہار احمد تھانویؒ سابق شیخ التجوید انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد
(۲۱) معرفۃ التجوید } از استاذی و سندی امام الفن حضرت مولانا قاری محب الدین احمد حسن الٰہ آبادی رحمہ اللہ
(۲۲) تحفۃ المبتدی } سابق شیخ التجوید والقراءات مدرسہ "تجوید الفرقان" محلہ دریائی ٹولہ لکھنو۔

ؔ یعنی اس کا حاصل المتن ترجمہ۔ ورنہ اصل کتاب عربی میں ہے اور شیخ حسن الشاعرؒ کی تصنیف ہے۔ ۱۲ ؔ غیر مطبوع ۱۲ منہ

(۲۳) تفہیم التجوید۔ از حضرت قاری محمد اسمٰعیل امرتسریؒ
(۲۴) مفتاح التجوید۔ از حضرت قاری سعید احمد اجراڑویؒ مفتی اعظم جامعہ "مظاہر العلوم" سہارنپور
(۲۵) ملح القرآن۔ از حضرت قاری محمد کامل افضل گڑھیؒ شیخ التجوید مدرسہ "قاسمیہ" شاہی مرادآباد
(۲۶) ضیاء التجوید۔ از حضرت قاری محمد سلیمان دیوبندیؒ سابق شیخ التجوید مدرسہ "مظاہر العلوم" سہارنپور
(۲۷) خضرراہ۔ از حضرت قاری عبدالمعبود ناروڑیؒ سابق شیخ التجوید مدرسہ عالیہ "فرقانیہ" لکھنؤ
(۲۸) تاج المصاحف۔ از حضرت قاری رحیم بخش پانی پتیؒ سابق شیخ التجوید جامعہ خیر المدارس ملتان
(۲۹) سہل تجوید۔ از حضرت قاری سید کلیم اللہ حسینیؒ بانی مدرسہ دارالقرات والدینیات" حیدرآباد
(۳۰) احسن التجوید۔ از حضرت قاری اظہر حسن امروہویؒ سابق شیخ التجوید "دارالعلوم سبیل الرشاد" بنگلور
(۳۱) تسہیل التجوید۔ از حضرت قاری صدیق احمد باندویؒ بانی "جامعہ عربیہ" ہتھورا باندہ
(۳۲) مفید الاطفال۔ از حضرت قاری مفتی محمد حسین الہ آبادیؒ سابق شیخ التجوید مدرسہ "بیت العلوم" مالیگاؤں
(۳۳) مظہر التجوید۔ از جناب قاری محمد اسمٰعیل صاحب بہاری سابق شیخ التجوید مدرسہ "ریاض العلوم" گورینی جونپور
(۳۴) فوائد تجویدیہ۔ از جناب قاری انیس احمد خاں صاحب فیض آبادی شیخ التجوید "دارالعلوم فلاح دارین" ترکیسر
(۳۵) معین التجوید۔ از جناب قاری معین الدین صاحب ٹونکی شیخ التجوید سُنّی "دارالعلوم" بمبئی
(۳۶) مصباح التجوید۔ از جناب قاری محمد عثمان صاحب اعظمی متوطن قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڈھ
(۳۷) ضیاء الترتیل۔ از جناب قاری احمد ضیاء صاحب ازہریؒ بانی مدرسہ مرکزی دارالقرات لکھنؤ
(۳۸) قواعد التجوید۔ از جناب قاری ابوالحسن صاحب اعظمی شیخ التجوید "دارالعلوم" دیوبند
(۳۹) تعلیم التجوید۔ از جناب قاری رضوان نسیم صاحب دیوبندی شیخ التجوید "مظاہر العلوم" سہارنپور
(۴۰) اصول التجوید۔ از جناب قاری جمشید علی صاحب قاسمی استاذ التجوید "مظاہر علوم" سہارنپور

(۲۹) مؤلف کی کتب تجوید

اس بندۂ ضعیف نے بھی چار کتابیں لکھی ہیں۔ اللہ تعالےٰ قبول فرماوے۔ آمین

(۱) بچوں کی تجوید:۔ جو تجوید کی چند اصطلاحات، مخارج، اور بہت ضروری قواعد ہیں۔
(۲) فیض مجتبیٰ:۔ جو کتاب "فوائد مکیہ" کا خلاصہ ہے اور ذی استعداد طلباء کرام کے لئے ہے۔
(۳) قواعد المبتدی:۔ جو تجوید کے ابتدائی میں ایک خاص طرز پر لکھا ہے جس کو طلباء زبانی یاد کر لیتے ہیں۔
(۴) تجوید المبتدی:۔ جو پیش نظر ہے (جس کا نام استاذ زادہ محترم جناب مولانا قاری احمد ضیاء صاحب ازہری حفظہ اللہ تعالیٰ نے "فیوض مکیہ" تجویز فرمایا ہے)

کتاب ③ فیوض مکیہ ؎ پیش نظر کتاب پہلی بار ۱۴۰۳ھ کے آخر میں ۲۰×۲۶/۸ کے سائز میں لیتھو پر طبع ہوئی تھی جس کا ایڈیشن بہت جلد ختم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً اس کی مانگ ہوتی رہی لیکن مجھ کو کتب ذیل وغیرہ کی تالیف کے سبب اس کو طبع کرانے کی فرصت نہیں ملی کیونکہ مجھے لکھنے لکھانے کا وقت صرف جمعہ میں ملتا ہے۔

① فوائد المبتدی :۔ جو تجوید وغیرہ کے بعض مختلف مضامین میں ہے۔

② وقوف المبتدی :۔ جو علم وقف اور اس کے متعلقات میں ہے۔

③ رسوم المبتدی :۔ جو علم رسم قرآنی میں ہے۔

④ قرارات المبتدی : جو علم قرارات میں ہے۔ اور دو حصوں میں ہے۔

اب مخلصی جناب قاری سہیل شاہ خاں ومحبی جناب الحاج عبدالمقیت خان مقیم مکہ معظمہ زَادَهَا اللّٰهُ تَعَالیٰ شَرَفًا وَعَظَمَۃً کی فرمائش وتعاون پر اس کو آفسیٹ پر طبع کرانے کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ پورا فرمائے۔ آمین

میں تہ قلب سے ان دونوں حضرات اور اُن تمام احباب ومخلصین کا شکر گذار ہوں جنھوں نے اس کتاب کی تسوید وتبییض میں یا کتابت وطباعت سے متعلق کسی بھی طرح میری اعانت کی جن کے پیارے پیارے نام یہ ہیں۔

① عزیز مکرم حافظ قاری عبدالرب صاحب سَلَّمَہُ اللّٰہُ الوَاھِبُ۔

② عزیز محترم حافظ قاری فیض الرحمٰن خُضْدَارِیْ سَلَّمَہُ اللّٰہُ البَارِیْ۔

③ عزیز مخلصم حافظ قاری عبدالحفیظ فیروز آبادی سَلَّمَہُ اللّٰہُ الھَادِیْ۔

④ عزیز برادرم حافظ قاری عبدالحمید اُدْجَیْنِیْ سَلَّمَہُ اللّٰہُ المُغْنِیْ۔

⑤ عزیز نور چشم حافظ قاری محمد سالم خورجوی سَلَّمَہُ اللّٰہُ القَوِیّ۔

اللہ رب العزت ان سب کو صحت وعافیت نصیب فرمائے اور حیات طیبہ سے نوازے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

اَلْعَبْدُ محمد اسمٰعیل صادق خُورْجَوِیْ

مدرس تحفیظ القرآن وامام مسجد الکرم مکہ معظمہ

مورخہ ۹/۲/۱۴۱۶ھ جمعہ

؎ یہ مضمون طبع دوم کے وقت لکھا گیا ۱۲ مولف

اصطلاحاتِ علمِ تجوید

(۱) سُکُوْن:۔ (اعراب میں) جزم کو کہتے ہیں۔ (۲) فَتْحَة، نصب:۔ زبر کو کہتے ہیں۔
(۳) کَسْرَة، جر:۔ زیر کو کہتے ہیں۔ (۴) ضَمَّة، رَفْع:۔ پیش کو کہتے ہیں۔
(۵) حَرَکَت:۔ زبر، زیر اور پیش کو کہتے ہیں۔ (۶) تَنْوِیْن:۔ دو زبر، دو زیر، دو پیش کو کہتے ہیں۔
(۷) تَشْدِیْد:۔ کسی حرف کو دو مرتبہ اس طرح پڑھنا کہ اوّل ساکن اور پھر متحرک کی آواز نکلے۔
(۸) مَفْتُوْح، مَنْصُوْب:۔ زبر والا حرف۔ (۹) مَکْسُوْر، مَجْرُوْر:۔ زیر والا حرف
(۱۰) مَضْمُوْم، مَرْفُوع:۔ پیش والا حرف۔ (۱۱) سَاکِن:۔ سکون والے حرف کو کہتے ہیں۔
(۱۲) مُتَحَرِّك:۔ حرکت والے حرف کو کہتے ہیں۔ (۱۳) مُنَوَّن:۔ تنوین والے حرف کو کہتے ہیں۔
(۱۴) مُشَدَّد:۔ تشدید والے حرف کو کہتے ہیں۔ (۱۵) تَجْوِیْد:۔ قرآن کو اس کے نزول کے موافق پڑھنا
(۱۶) لَهْجَة:۔ قرآن پڑھتے وقت آواز کو تجوید کے موافق خوبصورت بنانا۔
(۱۷) لَحْن:۔ خطا اور غلطی کو کہتے ہیں۔ (۱۸) اِسْتِعَاذَة:۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم وغیرہ
(۱۹) بَسْمَلَة:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (۲۰) مَخْرَج:۔ حرف کی آواز نکلنے کی جگہ۔
(۲۱) خَیْشُوْم:۔ ناک کی اندرونی جڑ کو کہتے ہیں۔ (۲۲) غُنَّة:۔ خیشوم سے نکلنے والی آواز۔
(۲۳) صِفَت:۔ حرف کی آواز نکلنے کی کیفیت (مثلاً سختی۔ نرمی۔ پستی، بلندی وغیرہ)۔
(۲۴) تَرْقِیْق:۔ حرف کو باریک ادا کرنا (۲۵) تَفْخِیْم:۔ حرف کو موٹا ادا کرنا۔
(۲۶) تَغْلِیْظ:۔ لام کی پُری کو کہتے ہیں۔ (۲۷) مُرَقَّق:۔ وہ حرف جس میں ترقیق ادا کی جائے۔
(۲۸) مُفَخَّم:۔ وہ حرف جس میں تفخیم کی جائے۔ (۲۹) مُغَلَّظ:۔ وہ لام جس میں تغلیظ ادا کی جائے۔
(۳۰) اِظْهَار:۔ حرف کو اس کے مخرج اور صفات سے اس طرح ادا کرنا کہ ذرا بھی تغیّر نہ ہو۔
(۳۱) اِدْغَام:۔ ایک حرف کو دوسرے میں ملا کر اس طرح پڑھنا کہ دونوں ایک مشدد حرف ہو جائیں۔
(۳۲) اِخْفَاء:۔ حرف کو اس کے اصلی مخرج سے پوشیدہ (یعنی چھپا کر) یا کمزور و ہلکا ادا کرنا۔
(۳۳) اِقْلَاب:۔ نون ساکن یا تنوین کو (اخفاء کی غرض سے) میم ساکنہ سے بدل کر پڑھنا۔
(۳۴) مُظْهَر:۔ وہ حرف جس میں اظہار کیا جائے۔ (۳۵) مُدْغَم:۔ وہ حرف جس کا ادغام کیا جائے۔
(۳۶) مُدْغَم فِیْهِ:۔ جس میں ادغام کیا جائے۔ (۳۷) مُخْفٰی:۔ وہ حرف جس کا اخفاء کیا جائے۔

(۳۸) مِثْلَیْن :۔ ایک ہی طرح کے ۲ حرف۔ (۳۹) مُتَجَانِسَیْن :۔ ایک ہی مخرج کے ۲ حرف
(۴۰) مُتَقَارِبَیْن :۔ قریب قریب مخرج کے ۲ حرف۔ (۴۱) حُرُوفِ عِلَّت :۔ (۱) الف (۲) واو (۳) یار۔
(۴۲) حُرُوفِ مَدَّہ :۔ (۱) الف (۲) جس واوٗ ساکن سے پہلے ضمہ ہو (۳) جس یار ساکن سے پہلے کسرہ ہو۔
(۴۳) حُرُوفِ لِین :۔ فتحہ کے بعد والا واوٗ ساکن اور (فتحہ کے بعد والی) یار ساکن۔
(۴۴) حَرفِ مُعجَمَۃ : نقطہ والے حرف کو کہتے ہیں۔ (۴۵) حَرفِ مُھمَلَۃ : بغیر نقطہ والے حرف کو کہتے ہیں۔
(۴۶) مَدّ :۔ حرف مد یا حرف لین کی آواز کو روایت کے موافق بڑھانا۔
(۴۷) قَصر :۔ مد نہ کرنے کو کہتے ہیں۔ (۴۸) اِشبَاع :۔ حرکت کو دوگنا کرنا۔
(۴۹) حَرکَتِ اِشبَاعی :۔ کھڑا زبر، کھڑا زیر، الٹا پیش (۵۰) صِلَۃ :۔ ضمیر کی حرکت کو دوگنا کرنا ہے۔
(۵۱) اِمَالَہ :۔ فتحہ کو کسرہ کی طرف اور (اس کے بعد کے) الف کو یار کی طرف جھکانا۔
(۵۲) تَحقِیق :۔ ہمزہ کو قوی اور سخت ادا کرنا۔ (۵۳) تَسہِیل :۔ ہمزہ کو نرم ادا کرنا۔
(۵۴) تَبدِیل :۔ ہمزہ کو (ما قبل کی حرکت کے مطابق) حرف مد سے بدلنا۔
(۵۵) اِکمَال :۔ حرکت کو کامل ادا کرنا۔ (۵۶) اِختِلَاس :۔ حرکت کو دو تہائی ادا کرنا۔
(۵۷) وقف :۔ کلمہ کے آخر پر قاعدہ کے موافق سانس لینے کے لئے ٹھہرنا۔
(۵۸) حَرفِ مَوقُوف :۔ وہ حرف جس پر وقف کیا جائے (۵۹) اِسکَان :۔ حرفِ متحرک کو بالکل ساکن کرنا۔
(۶۰) اِشمَام :۔ ہونٹوں سے ضمہ کی طرف اشارہ کرنا۔ (۶۱) اِبدَال :۔ حرف موقوف کو دوسرے حرف سے بدلنا۔
(۶۲) رَوم :۔ حرکت کو خفیف اور کمزور ادا کرنا۔ (۶۳) اِبتِدَاء :۔ وقف کے بعد آگے سے پڑھنا۔
(۶۴) حرفِ مَبدُوء :۔ وہ حرف جس سے ابتدا کی جائے (۶۵) اِعَادَہ :۔ وقف کے بعد پیچھے سے لوٹانا۔
(۶۶) وَصل :۔ ملا کر پڑھنے کو کہتے ہیں۔ (۶۷) فَصل :۔ علیحدہ پڑھنے کو کہتے ہیں۔
(۶۸) سَکتَہ :۔ (وقف کی طرح) صرف آواز بند کر کے تھوڑی دیر ٹھہرنا۔
(۶۹) سُکُوت :۔ قرآن پاک سے متعلق کسی ضرورت سے وقف کی مدت میں تاخیر کرنا۔
(۷۰) قَطع :۔ قراۃ (یعنی قرآن شریف پڑھنا) ختم کرنا ؎

وَقَدْ تَقَضّٰی رَسْمِیَ الْمُقَدِّمَہ

مِنِّیْ لِقَارِئِ الْقُرْاٰنِ تَقْدِمَہ

؎ شعر مندرجہ ذیل تغیر یک کلمہ قصیدہ "المقدمۃ الجزریۃ" سے ماخوذ ہے ۱۲ منہ

① پہلا سبق

علم تجوید کے مبادی کا بیان

کسی بھی علم کے شروع کرنے وقت جن باتوں کا جاننا ضروری ہوتا ہے ان کو "مبادیِ علم" کہتے ہیں جن میں چار باتیں نہایت ضروری ہوتی ہیں یعنی اس علم کی تعریف[۱]۔ موضوع[۲]۔ غایت[۳]۔ حکم[۴]۔

علم تجوید کے مبادی بارہ[۱۲] ہیں۔

① نام:۔ علم تجوید

② تجوید کے لغوی معنیٰ:۔ تَحْسِیْنُ الشَّیْءِ۔ یعنی کسی چیز کا خوبصورت کرنا۔

③ تجوید کے اصطلاحی معنیٰ:۔ ہر حرف کو مخرج اور صفات کے ساتھ ادا کرنا۔

④ علم تجوید کے معنیٰ:۔ وہ علم جس میں حرفوں کی تجوید بیان کی جائے۔

⑤ علم تجوید کا موضوع:۔ حروف ہجا، یعنی الف۔ باء۔ تاء۔ ثاء الخ

⑥ علم تجوید کی غرض:۔ حرفوں کو صحیح اور خوبصورت ادا کرنا۔

⑦ علم تجوید کا فائدہ:۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کرنا۔

⑧ علم تجوید کا ماخذ:۔ سیدنا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرأت و تعلیم ہے جو سلسلہ بہ سلسلہ ائمہ کرام تک اور پھر ان کے ذریعہ ہم تک پہنچی۔

⑨ علم تجوید کے ارکان:۔ ① حرفوں کے مخارج جاننا۔

② حرفوں کی صفات پہچاننا۔

③ ترکیبی احکام (مثلاً ادغام۔ اخفاء۔ مد وغیرہ) سے واقف ہونا۔

④ ماہر و مشاق استاذ سے سیکھنا اور مشق کرنا۔[۱]

⑩ علم تجوید کی فضیلت:۔ یہ علم مبادی اور افضل علوم میں سے ہے کیونکہ اس کا تعلق کلام اللہ سے ہے۔

⑪ علم تجوید کے واضع:۔ حضرت علامہ خلیل بن احمد فراہیدیؒ وغیرہ ہیں۔

⑫ علم تجوید کا حکم:۔ حرفوں کو مخارج و صفاتِ لازمہ کے ساتھ ادا کرنا فرض ہے (اور) صفاتِ عارضہ کو ادا کرنا سنت ہے (اور) علم تجوید کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے (لہٰذا) اڑتالیس[۴۸] میل کی حد میں ایک عالمِ تجوید کا ہونا ضروری ہے ورنہ سب مسلمان گناہ گار رہیں گے۔[۲]

---

[۱] کذا فی فیض العزیز وغیرہ ۱۲ منہ [۲] کذا فی کمال الفرقان شرح جمال القرآن ۱۲ منہ

۲ دوسرا سبق

ثبوت تجوید میں دلائل اربعہ کا بیان

قرآن مجید کو تجوید سے پڑھنا چاروں قسم کی شرعی دلیلوں سے ثابت ہے۔

① قرآن: سورہ مزمل میں ہے "وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا" کہ قرآن کو ترتیل (یعنی تجوید) سے پڑھو۔[۱]

② حدیث: سیدنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّقْرَاَ الْقُرْاٰنُ كَمَا اُنْزِلَ"[۲] کہ بے شک اللہ تعالیٰ کو یہ محبوب ہے کہ قرآن اسی طرح پڑھا جائے جیسا کہ وہ نازل ہوا ہے (یعنی تجوید کے ساتھ)

③ اجماع: کتاب نہایۃ القول میں ہے کہ بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک ساری امت معصومہ نے تجوید کے ضروری ہونے پر اتفاق کیا ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔[۳]

④ قیاس: قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کے بندوں کی طرف پیغام ہے۔ جو تجوید کے ساتھ نازل کیا گیا اور تجوید ہی کے ساتھ نقل ہوتا ہوا ہم تک پہنچا ہے (لہٰذا) قرآن کو تجوید کے ساتھ ہی پڑھنا پڑھانا ضروری ہے ورنہ لحن وخطا ہے۔

(چنانچہ) حضرت علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ؎

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ	اور تجوید کے مطابق عمل (تلاوت میں) ضروری ولازم ہے
مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ	جو شخص تجوید سے قرآن پاک نہ پڑھے وہ گنہگار ہے
لِاَنَّهٗ بِهِ الْاِلٰهُ اَنْزَلَا	کیونکہ قرآن کو اللہ تعالیٰ نے تجوید کے ساتھ نازل فرمایا ہے
وَهٰكَذَا مِنْهُ اِلَيْنَا وَصَلَا	اور اسی شان سے (بتواتر) اللہ تعالیٰ سے ہم تک پہنچا ہے

(البتہ) جو شخص معذور ہو یعنی زبان ساتھ نہ دیتی ہو کہ باوجود کوشش ومحنت کے صحیح پڑھنے پر قدرت حاصل نہ ہو تو ایسا شخص گنہگار وقابل ملامت نہیں۔[۴]

---

[۱] قَالَ الْبَيْضَاوِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ "اَيْ جَوِّدْهُ تَجْوِيْدًا"، كذا في الوجيزه وغيره ۱۲ منہ

[۲] اخرجه ابن خزيمه في صحيحه (المنح الفكريه ص۲۳)

[۳] فَقَدِ اجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ الْمَعْصُوْمَةُ مِنَ الْخَطَاءِ عَلٰى وُجُوْبِ التَّجْوِيْدِ مِنْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى زَمَنِنَا وَلَمْ يُخْتَلَفْ فِيْهِ عَنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ (نهاية القول المفيد ص۹)

[۴] كذا في الجواهر النقية شرح المقدمة الجزرية ۱۲ منہ

③ تیسرا سبق

لحن یعنی غلطی کا بیان

لحن کے متعلق چار باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ معنٰی۔ قسمیں۔ صورتیں اور حکم۔

لحن کے معنٰی:۔ قرآن پاک کو تجوید کے خلاف پڑھنا۔

لحن کی دو قسمیں ہیں۔

① لحن جلی:۔ یعنی واضح اور بڑی غلطی۔

② لحن خفی:۔ یعنی ہلکی اور چھوٹی غلطی۔

لحن جلی کی دس صورتیں ہیں۔

① ایک حرف دوسرے حرف سے بدل جائے جیسے اَحَدٌ کو آھَدٌ

● کوئی حرف گھٹ جائے یا بڑھ جائے جیسے قَالَا کو قَالَ

③ ایک حرکت دوسری حرکت سے بدل جائے جیسے اَنْعَمْتَ کو اَنْعَمْتُ

● حرکت، جزم سے یا جزم حرکت سے بدل جائے جیسے فَعَلَ کو فَعْلَ

● تشدید کی جگہ تخفیف یا تخفیف کی جگہ تشدید ہو جائے جیسے بِرَبِّ الْفَلَقِ کو بِرَبِ الْفَلَقِ

⑨ مدِ لازم یا مدِ متصل کو ادا نہ کیا جائے[1]۔

⑩ حرکت کو مجہول یعنی موٹا اور ناقص ادا کیا جائے[2]۔

اور لحن خفی کی دو صورتیں ہیں۔

① صفت محسّنہ کو ادا نہ کرنا

② صفتِ عارضہ کو بے موقع ادا کرنا۔

لحن جلی حرام ہے جس کا کرنے والا گناہ گار ہے اور بعض جگہ لحن جلی سے معنٰی بگڑ کر نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے اور لحن خفی مکروہ ہے جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی خفگی کا اندیشہ ہے۔

لہٰذا لحن خفی سے بھی بچنا ضروری ہے۔

تنبیہ:۔ جو حکم قرآن پاک غلط پڑھنے کا ہے وہی سننے کا بھی ہے۔

---

[1] کذا فی تنویر المرآت وغیرہ ۱۲ منہ [2] کذا فی العطایا الوھبیۃ وغیرہ ۱۲ منہ

۴ چوتھا سبق

استعاذہ وبسملہ کا بیان

استعاذہ کے متعلق بھی چار باتوں کا جاننا ضروری ہے۔
معنیٰ۔ الفاظ[۲]۔ محل[۳] اور حکم[۴]۔

استعاذہ کے معنیٰ:۔ شیطان کے شر سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہنا۔

استعاذہ کے سب سے بہتر الفاظ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ہیں (گو) استعاذہ کے مختلف الفاظ ثابت ہیں۔ مثلاً اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ ؕ

- اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ
- اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ

قرأت (یعنی قرآن پڑھنا) شروع کرتے وقت استعاذہ ضروری ہے (چاہے سورۃ کا شروع ہو یا بیچ)

(اور) سورۂ براءۃ کے علاوہ ہر سورۃ کے شروع میں بسملہ پڑھنا ضروری ہے ورنہ سورۃ نامکمل رہے گی (کیونکہ) حضرت امام عاصم کوفیؒ کی قرأت میں (جن کی روایت حفصؒ دنیا کے اکثر حصوں میں پڑھی جاتی ہے) بسملہ ہر سورۃ کا ایک حصہ ہے (البتہ) سورۃ کے درمیان سے قرأت شروع کی جائے تو بسملہ پڑھنا ضروری نہیں لیکن بہتر ہے

فائدہ:۔ بعض علماء[۵] کرام نے سورۃ براءۃ کے شروع سے قراۃ کرتے وقت بسملہ پڑھنے کو برکت کے طور پر جائز کہا ہے لیکن اس پر عمل نہیں ہے۔

فائدہ:۔ قرأت بلند آواز سے کرنی ہو تو استعاذہ (اور بسملہ) بھی آواز سے پڑھنا چاہئے۔

تنبیہ:۔ قرأت کے دوران اجنبی کلام (یعنی ایسا کلام جو قرآن سے متعلق نہ ہو) ہو جائے تو استعاذہ دوہرانا چاہئے۔

مسئلہ:۔ قرآن شریف پڑھنے والے کو سلام نہ کرنا چاہئے۔

(اور) اگر کسی نے سلام کیا تو قاری کو جواب دینا ضروری نہیں۔

(اور) اگر قاری نے سلام کا جواب دیا ہے تو استعاذہ لوٹانا چاہئے۔

---

[۵] یعنی حضرت علامہ سخاویؒ اور حضرت علامہ طحاویؒ وغیرہ ۱۲ منہ

۵ پانچواں سبق

استعاذہ و بسملہ کا تفریعی بیان

قرآۃ اور سورہ کے شروع اور درمیان کے لحاظ سے عقلی طور پر چار صورتیں ہیں۔
وہ چاروں صورتیں اور ان کے احکام یہ ہیں۔

۱ شروع قرآۃ شروع سورۃ:۔ یعنی سورۃ کے شروع سے قرآۃ شروع کرنا۔ اس حالت میں استعاذہ و بسملہ پڑھنے کے چار طریقے ہیں۔

- **فصل کل:**۔ یعنی استعاذہ، بسملہ اور سورۃ کا شروع سب کو الگ الگ پڑھنا مثلاً اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَالضُّحٰى ○
- **وصل کل:**۔ استعاذہ، بسملہ اور شروع سورۃ تینوں کو ملا کر پڑھنا۔
- **فصل اوّل وصل ثانی:**۔ یعنی استعاذہ کو الگ اور بسملہ کو سورۃ سے ملا کر پڑھنا۔
- **وصل اوّل فصل ثانی:**۔ یعنی استعاذہ کو بسملہ سے ملا کر اور شروع سورۃ کو الگ پڑھنا۔

۲ شروع سورۃ وسط قرآۃ:۔ یعنی قرآۃ کے درمیان سورۃ شروع کرنا۔ اس حالت میں بسملہ پڑھنے کے تین طریقے صحیح ہیں اور چوتھا طریقہ صحیح نہیں اور وہ یہ ہے وَلَسَوْفَ يَرْضٰى بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَالضُّحٰى

فائدہ:۔ اس صورت میں سورۃ توبہ شروع کی جائے تو وصل، وقف اور سکتہ تینوں وجہ صحیح ہیں

۳ شروع قرآۃ وسط سورۃ:۔ یعنی سورۃ کے بیچ سے قرآۃ شروع کرنا۔ اس حالت میں صرف دو طریقے صحیح ہیں۔

- **فصل کل:**۔ یعنی استعاذہ، بسملہ اور آیت تینوں کو الگ الگ پڑھنا مثلاً اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ
- **وصل اوّل فصل ثانی:**۔ یعنی استعاذہ و بسملہ کو ملا کر اور آیت کو الگ پڑھنا۔

۴ وسط قرآۃ وسط سورۃ:۔ یعنی قرآۃ کے دوران کسی سورۃ کے بیچ سے پڑھنا اس حالت میں نہ استعاذہ پڑھنا چاہیے اور نہ بسملہ۔

تنبیہ:۔ قرآۃ کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام ہو تو استعاذہ کا وصل جائز نہیں جیسے اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى۔

۶ چھٹا سبق

حروف ہجا کا بیان

حرف کے متعلق چار باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ معنیٰ[۱]۔ قسمیں[۲]۔ تعداد[۳] اور نام[۴]۔

حرف کے معنی عربی میں "طرف" یعنی کنارہ کے ہیں (چونکہ) ہر حرف کے نام میں شروع کنارہ پر اس کی آواز پائی جاتی ہے اس لئے "حرف" کہتے ہیں (اور) اصطلاح میں حرف وہ آواز ہے جو کسی مخرج پر اعتماد کرے۔ حرف کی دو قسمیں ہیں۔ اصلی اور فرعی۔

(۱) **حرف اصلی**:۔ یعنی صرف اپنے ہی مخرج سے ادا ہونے والا حرف۔

(۲) **حرف فرعی**:۔ جس کا بیان آگے پندرہویں سبق میں آئے گا۔ (ان شاء اللہ)

اکثر علماء تجوید کے نزدیک حروف اصلی انتیس ہیں جن کو بیان کرنے کی تین ترتیبیں ہیں۔

۱ اہل لغت والی ترتیب:۔ یعنی ا ب ت ث الخ جو کتاب "قواعد المبتدی" وغیرہ میں لکھی جا چکی ہے حضرت علامہ جزریؒ نے بھی اپنی کتاب "اَلتَّمْهِيد" میں حرفوں کو اسی ترتیب پر بیان فرمایا ہے۔

۲ اہل حساب والی ترتیب:۔ یعنی اَبْجَدْ هَوَّزْ حُطِّيْ كَلِمَنْ سَعْفَصْ قَرَشَتْ ثَخَّذْ ضَظَّغْ

۳ مخارج والی ترتیب:۔ جو تجوید کی اکثر کتابوں میں مذکور ہے اور اس کتاب میں بھی مخارج کے بیان میں یہی ترتیب آئے گی۔

فائدہ:۔ حروفِ اصلی کی تین قسمیں ہیں۔ ملفوظی[۱]۔ مکتوبی[۲]۔ مسروری[۳]۔

(۱) جس حرف کے نام میں تین یا چار حروف ہوں اور وہ پلٹنے سے (یعنی الٹی طرف سے ہجے کرنے سے) بگڑ جائے اس کو ملفوظی کہتے ہیں جیسے الف (جس کے الٹے ہجے اس طرح ہوتے ہیں فا زبر فَ لام ہمزہ زیر لِ ءِ فَلِءْ) (اور) حروف ملفوظی چودہ ہیں الف۔ جیم۔ دال۔ ذال۔ سین۔ شین۔ صاد۔ ضاد۔ عین۔ غین۔ قاف۔ کاف۔ لام۔ ہمزہ[۱]۔

(۲) جس حرف کے نام میں تین حروف ہوں اور پلٹنے سے بگڑے نہیں اس کو مکتوبی کہتے ہیں۔

(اور) حروف مکتوبی صرف تین ہیں۔ میم۔ نون۔ واو۔

(۳) جس حرف کے نام میں صرف دو حرف ہوں اور پلٹ نہ سکے اس کو مسروری کہتے ہیں (جیسے با۔ اس کے آخر میں الف ہے جو ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن حرف سے ابتدا نہیں ہو سکتی) (اور) حروف مسروری بارہ ہیں با۔ تا۔ ثا۔ حا۔ خا۔ را۔ زا۔ طا۔ ظا۔ فا۔ ہا۔ یا۔

---

[۱] البتہ الف اور ہمزہ میں نہیں کیونکہ الف کی آواز کے لئے ایسا نام ممکن نہیں کہ جس کے شروع میں الف ہو۔ اور ہمزہ اصل میں اَمْزَة تھا جس میں ہمزہ کو ہا سے بدل دیا گیا ہے جیسا کہ مَاءٌ اصل میں مَاهٌ ہے (کذا فی الجواہر النقیہ) ۱۲ منہ

۷ ساتواں سبق

بلحاظ ادا حرفوں کا بیان

حرف اصلی کی ادائیگی میں وقت لگنے کے لحاظ سے چار قسمیں ہیں۔

(۱) زَمَانِی: یعنی وہ حرف جس کی ادا میں اتنا وقت لگے جس کو زمانہ کہا جا سکتا ہے۔ حروفِ زمانی تینوں حروفِ مدہ ہیں جن کے ادا کرنے میں آواز کچھ وقت تک جاری رہتی ہے۔

(۲) آنِی: یعنی وہ حرف جس کی ادا میں اتنا وقت لگے جس کو آن کہا جاتا ہے۔ حروف آنی آٹھ ہیں جن کا مجموعہ "اَجِدُكَ قَطَبْتُ" ہے جو آنِ واحد میں ادا ہو جاتے ہیں۔

(۳) قَرِیبِ زَمَانِی: یعنی وہ حرف جس کی ادا میں قریب زمانہ کے وقت لگے۔ حرف قریبِ زمانی صرف ضاد ہے جس کے ادا کرنے میں حرف مد سے کم وقت لگتا ہے۔

(۴) قَرِیبِ آنِی: یعنی وہ حرف جس کی ادا میں قریب آن کے وقت لگے۔ حروف قریب آنی، باقی انیس حروف ہیں جن کے ادا کرنے میں حرف شدیدہ سے کچھ زیادہ وقت لگتا ہے۔

قریبِ آنی حرف ہیں انیس بس ۔۔۔ یاد کر اے طالبِ صادق، انس

تا و حا و خا و ذالِ معجمہ ۔۔۔ را و زا و سین و شین معجمہ

صاد، طا و عین و غین و فا و لام ۔۔۔ میم و نون و واؤ، ھا و یاء اِختام

تنبیہ: لام الف (لا) کوئی علیحدہ حرف نہیں بلکہ الف کی ادا بتلانے کی غرض سے لام کو الف سے ملا دیا ہے (کیونکہ الف سے ابتدا نہیں ہو سکتی)۔

نکتہ: الف اور لام میں یہ خاص مناسبت ہے کہ الف کے درمیان میں لام اور لام کے درمیان میں الف ہے اس لئے لام کو اختیار کیا گیا ہے۔ اور چونکہ دونوں حرفوں کا مجموعہ بنا "لا" جس کے معنی ہیں "نہیں" تو گویا اشارہ اس طرف کہ یہ کوئی علیحدہ مستقل حرف نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اَسْئِلَۃ

(۱) حرف کے متعلق کن چار باتوں کا جاننا ضروری ہے؟ (۲) حرف کے معنی تفصیل سے بتائیے؟

(۳) حرف اصلی کی تعریف بیان کریئے؟ (۴) تمام حروف اصلی کے نام سنائیے؟

(۵) ملفوظی مسروری حرفوں کے نام بتائیں؟ (۶) وہ کتنے حرف ہیں جو پلٹنے سے بگڑتے ہیں؟

(۷) حرف کی زمانی، آنی وغیرہ چاروں قسموں کے معنی اور ان کے حروف بتائیے؟

٨ آٹھواں سبق

حرفوں کے مخارج کا تمہیدی بیان

تجوید کا پہلا جزو "مخارج" ہیں۔ مخارج تجوید کے لئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں (کیونکہ) حرف کی ذات "مخرج" ہی سے وجود میں آتی ہے۔ بغیر مخرج کے حرف ادا نہیں ہوسکتا۔

مخارج کے متعلق اولاً چار باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ معنیٰ[1] قسمیں[2]۔ اصلیں[3]۔ تعداد[4]

مخرج کے معنی[1] "حرف کے ادا ہونے کی جگہ"۔ مخرج کی دو[2] قسمیں ہیں۔ محقق اور مقدر[2]

(١) مخرجِ محقق۔ یعنی وہ مخرج جو ٹکا ہوا ہو۔ مخارجِ محققہ پندرہ ہیں جن کی تین اصلیں ہیں۔

(١) حلق۔ اس میں تین مخرج ہیں اور چھ حروف ادا ہوتے ہیں۔

(٢) لسان۔ اس میں دس مخرج ہیں اور اٹھارہ حروف ادا ہوتے ہیں۔

(٣) ہونٹ۔ اس میں دو مخرج ہیں اور چار حروف ادا ہوتے ہیں۔

(٢) مخرجِ مقدّر۔ یعنی وہ مخرج جو ٹکا ہوا نہ ہو۔ اور یہ صرف دو[2] ہیں۔ جوف وخیشوم[2]

فائدہ:۔ مخارج کے متعلق حضراتِ مجوّدین کے چار مذہب ہیں۔

(١) انتیس[29] حرفوں کے چودہ[14] مخارج ہیں۔ یہ امام فراءؒ وغیرہ کا مذہب ہے۔

(٢) انتیس[29] حرفوں کے سولہ[16] مخارج ہیں۔ یہ امام سیبویہؒ کا مذہب ہے

(٣) انتیس[29] حرفوں کے سترہ مخارج ہیں۔ یہ امام خلیل بصریؒ کا مذہب ہے۔

(٤) انتیس[29] حرفوں کے انتیس[29] مخارج ہیں یعنی ہر حرف کا مخرج الگ الگ ہے۔

نقشہ اصولِ مخارج

تنبیہ: حقیقت میں ہر حرف کا مخرج الگ ہے (لیکن) چونکہ بعض مخارج اس قدر پاس پاس ہیں کہ ان کو بیان کرنا مشکل ہے اس لئے بعض دو، دو اور تین تین حرفوں کا مخرج ایک شمار کیا گیا (چنانچہ) مخارج کے بیان میں حضرات ائمہ تجوید کے اختلاف کی وجہ بھی یہی ہے کہ بعض حضرات نے انتہائی قریب قریب ہونے کی وجہ سے ایک مخرج کہہ دیا اور بعض حضرات نے قرب کا اعتبار نہ کر کے علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا۔ (لیکن) حرفوں کی ادائیگی کے لحاظ سے مخارج میں کوئی اختلاف نہیں۔

اکثر حضرات نے امام خلیلؒ کے مذہب کو اختیار کیا ہے۔

۹ نواں سبق
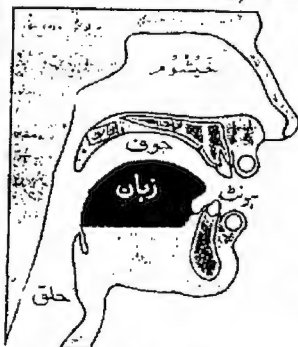
آواز کا بیان

جاننا چاہئے کہ حرف کا وجود اور ظہور آواز ہی سے ہوتا ہے۔

آواز کی تعریف عربی میں یہ ہے "هَوَاءٌ يَتَمَوَّجُ بِتَصَادُمِ الْأَوْتَارِ الصَّوْتِيَّةِ"، یعنی وہ سانس جس میں اوتارِ صوتیہ (یعنی آواز کی رگوں) سے ٹکرانے کی وجہ سے تموّج پیدا ہو جائے **(اور)** سانس کی تعریف یہ ہے "اَلْهَوَاءُ الْخَارِجُ مِنْ دَاخِلِ الرِّئَةِ مُتَصَعِّدَةً اِلَى الْفَمِ" یعنی پھیپھڑوں سے نکل کر منہ کی طرف چڑھنے والی ہوا۔ عربی میں اس کو نَفَس کہتے ہیں جو طبعی طور پر (منہ اور ناک کے راستہ) پھیپھڑوں میں سے آتی جاتی ہے اور غیر مسموع ہوتی ہے یعنی سنائی نہیں دیتی۔

خلاصہ یہ ہے کہ قدرتی طور پر انسان کے گلے کے اندر باریک باریک رگوں کے دھاگے سے ہیں جن کو عربی میں اوتار کہتے ہیں۔ آدمی جب سانس کو ارادہ کے ساتھ ان اوتار پر مارتا ہے تو اس ضرب سے آواز پیدا ہوتی ہے **(اور)** آواز کو جب کسی مخرج پر ٹکایا جاتا ہے تو وہ آواز حرف بن جاتی ہے[1] لیکن یہ سب ذریعہ اور سبب کے درجہ میں ہے **(ورنہ)** حقیقی مؤثر اور مُسبّب اللہ تعالیٰ کی ذات عالی ہے۔
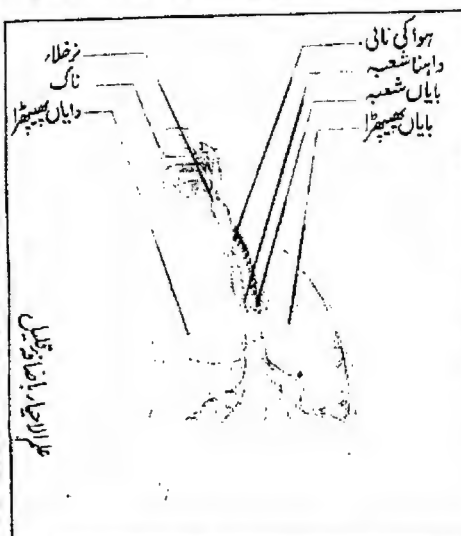
لطیفہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ایک معتزلی شخص سے مناظرہ ہوا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ "با" کہو اس نے کہا "با"، پھر آپ نے فرمایا کہ "خا" کہو اس نے کہا "خا"، پھر فرمایا کہ ان دونوں حرفوں کا مخرج بتاؤ اس نے بتا دیا۔ اس کے بعد حضرت امام صاحب نے فرمایا کہ اگر تم (اپنے عقیدہ کے مطابق) خود ہی اپنے افعال کے خالق ہو تو با کو خا کے مخرج سے نکال کر دکھاؤ اس پر وہ معتزلی حیران رہ گیا[2] اور کوئی جواب اس سے نہ بن سکا۔

[1] کذا فی الجواہر النقیہ شرح المقدمۃ الجزریہ ۱۲ منہ [2] کذا فی العطایا الوہبیہ والمنح الفکریہ لملا علی قاری ۱۲ منہ

۱۰ دسواں سبق

زبان کے اجزاء کا بیان

زبان کے اولاً چار حصّے ہیں۔

(۱) حصّہ علیا:۔ یعنی اوپری حصہ۔ جو تالو کے مقابل ہے اس کو ظہرِ لسان (یعنی زبان کی پشت) کہتے ہیں

(۲) حصّہ سفلیٰ:۔ یعنی نچلا حصہ۔ جو جبڑے سے متصل رہتا ہے اس کو بطنِ لسان (یعنی زبان کا پیٹ) کہتے ہیں

(۳) حصّہ یُمنیٰ:۔ یعنی داہنی طرف والا حصّہ۔ جو اوپر نیچے کے آٹھ دانتوں کے مقابل ہے۔

(۴) حصّہ یُسریٰ:۔ یعنی بائیں طرف والا حصّہ۔ جو اوپر نیچے کے آٹھ دانتوں کے مقابل ہے۔

(پھر) ظہرِ لسان کے تین حصے ہیں (۱) اقصیٰ لسان:۔ یعنی زبان کی جڑ۔

(۲) وسطِ لسان:۔ یعنی زبان کا بیچ (۳) آخر لسان:۔ یعنی زبان کا سرا۔

(اور) زبان کے حصہ یُمنیٰ اور یُسریٰ کے لمبائی کے اعتبار سے دو دو حصے ہیں۔

(۱) حافۂ لسان:۔ یعنی زبان کی کروٹ۔ جو داڑھوں سے متصل ہے۔

(۲) طرفِ لسان:۔ یعنی زبان کا کنارہ۔ جو دانتوں سے متصل ہے۔

(پھر) ہر کروٹ کے چوڑائی کے لحاظ سے تین تین حصے ہیں۔

(۱) فوقانی:۔ یعنی اوپری حصہ جو ظہرِ لسان سے ملا ہوا ہے۔

(۲) تحتانی:۔ یعنی نچلا حصہ جو بطنِ لسان سے ملا ہوا ہے۔

(۳) وسطانی:۔ یعنی درمیانی حصہ جو ظہر اور بطن سے ملا ہوا ہے۔

نظم

ہیں اجزاء زبان کے فقط چار ہی تو — براہِ کرم ان کو ازبر کرو

بطن، ظہر و کروٹ اور کروٹ ہیں دو — وہ کروٹ ہیں یُمنیٰ و یُسریٰ سنو

ہر کروٹ کے جز بھی ہیں دو، دوستو — وہ بس طرف و حافہ ہیں اے نیک خو

پھر حافہ کے اجزاء عرض میں ہیں ۳ — ہیں فوقانی تحتانی وسطانی جو

ظہر کے حصص ہیں ثلثہ اے صادق

سرا۔ وسط۔ اقصیٰ، سمجھ سب کو لو

⑪ گیارہواں سبق

دانتوں کی اقسام کا بیان

انسان کے استمراری یعنی پکّے دانت بتیس ۳۲ ہوتے ہیں جن کی مختصر طور پر چار قسمیں ہیں ثَنَایَا، رَبَاعِیَات، اَنیَاب اور اَضْرَاس۔

(پھر) اَضْرَاس کی تین قسمیں ہیں ضَوَاحِک، طَوَاحِن اور نَوَاجِذ (پس) تفصیلی طور پر دانتوں کی چھ قسمیں ہیں۔

① ثَنَایَا:۔ یعنی بالکل درمیان والے اوپر نیچے کے بڑے چار دانت۔

فائدہ:۔ اوپر والوں کو ثنایا علیا اور نیچے والوں کو ثنایا سفلیٰ کہتے ہیں۔

② رَبَاعِیَات:۔ یعنی ثنایا سے ملے ہوئے دائیں، بائیں، اوپر نیچے کے چار دانت۔

③ اَنیَاب:۔ یعنی رباعیات سے ملے ہوئے چاروں طرف کے چار نوک دار دانت۔

④ ضَوَاحِك:۔ یعنی انیاب سے ملی ہوئی چاروں طرف کی چار ڈاڑھیں۔

⑤ طَوَاحِن:۔ یعنی ضواحک سے ملی ہوئی چاروں طرف کی تین تین ۳ یعنی کل بارہ ۱۲ ڈاڑھیں۔

⑥ نَوَاجِذ:۔ یعنی بالکل آخر میں چاروں طرف کی چار ڈاڑھیں۔

فائدہ:۔ دانتوں کے اندرونی حصّے کے عرفاً دو جزء ہیں۔

① جڑ:۔ یعنی مسوڑھوں کی طرف والا آدھا حصہ ② کنارہ:۔ یعنی نوکوں کی طرف والا باقی نصف حصہ

نظم

ہے تعداد بتیس ۳۲ اَسنَانْ کی	جو قدرت کے مظہر ہیں رحمان کی
بتادوں میں تم کو یہ اک بات بھی	ہے دانتم شماری یہ غلمان کی
ثَنِیَّہ، رَبَاعِیُ اور نابُ وضِرْس	جو نعمت بلاشک ہیں منّان کی
ثَنَایَا ہیں چار، پھر رَبَاعِیُ بھی چار	جو قاطع ضرورت ہیں انسان کی
ہیں پھر چار اَنیَابُ جو کا سرِ اشبار	ہیں زینت بھی سب دانت انسان کی
ہیں اَضْرَاسُ باقی رہے بیس ۲۰ جو	ہیں صحت کا باعث یہ انسان کی
اب اقسام اضراس بھی سن لو تم	کہ تکمیل ہو جائے فیضان کی
ضواحِک ہیں چار پھر طواحن ہیں بارہ ۱۲	اور نواجذ یہ تکمیل دندان کی
لکھی نظم صادق نے ان کے لئے	جو پڑھتے ہیں تجوید قرآن کی
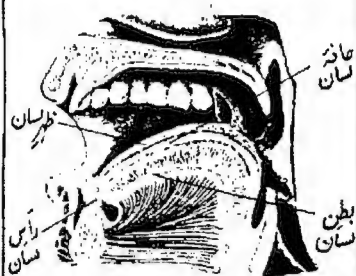
زبان و اسنان وغیرہ کے نقشے
تالو
لہاۃ
جوف
اقصیٰ لسان
حافۂ لسان
وسط لسان
طرف لسان
حافۂ لسان
ظہر لسان
بطن لسان
رأس لسان
نوٹ:- مذکور بالا دونوں نقشے کتاب "ENCYCLOPAIDIA" سے ماخوذ ہیں۔ اجزاء کا تعین میں نے کیا ہے۔ مؤلف
ثنایا علیا
رباعی
ناب
ضاحک
طواحن
نواجذ
ثنایا علیا
رباعی
ناب
ضاحک
طواحن
نواجذ
ثنایا سفلی
رباعی
ناب
ضاحک
طواحن
نواجذ
نواجذ
طواحن
ضاحک
ناب
رباعی
ثنایا سفلی
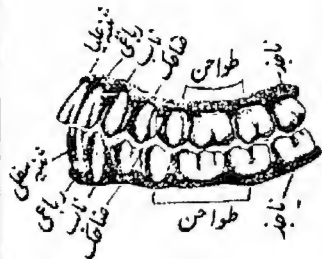
۱۲ بارہواں سبق

مخارج کا تفصیلی بیان

ہر مخرج کے متعلق چار باتوں کا جاننا ضروری ہے عدد۔ نام۔ حروف۔ قسم (یعنی محقق ہے یا مقدر، حلقی ہے یا لسانی وغیرہ۔)

حضرت امام خلیل بصریؒ کے مذہب کے مطابق حرفوں کے سترہ مخارج یہ ہیں۔

۱ جوفِ دہن۔ (یعنی منہ کا خلار) ________ حروفِ مدہ

۲ اقصٰی حلق۔ (یعنی شروع حلق) ________ ء ہ

۳ وسطِ حلق۔ (یعنی بیچ حلق) ________ ع ح مُہْمَلہ

۴ ادنٰی حلق۔ (یعنی آخر حلق) ________ غ خ مُعْجَمہ

۵ اقصٰی لسان اور اوپر کا نرم تالو ________ ق

۶ اقصٰی لسان اور اوپر کا سخت تالو ________ ك

۷ وسط لسان اور اوپر کا تالو ________ ج ش ی

۸ حافۂ لسان کا فوقانی حصہ اور اضراس علیار کی جڑیں ________ ض

۹ طرفِ لسان (مع کچھ حصہ حافہ) ضَاحِک، نَاب، رَبَاعِیْ، ثَنِیَّہ کے مسوڑھے ________ ل

۱۰ طرفِ لسان اور ناب، رباعی، ثنیہ کے مقابل تالو ________ ن

۱۱ طرف لسان مع سر اظہر لسان اور رباعی، ثنیہ کے مسوڑھے ________ ر

۱۲ سر السان اور ثنایا علیار کی جڑ ________ ط د ت

۱۳ سر السان اور ثنایا علیار کا کنارہ ________ ظ ذ ث

۱۴ سر السان اور ثنایا کا کنارہ ________ ص س ز

۱۵ نچلے ہونٹ کا شکم اور ثنایا علیار کی نوکیں ________ ف

۱۶ شفتین (یعنی دونوں ہونٹ) ________ ب م و

۱۷ خیشوم (یعنی ناک کا بانسہ) ________ حُرُفِ غُنّہ

فائدہ: امام سیبویہؒ کے نزدیک حروف مدہ اور غیر مدہ کا ایک ہی مخرج ہے۔

(اور) امام فراءؒ کے نزدیک لام، نون اور رار کا بھی ایک ہی مخرج ہے۔

۱۳ تیرہواں سبق

مخارج کا وضاحتی بیان

یہ کوئی علیحدہ مستقل مضمون نہیں بلکہ سبق گذشتہ پر ایک اضافہ ہے جس میں چند ضروری مفید باتیں لکھنے کا ارادہ ہے۔

① مخرج پہچاننے اور اس کی مشق کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ حرفِ مقصود کو مشدّد کر کے اس کے قبل ہمزۂ مفتوحہ لا کر ادا کیا جائے جیسے اَبّ

② "جوف" محقق مخرجوں پر عام اور گویا کُل کے درجہ میں ہے۔ باقی مخارج جزو کے درجہ میں ہیں اس لئے مخارج کے بیان میں جوف کو مقدم کیا (کیونکہ) محقق مخارج کی ابتداء حلق کے شروع سے اور انتہا دونوں ہونٹوں پر ہوتی ہے۔ اور جوف اس تمام حصّہ کو شامل ہے (ورنہ) عقل کا تقاضہ یہ ہے کہ مخارجِ مُحقّقہ کا بیان پہلے ہونا چاہیے۔

③ جمہور قراء نے مخارج کی ابتداء سینہ کی طرف سے کی ہے (کیونکہ) آواز کا مبدا شروع حلق ہے[1] (لیکن) مخارج کے نام رکھنے میں انسانی بناوٹ کا لحاظ رکھا ہے جس میں سَر اوّل ہے اور پاؤں آخر۔ اس لئے شروع حلق کو اَقصی الحَلق کہتے ہیں جس کے معنیٰ ہیں "حلق کا دور والا حصّہ[2]"

④ حروفِ مدہ میں الف، جوفِ حلق (یعنی حلق کی خالی جگہ) سے ادا ہوتا ہے (اور) واؤ مدہ ہونٹوں کے بیچ کی خالی جگہ سے ادا ہوتا ہے (اور) یاء مدہ بیچ زبان اور تالو کے درمیان کی خالی جگہ سے ادا ہوتا ہے (لیکن) حروفِ مدہ کا مخرج ایک شمار ہوتا ہے کیونکہ خلاء تقسیم نہیں ہو سکتا۔

فائدہ:- واؤ ساکن سے پہلے ضمّہ اور یاء ساکن سے پہلے کسرہ ہو تو ان کو مدہ کہتے ہیں (کیونکہ ان کی آواز میں درازی ہوتی ہے) (باقی) الف ہمیشہ مدہ اور حرکت و جزم سے خالی ہوتا ہے جیسے ءَاتُوْنِیْ (اور) جس الف پر حرکت وغیرہ ہو تو وہ ہمزہ ہوتا ہے جیسے اَلْحَمْدُ۔ فَاَتِ۔

⑤ واؤ مدہ اور یاء مدہ حروف اصلی ہیں لیکن ان کو الگ شمار نہیں کیا جائے گا (کیونکہ) مدہ اور غیر مدہ حقیقت میں ۲ حرف نہیں بلکہ صرف حرکت کی تبدیلی سے کبھی مدہ ہو جاتے ہیں کبھی غیر مدہ جیسا کہ یہی دونوں حرف کبھی لین ہوتے ہیں اور کبھی غیر لین۔

---

[1] کذا فی تنویر المرآت شرح ضیاء القرات وغیرہ ۱۲ منہ [2] کذا فی العطایا الوہبیہ شرح المقدمۃ الجزریہ وغیرہ ۱۲ منہ

❻ حرفوں میں ضاد وَسِیْعُ الْمَخْرَج ہے یعنی اس کا مخرج سب سے وسیع ہے (البتہ) اگر لام کو بیک وقت دونوں طرف سے (یعنی زبان کے دونوں کناروں (مع نوک زبان) اور اوپری دونوں جانب کے ضاحک، ناب، رباعی اور ثنایا علیا کے مسوڑھوں سے) ادا کیا جائے تو پھر لام کا مخرج وسیع ترین قرار دیا جائے گا (لیکن) مخرج کے وسیع اور طویل ہونے سے حرف کی آواز کا طویل ہونا لازم نہیں (چنانچہ) ضاد کی آواز تو کچھ دراز ہوتی ہے لیکن لام کی نہیں (اور) ضاد کی آواز جو دراز ہوتی ہے وہ صفت استطالت کی وجہ سے ہوتی ہے جو صرف ضاد کے لئے خاص ہے۔ صفت استطالۃ کا بیان إن شاء اللہ اٹھارویں سبق میں آئے گا۔

❼ فاء کے مخرج میں دانتوں کو بھی دخل ہے لیکن چونکہ وہ معمولی ہے اس لئے جمہور قراء نے اس کو علیحدہ و مستقل "اصل" قرار نہیں دیا

❽ باء، میم۔ واؤ کے مخرج میں تفصیل ہے (کہ) باء بحرِ شفتین (یعنی ہونٹوں کی ترجگہ) کے آخری حصّہ سے ادا ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کو بحری کہتے ہیں (اور) میم برِّ شفتین (یعنی ہونٹوں کی خشک جگہ) سے بالکل متصل ترکنارہ سے ادا ہوتا ہے اسی لئے اس کو برّی کہتے ہیں (اور) واؤ غیر مدّہ حلقۂ شفتین (یعنی ہونٹوں کے گول ہونے اور نا تمام ملنے) سے ادا ہوتا ہے

تنبیہ:- واؤ غیر مدّہ کی طرح واؤ مدہ میں بھی حلقۂ شفتین ضروری ہے (لیکن) فرق یہ ہے کہ واؤ غیر مدّہ میں حلقۂ شفتین اس کے مخرج کی وجہ سے ہوتا ہے اور واؤ مدہ میں ماقبل کے ضمّہ کی وجہ سے

❾ سترہ مخارج میں حروفِ اصلی کے مخارج سولہ ہیں جن کی تین قسمیں ہیں ① اُحادِی یعنی ایک حرف والا مخرج۔ یہ سات ہیں یعنی مخرج نمبر ۵/۶/۸/۹/۱۰/۱۱/۱۵ ② ثنائی:۔ یعنی دو حرف والا مخرج۔ یہ تین ہیں یعنی مخرج نمبر ۲/۳/۴/ ③ ثلاثی:۔ یعنی تین حرف والا مخرج یہ چھ ہیں یعنی مخرج نمبر ۱/۷/۱۲/۱۳/۱۴/۱۶۔

❿ خیشوم، حرفی غنہ کا مخرج ہے (اور) حرفی غنّے چار ہیں (۱) اخفاء والے نون کا غنّہ (۲) اقلاب والے نون کا غنّہ (۳) اخفاء والی میم کا غنّہ (۴) ادغام ناقص والے نون کا غنّہ (لیکن) مستقل اور کلّی طور پر خیشوم صرف اخفاء والے نون کا مخرج ہے (کہ) نون مخفی کا مخرج کنارۂ زبان و تالو سے خیشوم کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جیسے یَنْعِقُ اور یَنْطِقُ

۱۴ چودھواں سبق

حرفوں کے القاب کا بیان

لقب اس نام کو کہتے ہیں جو اصلی نام کے علاوہ ہو اور کسی مناسبت کی وجہ سے مشہور ہو۔ حرفوں کے ہر لقب کے متعلق چار باتیں جاننا چاہیے۔ نام، مناسبت، حروف اور ان کی تعداد

مخارج کے اعتبار سے حرفوں کے القاب درج ذیل ہیں۔

(۱) حَلْقِیَّۃٌ: یعنی حلق سے ادا ہونے والے۔ جو چھ حروف ہیں۔ ء۔ ہ۔ ع۔ ح۔ غ۔ خ

(۲) لَھَوِیَّۃٌ: یعنی لہات کے قریب ادا ہونے والے۔ جو دو حروف ہیں ق اور ک

فائدہ: لہات، عربی میں کوّے کو کہتے ہیں جو تالو کے آخر میں لٹکا ہوا ہے۔

(۳) شَجَرِیَّۃٌ: یعنی شجرِ فم سے ادا ہونے والے جو تین حروف ہیں۔ ج۔ ش اور ی غیر مدہ

فائدہ: شجر الفم، بیچ زبان اور تالو کے درمیانی کشادہ حصہ کو کہتے ہیں۔

(۴) حَافِیَّۃٌ: یعنی حافہ زبان سے ادا ہونے والا جو صرف ایک حرف ہے ض

(۵) ذَلْقِیَّۃٌ: یعنی زبان کے ذَلق سے ادا ہونے والے جو تین حروف ہیں۔ ل۔ ن۔ ر

فائدہ: ذلق کے معنی "طرف" یعنی کنارہ کے ہیں۔

(۶) نِطْعِیَّۃٌ: یعنی نطع کے قریب ادا ہونے والے۔ جو تین حروف ہیں۔ ط۔ د۔ ت

فائدہ: نطع، تالو کے اس اگلے حصہ کو کہتے ہیں جو ثنایا علیا کی جڑ سے متصل ہے اور اس میں شریفہ پھل کی طرح ابھرے ہوئے نشانات ہوتے ہیں۔

(۷) لِثَوِیَّۃٌ: یعنی لثہ والے جو تین حروف ہیں۔ ظ۔ ذ۔ ث

فائدہ: لثہ، مسوڑھے کو کہتے ہیں۔ ان حرفوں کی ادائیگی میں چونکہ سانس مسوڑھوں سے ٹکراتی ہے اس لئے لثویہ کہتے ہیں۔

(۸) اَسَلِیَّۃٌ: یعنی اَسَلَۃُ اللِّسَانِ سے ادا ہونے والے جو تین حروف ہیں۔ ص۔ س۔ ز۔

فائدہ: "اَسَلَۃ" زبان کی نوک کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو بالکل آخر میں ہوتا ہے۔

(۹) شَفَوِیَّۃٌ: یعنی شفہ سے ادا ہونے والے جو چار حروف ہیں۔ ف۔ ب۔ م اور و غیر مدہ

فائدہ: "شفۃ" ہونٹ کو کہتے ہیں۔

(۱۰) جَوْفِیَّۃٌ: یعنی جوفِ دہن سے ادا ہونے والے جو تین حروف ہیں۔ الف۔ یا مدہ اور واؤ مدہ

فائدہ: ان تینوں حرفوں کو "حروفِ ہوائیہ" بھی کہتے ہیں۔

۱۵ پندرھواں سبق

حروفِ فرعی کا بیان

حرف فرعی اُس حرف کو کہتے ہیں جو دو[1] حرفوں یا دو[2] مخرجوں کے درمیان ادا ہو یا دہ[3] اپنا اصلی مخرج یا ذاتی[4] صفت چھوڑ چکا ہو

روایتِ حفص میں حروفِ فرعی آٹھ ہیں۔

(۱) اَلِفْ مُمَالَةْ:۔ یعنی امالہ والا الف۔ جو الف اور یار کے درمیان ادا ہوتا ہے۔

(۲) ھمزۃ مُسَہَّلَۃ:۔ یعنی تسہیل والا ہمزہ جو ہمزہ اور الف کے درمیان ادا ہوتا ہے۔

(۳) نون مُخْفٰی:۔ یعنی اخفار والا نون۔ جو اپنے اصلی مخرج کو چھوڑ کر خیشوم سے ادا ہوتا ہے۔

(۴) نون مُدْغَمْ بِادْغَامِ نَاقِص:۔ یعنی ادغامِ ناقص والا نون مدغم۔ جو واو اور یار میں ہوتا ہے۔

(۵) مِیم مُخْفَاۃ:۔ یعنی اخفار والا میم۔ جو دونوں ہونٹ اور خیشوم کے درمیان ادا ہوتا ہے۔ (یعنی دونوں مخرجوں میں سے ہر ایک پر آواز کا ناقص اعتماد ہوتا ہے)۔

(۶) میم مَقْلُوبَة:۔ یعنی اقلاب والی میم۔ جو ادائیگی میں میم مُخْفَاۃ کی طرح ہے۔

(۷) لام مُفَخَّم:۔ یعنی تفخیم والا لام۔ جو اپنی ذاتی صفت "استفال" کو چھوڑ کر پُر ادا ہوتا ہے۔

(۸) الف مُفَخَّم:۔ یعنی تفخیم والا الف۔ جو الف اور واو کے درمیان مانا گیا ہے (یعنی) الف مفخمہ کی تفخیم اس کو واو کے کچھ قریب کر دیتی ہے (مگر) تفخیم میں ہونٹوں کو گول کرنا معیوب ہے۔

فائدہ:۔ بعض حضرات نے لام مفخمہ پر قیاس کر کے رار مفخمہ کو بھی حرفِ فرعی کہا ہے جو کسی حد تک صحیح ہے

اسئلۃ

(۱) علم تجوید کا پہلا جزو کیا ہے؟
(۲) مخارج کو تجوید میں کیا حیثیت حاصل ہے؟
(۳) مخارج سے متعلق زیادہ مشہور مذہب کس کا ہے؟
(۴) ظہر، حافہ، طرف زبان کے کس حصے کو کہتے ہیں؟
(۵) ظہر لسان کے کتنے اور کون کون سے حصے ہیں؟
(۶) حافۂ لسان کا فوقانی حصہ کون سا کہلاتا ہے؟
(۷) دانتوں اور ڈاڑھوں کی تعداد الگ الگ بتائیں؟
(۸) قاف اور کاف کے مخرج میں کیا فرق ہے؟
(۹) بار، میم اور واو کے مخرج میں کیا فرق ہے؟
(۱۰) حروفِ حلقیہ و جوفیہ کی تعداد و نام بتائیں؟
(۱۱) ضاد کا مخرج اور اس کو حافیہ کہنے کی وجہ بتائیے؟
(۱۲) حرفِ فرعی کے معنی، تعداد اور نام بیان کریئے؟

---

[1] کذا فی حق التلاوۃ والجواہر النقیہ شرح المقدمۃ الجزریہ ۱۲ منہ [2] کذا فی ضیاء الترتیل بتغیر قلیل ۱۲ منہ

خلاصہ (١)

استعاذہ وبسملہ

(١) شروع قراءة میں استعاذہ اور شروع سورة میں بسملہ ضروری ہے (مگر) سورۂ توبہ کے شروع میں بسملہ نہیں ہے۔

(٢) درمیان سورة سے قراءة شروع ہو تو بسملہ بہتر ہے (ضروری نہیں)

(٣) شروع سورة سے قراءة شروع ہو تو وصل فصل کی چاروں صورتیں جائز ہیں۔

(٤) قراءة کے درمیان سورة شروع ہو تو وصل اول فصل ثانی جائز نہیں

(٥) درمیان سورة سے قراءة شروع ہو (اور بسملہ پڑھی جائے) تو صرف فصل کل اور وصل اول فصل ثانی جائز ہے۔

(٦) شروع قراءة میں اللہ تعالیٰ کا نام ہو تو استعاذہ کا وصل جائز نہیں

حروف ہجا

(١) حرف کے معنی "کنارہ" (اور) اصطلاح میں "وہ آواز جو مخرج پر اعتماد کرے۔

(٢) حرف کی دو قسمیں ہیں اصلی اور فرعی۔

(٣) حرف صرف اپنے مخرج اور ذاتی صفات کے ساتھ ادا ہو تو اصلی ہے ورنہ فرعی

(٤) حروف اصلی (الف سے لے کر یا تک) انتیس ہیں۔

(٥) حروف فرعی چھ ہیں الف ممالہ اور مفخمہ۔ لام مفخمہ۔ میم اور نون مخفیٰ۔ ہمزہ مسہلہ

(٦) حروف اصلی میں مدہ زمانی۔ شدیدہ آنی۔ ضاد قریب زمانی۔ بقیہ حروف قریب آنی ہیں۔

مخارج حروف

(١) مخرج کے معنی "حرف ادا ہونے کی جگہ"

(٢) علامہ خلیل بصری کے نزدیک مخارج سترہ ہیں

(٣) مخرج کی دو قسمیں ہیں محقق اور مقدر

(٤) مخرج، جزو معین ہو تو محقق ورنہ مقدر ہے

(٥) محقق مخارج پندرہ ہیں جنکی تین اصلیں ہیں حلق۔ زبان۔ ہونٹ

(٦) مقدر مخرج صرف دو ہیں جوف اور خیشوم۔

زبان ودانت

(١) زبان کے چار حصے ہیں پشت۔ شکم۔ داہنی و بائیں کروٹ

(٢) پشت زبان کے تین حصے ہیں جڑ۔ بیچ۔ سرا

(٣) زبان کی کروٹ کی لمبائی کے دو حصے ہیں حافہ اور کنارہ

(٤) زبان کی کروٹ کی چوڑائی کے تین حصے ہیں فوقانی۔ تحتانی۔ وسطانی

(٥) کل دانت بتیس ہوتے ہیں جن کی چھ قسمیں ہیں

- بالکل بیچ میں اوپر نیچے چار دانت ثنایا
- ثنایا سے ملے ہوئے چاروں طرف چار دانت رباعیات
- رباعیات سے ملے ہوئے چار دانت انیاب
- انیاب سے متصل چار ڈاڑھیں ضواحک
- ضواحک سے متصل بارہ ڈاڑھیں طواحن
- طواحن سے متصل چار ڈاڑھیں نواجذ۔

القاب حروف

(١) حلقیّة:- ء ہ ع ح غ خ

(٢) لہویّة:- ق ك

(٣) شجریّة:- ج ش ی غیر مدہ

(٤) حافیّة:- ض

(٥) ذلقیّة:- ل ن ر

(٦) نطعیّة:- ط د ت

(٧) لثویّة:- ظ ذ ث

(٨) اسلیّة:- ص س ز

(٩) شفویّة:- ف ب م

(١٠) جوفیّة:- ا و ی مدہ

سولھواں سبق ⑯

حرفوں کی صفات کا تمہیدی بیان

تجوید کا دوسرا جزء "صفات" ہیں، صفات کو تجوید سے گہرا تعلق ہے (کیونکہ) حرف کی ذات، صفات ہی سے کامل ہوتی ہے بغیر صفات کے حرف کامل نہیں ہو سکتا۔ صفات کے نہایت اہم اور بڑے فائدے چار ہیں

① صفات سے ایک مخرج کے حرفوں کی آوازوں میں امتیاز و فرق ہوتا ہے جیسے تا اور طاء کہ دونوں کا مخرج ایک ہے، دونوں کی آواز میں فرق صفات سے ہوتا ہے (چنانچہ) تاء باریک پڑھی جاتی ہے اور طاء پُر۔

② صفات سے الگ مخرج کے حرفوں کی آوازوں کے ایک دوسرے سے قریب ہونے نہ ہونے کا پتہ چلتا ہے (مثلاً) ض۔ ظ۔ ذ تینوں کا مخرج الگ الگ ہے لیکن چونکہ ض اور ظ میں پانچ صفتیں بالکل ایک سی ہیں اس لئے اس کی آواز ظاء سے بہت مشابہ ہے بخلاف دال کے کہ اس کی صرف ایک صفت ایسی ہے جو ضاد میں پائی جاتی ہے باقی پانچ صفات میں دونوں حرف بالکل مختلف ہیں (لہٰذا) پتہ چلا کہ ضاد کی آواز دال کے مشابہ نہیں ہے۔

③ صفات سے حرفوں کی آوازوں کی قوت اور ضعف کا حال معلوم ہوتا ہے جس سے حرف کی ادا کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

④ صفات سے حرفوں میں کمال اور خوبصورتی پیدا ہوتی ہے۔

صفات کے متعلق اوّلاً چار باتوں کا جاننا ضروری ہے معنیٰ۔ قسمیں۔ تعداد اور نام

صفت کے معنیٰ حرف کے ادا ہونے کی "کیفیت" مثلاً سختی۔ نرمی وغیرہ۔

صفت کی دو قسمیں ہیں۔ لازمہ اور عارضہ

صفت لازمہ اس صفت کو کہتے ہیں جو حرف میں ہر وقت پائی جائے۔

مخارج کی طرح صفات لازمہ بھی سترہ ہیں۔ جن کی دو قسمیں ہیں۔

❶ **مُتَضَادَّہ**:۔ یعنی وہ صفت جس کے مقابلہ میں اصطلاحی طور پر اس کی ضد موجود ہو۔

❷ **مُنْفَرِدَہ**:۔ یعنی وہ صفت جس کے مقابلہ میں اس کی ضد موجود نہ ہو (اگرچہ عقلی طور پر بنائی جا سکتی ہو جیسے قلقلہ کی ضد عدم قلقلہ)

فائدہ:۔ صفتِ لازمہ کو صفتِ ذَاتِیَّۃ، مُمَیِّزَۃ، مُقَوِّمَۃ بھی کہتے ہیں۔ لہٰذا چار نام ہو گئے

نوٹ:۔ صفت عارضہ کا بیان ان شاء اللہ چھبیسویں سبق میں آئے گا۔

۱۷ سترہواں سبق

صفاتِ لازمہ متضادہ کا بیان

ہر صفت لازمہ کے متعلق چار[۴] باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ نام[۱] ۔ معنٰی[۲] ۔ حروف[۳] اور اس صفت کی ضد[۴]
صفاتِ لازمہ متضادہ دس[۱۰] ہیں جن کے پانچ جوڑے ہیں۔

صفتِ لازمہ کے ہر جوڑے میں دونوں صفتیں ایک دوسرے کی ضد ہیں (پس) کسی بھی حرف میں صفات متضادّہ کے جوڑے کی نہ دونوں صفتیں جمع ہو سکتی ہیں اور نہ دونوں صفتوں سے حرف خالی ہو سکتا ہے (بلکہ) ہر حرف میں صفتِ متضادہ کے ہر جوڑے کی ایک صفت ضرور ہوتی ہے۔

پہلا جوڑا

۱ هَمْسْ :۔ یعنی حرف ادا کرتے وقت مخرج پر آواز کا ایسی کمزوری سے اعتماد ہونا کہ "آواز پست" ہو۔ (اور سانس کچھ جاری رہے یعنی تمام سانس آواز نہ بن جائے) جیسے مِثْقَالَ کی ثا۔ جن حرفوں میں صفتِ ہمس ہے اُن کو مَهْمُوسَہ کہتے ہیں۔ (اور) حروفِ مہموسہ دس[۱۰] ہیں جو حَثَّہٗ شَخْصٌ فَسَكَتْ میں جمع ہیں۔

۲ جَهْرْ :۔ یعنی (حروف ادا کرتے وقت) مخرج پر آواز کا ایسی قوّت سے اعتماد ہونا کہ "آواز بلند ہو۔ (اور سانس بالکل جاری نہ رہے بلکہ تمام سانس آواز بن جائے) جیسے اَغْنٰی کی غین۔ جن حرفوں میں صفت جہر ہے اُن کو مَجْهُوْرَہ کہتے ہیں (اور) حروف مجہورہ انیس[۱۹] ہیں جو مہموسہ کے علاوہ ہیں

تنبیہ :۔ صفت جہر و ہمس کا احساس جَہری قراءۃ میں ہوتا ہے۔ سِرّی قراءۃ میں نہیں۔

دوسرا جوڑا

۳ شِدَّتْ :۔ یعنی مخرج پر آواز کا ایسی "سختی" سے اعتماد ہونا کہ آواز بند ہو جائے۔ جیسے یَاْتِ کا ہمزہ۔ جن حرفوں میں صفتِ شدّت ہے ان کو شَدِیْدَہ کہتے ہیں۔ (اور) حروفِ شدیدہ آٹھ[۸] ہیں۔ جو اَجِدُ قَطٍ بَكَتْ میں جمع ہیں۔

۴ رِخْوَتْ :۔ یعنی مخرج پر آواز کا ایسی "نرمی" سے اعتماد ہونا کہ آواز جاری رہے۔ جیسے لَتُسْئَلُنَّ کا سین۔ جن حرفوں میں صفتِ رخوت ہے ان کو رِخْوَہ کہتے ہیں (اور) حروفِ رخوہ سولہ[۱۶] ہیں۔ جو شدیدہ اور حروفِ متوسّطہ کے علاوہ ہیں۔

● تَوَسُّطْ :۔ یعنی مخرج پر آواز کا سختی اور نرمی کی "درمیانی حالت" سے اعتماد ہونا (اس طرح کہ آواز کمزوری کے ساتھ جاری رہے)۔ جن حرفوں میں صفتِ توسط ہے اُن کو مُتَوَسِّطَہ کہتے ہیں (اور) حروفِ متوسطہ پانچ[۵] ہیں۔ جو "لِنْ عُمَرْ" میں جمع ہیں۔

فائدہ:- حروفِ متوسطہ (صفتِ شدۃ کی بہ نسبت) رخاوت سے زیادہ قریب ہیں (الجواہر)

فائدہ:- حرکت والے حرفِ شدیدہ میں جو آواز جاری ہوتی ہے وہ حرکت کی آواز ہوتی ہے۔

تنبیہ:- صفتِ توسط نہ متضادہ ہے اور نہ غیر متضادہ البتہ بیان صفاتِ متضادہ ہی میں کی جاتی ہے کیونکہ یہ دو۲ متضاد صفتوں ہی سے پیدا ہوئی ہے یعنی اس میں کچھ شدۃ ہے اور کچھ رخوۃ ہے گویا توسط ایک قسم کی فرعی صفت ہے جو دو۲ صفتوں سے نکلی ہے اسی لئے اس کو مستقل شمار بھی نہیں کیا جاتا۔

۵ اِسْتِعْلاء:- یعنی زبان کی جڑ کا اوپر تالو کی طرف "بلند ہونا" (جس سے حرف کی آواز پُر ہوجائے) جیسے قَلَّ کا قاف جن حرفوں میں صفتِ استعلاء ہے اُن کو مُسْتَعْلِیَہ کہتے ہیں (اور) حروفِ مستعلیہ سات ہیں جو قِظْ خُصَّ ضَغْطٍ میں جمع ہیں۔

۶ اِسْتِفَال:- یعنی زبان کی جڑ کا "نیچے رہنا" (جس سے آواز باریک نکلے) جیسے قَلَّ کا لام جن حرفوں میں صفتِ استفال ہے اُن کو مُسْتَفِلَہ کہتے ہیں (اور) حروفِ مستفلہ بائیس۲۲ ہیں جو مستعلیہ کے علاوہ ہیں۔

(جوڑا نمبر ۳)

تنبیہ:- حرفوں کو مستعلیہ اور مستفلہ کہنا مجازی طور پر ہے ورنہ حقیقت میں مستعلی و مستفلی زبان ہے۔

۷ اِطْبَاق:- یعنی زبان کے بیچ کا بھی اوپر تالو کی طرف اُٹھ جانا اور اُس کو ڈھانپ لینا (جس سے حرف کی آواز خوب پُر ہوجائے) جیسے فَصَلَّ کا صاد جن حرفوں میں صفتِ اطباق ہے ان کو مُطْبِقَہ کہتے ہیں (اور) حروفِ مطبقہ چار۴ ہیں جو صَضْطْظ میں جمع ہیں۔

۸ اِنْفِتَاح:- یعنی بیچ زبان کا تالو سے علیحدہ اور دونوں کے درمیان "کھلاؤ" رہنا جیسے فَصَلَّ کا لام جن حرفوں میں صفتِ انفتاح ہے ان کو مُنْفَتِحَہ کہتے ہیں (اور) حروفِ منفتحہ پچیس۲۵ ہیں جو مطبقہ کے علاوہ ہیں۔

(جوڑا نمبر ۴)

تنبیہ:- حروفِ مطبقہ کا مجموعہ مُہْمَل ہے کیونکہ اُن سے کوئی معنی دار مجموعہ نہیں بن سکتا۔

۹ اِذْلَاق:- یعنی مخرج سے آواز کا جلدی سے نکل جانا (اور گویا "پھسل جانا") جیسے فَقَدْ کی فاء جن حرفوں میں صفتِ اذلاق ہے اُن کو مُذْلَقَہ کہتے ہیں (اور) حروفِ مذلقہ چھ۶ ہیں جو "مُرِ بِنَفْلٍ" میں جمع ہیں

۱۰ اِصْمَات:- یعنی مخرج سے آواز کا جم کر نکلنا (اور گویا آواز کو جلدی کے ساتھ نکلنے سے "روکنا") جیسے فَقَدْ کا قاف۔ جن حرفوں میں صفتِ اصمات ہے اُن کو مُصْمَتَہ کہتے ہیں (اور) حروفِ مُصمتہ تیئیس۲۳ ہیں جو مذلقہ کے علاوہ ہیں۔

(جوڑا نمبر ۵)

تنبیہ:- صفت اذلاق اور اصمات غیر واضح سی ہیں لیکن سمجھنے کی کوشش ضرور کریں۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

۱۸ اٹھارہواں سبق

صفاتِ لازمہ منفردہ کا بیان

ہر صفت لازمہ منفردہ کے متعلق چار باتیں جاننا ضروری ہیں۔ نام[۱] معنی[۲] حروف[۳] اور ان کی تعداد[۴] صفات لازمہ سات ہیں اور اکیلی اکیلی ہیں۔

۱ قَلْقَلَۃُ:- یعنی حرف ادا کرتے وقت مخرج میں "حرکت" یعنی جنبش ہونا جیسے قَدْ جن حرفوں میں صفتِ قلقلہ ہے ان کو مُقَلْقَلَہ کہتے ہیں۔ اور حروفِ مقلقلہ پانچ[۵] ہیں جو "قُطْبُ جَدٍّ" میں جمع ہیں

۲ صَفِیْرُ:- یعنی آواز کا "سیٹی کی طرح تیز نکلنا" جیسے اَزْوَاجًا کی زا جن حرفوں میں صفتِ صفیر ہے ان کو صَفِیْرہ کہتے ہیں (اور) حروف صفیرہ تین[۳] ہیں جو زَسَصْ میں جمع ہیں۔

۳ لِیْنْ:- یعنی آواز میں ایسی "نرمی" ہونا کہ (قاعدہ پائے جانے پر) اگر اس پر مد کرنا چاہیں تو کر سکیں جیسے زَوْجَیْنِ کی واؤ اور یاء جن حرفوں میں صفتِ لین ہے اُن کو لِیْنَۃ کہتے ہیں (اور) حروف لینہ دو[۲] ہیں جو وَیْ میں جمع ہیں۔

۴ غُنَّہ:- یعنی آواز کا ناک میں جانا جیسے اُمْ کا میم۔ جن حرفوں میں صفت غنہ ہے ان کو غُنُوِیَّۃ کہتے ہیں (اور) حروف غنویہ دو[۲] ہیں جو مَنْ میں جمع ہیں۔

۵ تَفَشِّی:- یعنی مخرج میں آواز کا پھیلنا" جیسے شَرِّ کا شین جن حرف میں صفت تفشی ہے اس کو مُتَفَشِّیَہ کہتے ہیں (اور) حروفِ مُتفشیہ صرف شین ہے۔

۶ تَکْرِیْر:- یعنی مخرج میں زبان پر ایک قسم کا لرزہ یعنی کپکپاہٹ سی ہونا جس سے آواز میں "تکرار" کی مشابہت ہو جائے جیسے اَرْسَلَ کی را۔ جس حرف میں صفت تکریر ہے اس کو مُکَرَّرَہ کہتے ہیں (اور) حرف مکررہ صرف راء ہے (لیکن) راء میں تکرار ادا کرنا حرام ہے۔

۷ اِسْتِطَالَتْ:- یعنی آواز کا شروعِ مخرج سے آخرِ مخرج تک بتدریج اعتماد کرنا کہ آواز میں "درازی" سی ظاہر ہو جیسے فِضَّۃٍ کا ضاد جس حرف میں صفت استطالت ہے اس کو مستطیلہ کہتے ہیں (اور) حرف مستطیلہ صرف ضاد ہے

فائدہ:- حرف ضاد کی درازی حرفِ مدہ سے کم اور حرکت کی مقدار سے زیادہ ہوتی ہے۔

تنبیہ:- ہر حرف میں کم سے کم پانچ[۵] صفتیں (متضادہ) ضرور ہوتی ہیں (اور) جس حرف میں صفتِ منفردہ بھی ہو تو اس میں چھ یا سات ضرور ہوں گی (لہذا) ہر حرف کی تمام صفاتِ لازمہ استاذ مشاق سے سن کر اور سمجھ کر مشق کر لینا چاہئے۔

۱۹ انیسواں سبق

صفات کا وضاحتی بیان

(۱) صفت پہچاننے اور اس کی مشق کرنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو مخرج کا ہے البتہ بعض صفات سکون کی حالت میں واضح معلوم ہوتی ہیں جیسے قلقلہ اور بعض حرکت کی حالت میں جیسے استعلاء

(۲) صفت جہر میں سانس بند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سانس سب آواز بن جاتا ہے اور اس کی اصلی کیفیت باقی نہیں رہتی (اور) ہمس میں سانس کچھ آواز بنتا ہے اور کچھ اپنی کیفیت پر باقی رہتا ہے چنانچہ اَفْ ۔ اَثْ وغیرہ کہنے میں انگلیوں کو لبوں سے بالکل قریب کریں تو سانس یعنی ہوا محسوس ہوگی

(۳) حرفِ تار اور کاف میں صفت ہمس بھی ہے اور صفتِ شدّت بھی لہذا پہلے شدّۃ کی وجہ سے آواز بند ہوتی ہے اور پھر ہمس کی وجہ سے نہایت کمزور اور پست معمولی آواز ظاہر ہوتی ہے لیکن اس میں مبالغہ نہیں ہونا چاہیئے ورنہ لکْ، کھ اور تْ، تھ وغیرہ ہو جائے گا جو فحش غلطی ہے۔

(۴) صفتِ استطالت ضاد کے لئے ایسی لازم ہے کہ اسی پر ضاد کی صحت موتوف ہے (اور) استطالۃ کی صحت ضاد کے مخرج اور صفتِ رخوت کی صحت پر موتوف ہے لہذا ضاد کی ادائیگی میں ان تینوں چیزوں کی رعایت نہایت ضروری ہے ورنہ ضاد صحیح نہیں ادا ہو سکتا۔

(۵) میم اور نون کے اخفار کے وقت آواز میں جریان ہوتا ہے لیکن چونکہ وہ فرعی اور عارضی کیفیت ہے اس لئے ان کے متوسط ہونے پر کوئی اشکال نہیں۔

(۶) بعض حضرات نے صفتِ تکریر کو احترازی کہا ہے لیکن اس سے مراد تکرار ہے۔ تکریر صفتِ ادائی ہے۔

(۷) اکثر کتابوں میں صفت غنّہ مذکور نہیں بلکہ صفتِ "انحراف" ہے جو بہت ہی غیر واضح سی صفت ہے انحراف کے معنیٰ "آواز کا اپنے مخرج سے گذر کر دوسرے کے مخرج کی طرف مائل ہونا" حروفِ منحرفہ دو ہیں لام اور را۔ جن کے ادا کرتے وقت آواز ایک دوسرے کے مخرج کی طرف مائل ہوتی ہے۔

فائدہ: امام فرار نے صفت انحراف کو شمار نہیں کیا کیونکہ ان کے نزدیک لام اور را کا مخرج ایک ہے۔

(۸) بعض بڑی کتابوں میں مذکورہ صفات کے علاوہ اور بھی صفات مذکور ہیں جن میں سے دو یہ ہیں۔

(۱) مَدْ: یعنی آواز میں درازی ہونا۔ حروفِ مدّہ تین ہیں
(۲) ہَوا: یعنی آواز جوف میں وسیع ہونا۔ حرفِ ھاوی الف ہے

یہ دونوں صفتیں اس قول کے نتیجہ میں شمار میں آئیں جس میں مدّہ اور غیر مدّہ کا ایک مخرج ہے۔ امام خلیلؒ کے قول پر یہ باتیں مخرج میں آگئیں

۲۰ بیسواں سبق

صفات ضبط کرنے کا بیان

جس طرح مخرج کے بغیر حرف ادا نہیں ہوسکتا اسی طرح صفات کے بغیر حرف صحیح و کامل نہیں ہوسکتا اس لئے مخارج کے ساتھ ساتھ صفات کا محفوظ رکھنا بھی ہر قاری کے لئے ضروری ہے لہذا صفات کو یاد کرنے اور محفوظ رکھنے کا ایک طریقہ لکھا جاتا ہے جو حسب ذیل ہے۔

○ سب سے پہلے صفاتِ لازمہ متضادہ کے چھوٹوں مجموعے اور صفاتِ منفردہ کے سب مجموعے اور حروف زبانی پختہ یاد کریں

○ اس کے بعد کتاب ھذا کے اگلے صفحہ کو دیکھ کر بعینہٖ ایک کاغذ پر صفاتِ لازمہ کا نقشہ بنائیں اور کے ناموں کے علاوہ سب کچھ لکھ لیں۔

○ اس کے بعد الف سے بالترتیب صفات لکھنا شروع کریں اس طرح کہ جس حرف کی صفات معلوم کرنا ہوں اس کو سب سے پہلے صفت ہمس کا مجموعہ پڑھ کر سوچیں کہ اس میں وہ حرف ہے یا نہیں. اگر ہے تو اس حرف کے متصل خانہ میں ہمس لکھیں اور اگر ہمس کے مجموعہ میں نہیں ہے تو پھر اس کی ضد یعنی جہر لکھیں

● اس کے بعد صفت شدت کا مجموعہ پڑھ کر سوچیں کہ اس میں وہ حرف ہے یا نہیں. اگر ہے تو دوسرے خانہ میں شدت لکھیں اور اگر نہیں تو صفتِ توسط کے مجموعہ میں تلاش کریں. اگر ہو تو توسط لکھیں. اور اگر توسط کے مجموعہ میں بھی نہ ہو تو شدت کی ضد رخوت لکھیں. ● اس کے بعد صفتِ استعلاء کا مجموعہ پڑھ کر سوچیں اگر ہو تو تیسرے خانہ میں استعلاء لکھیں اور اگر نہ ہو تو استعلاء کی ضد استفال لکھیں

● اس کے بعد صفاتِ اطباق کے حرفوں میں غور کریں. اگر ہو تو چوتھے خانہ میں اطباق لکھیں ورنہ انفتاح لکھیں ● اس کے بعد صفت اذلاق کا مجموعہ پڑھ کر سوچیں. اگر ہو تو پانچویں خانہ میں اذلاق لکھیں ورنہ اصمات لکھیں۔

بَعْدَہٗ ۔ صفاتِ منفردہ میں اسی طرح ترتیب وار تلاش کریں اور ملنے پر لکھتے جائیں یعنی اول صفتِ قلقلہ کا مجموعہ پڑھ غور کریں کہ اس میں وہ حرف ہے یا نہیں. اگر ہو تو چھٹے خانہ میں قلقلہ لکھیں اور اگر نہ ہو تو پھر کچھ نہ لکھیں کیونکہ صفتِ قلقلہ کی ضد نہیں ہے ● اس کے بعد صفتِ صفیر ● لین ● غنہ ● تفشی ● تکریر ● استطالت ● انحراف سب کے حرفوں میں غور کرتے جائیں اور ملنے پر لکھتے جائیں۔ اس طرح سب حرفوں کی صفات لکھیں

○ جب نقشہ پورا ہو جائے تو کتاب ہذا کے نقشہ سے ملالیں اور اگر کہیں غلطی ہو تو اصلاح کرلیں۔ اس طرح متعدد نقشے لکھنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام صفات ازبر ہو جائیں گی۔

نقشہ صفات لازمہ

نمبر شمار	حروف	صفات لازمہ متضادہ					صفاتِ منفردہ		کل تعداد
۱	ا	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات			۵
۲	ب	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اذلاق	قلقلہ		۶
۳	ت	ہمس	شدت	استفال	انفتاح	اصمات			۵
۴	ث	ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات			۵
۵	ج	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	قلقلہ		۶
۶	ح	ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات			۵
۷	خ	ہمس	رخوت	استعلاء	انفتاح	اصمات			۵
۸	د	جہر	شدّت	استفال	انفتاح	اصمات	قلقلہ		۶
۹	ذ	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات			۵
۱۰	ر	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	انحراف	تکریر	۷
۱۱	ز	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	صفیر		۶
۱۲	س	ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	صفیر		۶
۱۳	ش	ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	تفشی		۶
۱۴	ص	ہمس	رخوت	استعلاء	اطباق	اصمات	صفیر		۶
۱۵	ض	جہر	رخوت	استعلاء	اطباق	اصمات	استطالت		۶
۱۶	ط	جہر	شدت	استعلاء	اطباق	اصمات	قلقلہ		۶
۱۷	ظ	جہر	رخوت	استعلاء	اطباق	اصمات			۵
۱۸	ع	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اصمات			۵
۱۹	غ	جہر	رخوت	استعلاء	انفتاح	اصمات			۵
۲۰	ف	ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات			۵
۲۱	ق	جہر	شدت	استعلاء	انفتاح	اصمات	قلقلہ		۶
۲۲	ک	ہمس	شدت	استفال	انفتاح	اصمات			۵
۲۳	ل	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	انحراف		۵/۶
۲۴	م	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	غنّہ		۵/۶
۲۵	ن	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	غنّہ		۵/۶
۲۶	و	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	لین		۶
۲۷	ہ	ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات			۵
۲۸	ء	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصمات			۵
۲۹	ی	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	لین		۶

۲۱ اکیسواں سبق

باعتبار قوت وضعف صفات لازمہ کا بیان

قوت وضعف کے لحاظ سے صفتِ لازمہ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) قوی: جو گیارہ صفات ہیں جہر، شدت، استعلاء، اطباق، اصمات، قلقلہ، صفیر، انحراف، تفشی استطالت، تکریر ہیں۔

(۲) ضعیف: جو سات صفات ہیں ہمس، رخوہ، استفال، انفتاح، اذلاق، لین، غنہ۔

(۳) متوسط: جو حرف "توسط" ہے (پس) جس حرف میں جتنی صفات قویہ ہوں گی اتنی ہی اس کی آواز قوی ہوگی (اور) حرف میں جتنی صفات ضعیفہ ہوں گی اتنی اس کی آواز ضعیف ہوگی (اور) حرف میں صفاتِ قویہ وضعیفہ برابر ہوں تو اس کی آواز متوسط ہوگی۔

حرفوں کی قوت اور ضعف کے اعتبار سے پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) اَقْوٰی: یعنی وہ حرف جس میں سب یا ایک کم سب صفات قویہ ہوں۔

(۲) قَوِی: یعنی وہ حرف جس میں صفات قویہ زیادہ اور صفات ضعیفہ کم ہوں۔

(۳) مُتَوَسِّط: یعنی وہ حرف جس میں دونوں طرح کی صفات برابر ہوں۔

(۴) ضَعِیف: یعنی وہ حرف جس میں صفاتِ ضعیفہ زیادہ اور صفات قویہ کم ہوں۔

(۵) اَضْعَف: یعنی وہ حرف جس میں سب یا ایک کم سب صفات ضعیفہ ہوں۔

- اقوی حروف چار ہیں۔ ض ط ظ ق ● قوی حروف پانچ ہیں ج د ص غ ء
- متوسط حروف چار ہیں۔ ب۔ ر۔ ز۔ ع
- ضعیف حروف دس ہیں۔ ا۔ ت۔ خ۔ ذ۔ س۔ ش۔ ک۔ ل۔ و۔ ی۔
- اضعف حروف چھ ہیں۔ ث۔ ح۔ ف۔ م۔ ن۔ ہ

نظم

حرف کی ہیں پانچ قسم اے طالب صادق فنون — وہ قوی اقوی ضعیف اضعف میانہ در متون

مجھ سے سُن آپ اب تفصیل سب کی صاف صاف — ہیں جو اقوی وہ حروفِ ضاد و طاء و ظاء و قاف

ہیں قوی الحرف جیم و دال و صاد و ہمزہ، غین — چار ہیں حرفِ میانہ باؤ راؤ زاؤ عین

الف و تاؤ خاء و ذال و سین و شین و کاف و لام — اور واؤ۔ یاء لکھا جن کا ضعیف الحرف نام

اور اضعف ثاء و حاء و فاء و میم و نون و ہاء — بس ہوا اس نظم کا یاں خاتمہ اے باوفا

نقشہ صفات قویہ وضعیفہ

اقسام	شمار	حروف	صفات قویہ						صفت متوسطہ	صفات ضعیفہ				
اقویٰ حروف	۱	ط	جہر	شدت	استعلاء	اطباق	اصمات	قلقلہ						
	۲	ض	جہر	استعلاء	اطباق	اصمات	استطالت			رخوت				
	۳	ظ	جہر	استعلاء	اطباق	اصمات				رخوت				
	۴	ق	جہر	شدت	استعلاء	اصمات	قلقلہ			انفتاح				
قوی حروف	۱	ج	جہر	شدت	اصمات	قلقلہ				استفال	انفتاح			
	۲	د	جہر	شدت	اصمات	قلقلہ				استفال	انفتاح			
	۳	ص	استعلاء	اطباق	اصمات	صفیر				ہمس	رخوت			
	۴	ع	جہر	استعلاء	اصمات					رخوت	انفتاح			
	۵	ء	جہر	شدت	اصمات					استفال	انفتاح			
متوسط حروف	۱	ب	جہر	شدت	قلقلہ					استفال	انفتاح	اذلاق		
	۲	ر	جہر	انحراف	تکریر				توسط	استفال	انفتاح	اذلاق		
	۳	ز	جہر	اصمات	صفیر					رخوت	استفال	انفتاح		
	۴	ع	جہر	اصمات					توسط	استفال	انفتاح			
ضعیف حروف	۱	ا	جہر	اصمات						رخوت	استفال	انفتاح		
	۲	ت	شدت	اصمات						ہمس	استفال	انفتاح		
	۳	خ	استعلاء	اصمات						ہمس	رخوت	انفتاح		
	۴	ذ	جہر	اصمات						رخوت	استفال	انفتاح		
	۵	س	اصمات	صفیر						ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	
	۶	ش	اصمات	تفشی						ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	
	۷	ک	شدت	اصمات						ہمس	استفال	انفتاح		
	۸	ل	جہر	انحراف					توسط	استفال	انفتاح	اذلاق		
	۹	و	جہر	اصمات						رخوت	استفال	انفتاح	لین	
	۱۰	ی	جہر	اصمات						رخوت	استفال	انفتاح	لین	
اضعف حروف	۱	ث	اصمات							ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	
	۲	ح	اصمات							ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	
	۳	ف								ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	اذلاق
	۴	م	جہر						توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	غنّہ	
	۵	ن	جہر						توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	غنّہ	
	۶	ہ	اصمات							ہمس	رخوت	استفال	انفتاح	

۲۲ بائیسواں سبق

تمائز بین الحروف کا بیان

حروفِ ہجا میں ہر حرف کی آواز دوسرے حرف سے جو مختلف اور ممتاز ہے اس باہمی فرق اور امتیاز کو تمائز بین الحروف کہتے ہیں۔

تمائز بین الحروف کی چار صورتیں ہیں۔

❶ تمائز بالمخرج:۔ یعنی مخرج کی وجہ سے ایک حرف کا دوسرے حرف سے ممتاز ہونا۔

جن حرفوں میں تمائز بالمخرج ہے وہ چار شقوں میں ۱۱ حروف ہیں۔

① ث ح ۃ :۔ جو اپنی پانچوں صفاتِ لازمہ میں مشترک ہیں۔

② ث ک :۔ جو اپنی پانچوں صفاتِ لازمہ میں مشترک ہیں۔

③ ج د :۔ جو اپنی چھیوں صفاتِ لازمہ میں متحد ہیں۔

④ م ن :۔ جو اپنی پانچوں صفاتِ لازمہ میں متفق ہیں۔

(مگر ان سب حرفوں کا مخرج الگ الگ ہے)

❷ تمائز بالصفت:۔ یعنی صفاتِ لازمہ کی وجہ سے ممتاز ہونا جس کا بیان اگلے سبق میں آئیگا۔

❸ تمائز بالمخرج والصفت:۔ یعنی مخرج اور صفت دونوں کی وجہ سے حرف کا ممتاز ہونا۔

جن حرفوں میں تمائز بالمخرج والصفت ہے وہ یہ ۶ حرف ہیں۔ " ز۔ ض۔ ف۔ ق ل۔ ن" کہ ان میں سے ہر حرف اپنے غیر کے ساتھ نہ تو مخرج میں شریک ہے اور نہ پورے طور پر تمام صفاتِ لازمہ میں شریک ہے (بلکہ مخرج میں پوری طرح اور صفاتِ لازمہ میں اکثر یا کسی نہ کسی صفت میں اپنے غیر سے مختلف ہے)

❹ تمائز بالحرکت:۔ یعنی ماقبل کی وجہ سے ایک حرف کا دوسرے حرف سے ممتاز ہونا۔

جن حرفوں میں تمائز بالحرکۃ ہے وہ تینوں حروف مدہ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

① الف کی آواز اپنے ماقبل فتحہ کی وجہ سے کھلی ہوئی ہوتی ہے۔

② یاء مدہ کی آواز ماقبل کے کسرہ کی وجہ سے دبی ہوئی ہوتی ہے۔

③ واؤ مدہ کی آواز ماقبل کے ضمہ کی وجہ سے کچھ پھیلی ہوئی سی ہوتی ہے۔

فائدہ:۔ حروفِ مدہ میں کسی قدر تمائز بالمخرج بھی ہے (جس کی تفصیل تیرہویں ۱۳ سبق میں گذر چکی ہے)

۲۳ تئیسواں سبق

تمایز کی چوتھی صورت کا بیان

جن صورتوں میں تمایُز بالصِّفَۃ ہے۔ وہ حروف اور ان کی صفاتِ ممیّزہ یہ ہیں۔

❶ ء ھ ۔ میں جہر و شدت (یا ہمس و رخوت) سے امتیاز ہوتا ہے۔
❷ ع ح ۔ میں جہر و توسط (یا ہمس و رخوت) سے امتیاز ہوتا ہے۔
● غ خ ۔ میں جہر (یا ہمس) سے امتیاز ہوتا ہے۔
❸ ج ش ۔ میں شدت (یا رخوت و تفشی) سے امتیاز ہوتا ہے۔
● ج ی ۔ میں شدت (یا رخوت) سے امتیاز ہوتا ہے۔
● ش ی ۔ میں ہمس و تفشی (یا جہر) سے امتیاز ہوتا ہے۔
❺ ط د ۔ میں استعلاء (یا استفال) سے امتیاز ہوتا ہے۔
● ط ت ۔ میں استعلاء (یا استفال) سے امتیاز ہوتا ہے۔
● ت د ۔ میں ہمس (یا جہر) سے امتیاز ہوتا ہے۔
❻ ظ ذ ۔ میں استعلاء (یا استفال) سے امتیاز ہوتا ہے۔
● ظ ث ۔ میں استعلاء (یا استفال) سے امتیاز ہوتا ہے۔
● ذ ث ۔ میں جہر (یا ہمس) سے امتیاز ہوتا ہے۔
❼ ص س ۔ میں استعلاء (یا استفال) سے امتیاز ہوتا ہے۔
● ص ز ۔ میں ہمس و استعلاء (یا جہر و استفال) سے امتیاز ہوتا ہے۔
● س ز ۔ میں ہمس (یا جہر) سے امتیاز ہوتا ہے۔
❽ ب م ۔ میں شدت و قلقلہ (یا توسط و غنہ) سے امتیاز ہوتا ہے۔
● ب و ۔ میں شدت و قلقلہ (یا رخوت) سے امتیاز ہوتا ہے۔
● م و ۔ میں توسط و غنہ (یا رخوت) سے امتیاز ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ واؤ میں کچھ تمایُز بالمخرج بھی ہے۔ اس لئے کہ یہ ہونٹوں کے انفتاحِ قلیل سے ادا ہوتا ہے۔ جب کہ باء اور میم ہونٹوں کے انطباق سے ادا ہوتے ہیں (جیسا کہ تیرھویں[۱۳] سبق میں گذرا)۔

ــــــــــ

ــہ یعنی ہمزہ میں امتیاز ہاء سے جہر و شدۃ کی وجہ سے ہوتا اور ہاء میں امتیاز ہمزہ سے ہمس و رخوہ کی وجہ سے ہوتا ہے فافہم

۲۴ چوبیسواں سبق

حروف مُتشابہُ الصَّوت کا بیان

حروفِ تہجّی میں جن حرفوں کی آوازیں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں ان کو حروف متشابہ الصوت کہتے ہیں۔ حروف مُتبایِنُ الصَّوت (یعنی الگ الگ آوازوں والے حروف) کی طرح حروف متشابہ الصوت کو بھی صحیح ادا کرنا فرض ہے (اور) حروف مُتشابِہُ الصَّوت اٹھارہ[۱۸] مشہور ہیں۔ جو چھ[۶] شقوں میں ہیں۔ اس طرح کہ چار[۴] شقوں میں دو[۲] دو[۲] حرف ہیں اور دو[۲] شقوں میں چار چار حروف ہیں (تفصیل حسبِ ذیل ہے)

① ت ط :۔ میں استفال یا استعلاء ممیّز ہے۔

② ث س :۔ میں صفتِ صفیر ممیّز ہے۔
ث ش :۔ میں صفتِ تفشی ممیّز ہے۔
ث ص :۔ میں استعلاء و صفیر ممیّز ہے۔
س ش :۔ میں صفیر و تفشی ممیّز ہے۔
س ص :۔ میں صفتِ استعلاء ممیّز ہے۔
ش ص :۔ میں تفشی یا استعلاء ممیّز ہے۔

③ ح ہ :۔ میں صرف مخرج سے امتیاز ہے۔

④ ذ ز :۔ میں صفتِ صفیر ممیّز ہے۔
ذ ض :۔ میں صفتِ استعلاء ممیّز ہے۔
ذ ظ :۔ میں صفتِ استعلاء ممیّز ہے۔
ز ض :۔ میں صفیر یا استعلاء ممیّز ہے۔
ز ظ :۔ میں صفیر یا استعلاء ممیّز ہے۔
ض ظ :۔ میں صفت استطالت ممیّز ہے۔

⑤ ع ء :۔ میں توسّط یا شدّت ممیّز ہے۔

⑥ ق ک :۔ میں استعلاء یا استفال ممیّز ہے۔

اَسْئِلَة

① تجوید کا دوسرا جز کیا ہے؟
② صفات کو تجوید سے کیا تعلق ہے؟
③ صفت کے معنیٰ اور قسمیں بیان کریں؟
④ صفتِ لازمہ کے معنیٰ، قسمیں اور تعداد بتائیں؟
⑤ صفتِ متضادہ و منفردہ کے معنیٰ و نام بتائیے؟
⑥ ہمس و جہر اور شدّہ و رخوۃ میں کیا فرق ہے؟
⑦ صفت توسّط متضادہ ہے یا غیر متضادہ؟
⑧ راء میں تکریر یا تکرار ادا کرنا کیسا ہے؟
⑨ ہر حرف کی تمام صفات لازمہ بیان کریے؟
⑩ سب سے زیادہ صفات کس حرف میں ہیں؟
⑪ جیم اور دال میں صفات کے لحاظ سے کیا فرق ہے؟
⑫ تمایز بالحرکة والے حروف بیان کیجئے؟

سمہ یعنی تاء کو طاء سے ممتاز کرنے والی استفال ہے اور طاء کو تاء سے ممتاز کرنے والی استعلاء ہے ۱۲ منہ

خلاصہ (٢)

صفاتِ حروف صفت کے معنی "حرف ادا ہونے کی کیفیت" ● صفت کی دو قسمیں ہیں لازمہ اور عارضہ ● لازمہ: یعنی وہ صفت جو حرف سے کبھی جدا نہ ہو ● عارضہ: یعنی وہ صفت جو کسی وجہ سے پیدا ہو

صفاتِ لازمہ صفات لازمہ کی دو قسمیں ہیں متضادہ اور منفردہ ● متضادہ: یعنی وہ صفت جس کی ضد ہو ● منفردہ: یعنی وہ صفت جس کی ضد نہ ہو ● صفاتِ متضادہ دس ہیں جن کے پانچ جوڑے ہیں ● صفاتِ منفردہ آٹھ ہیں اور اکیلی اکیلی ہیں۔

صفاتِ متضادہ

نمبر	صفت	تعریف	حروف
١	ہمس	آواز پست ہونا	فَحَثَّہٗ شَخْصٌ سَکَتْ
٢	جہر	آواز قوی ہونا	مہموسہ کے علاوہ سب مجہورہ
٣	شدت	آواز سخت ہونا	اَجِدُ قَطٍ بَکَتْ
٤	رخوت	آواز نرم ہونا	شدیدہ و متوسطہ کے علاوہ
●	توسط	آواز کچھ نرم ہونا	لِنْ عُمَرْ
٥	استعلاء	جڑ زبان اوپر چڑھنا	خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ
٦	استفال	جڑ زبان نیچے رہنا	مستعلیہ کے علاوہ مستفلہ
٧	اطباق	بیچ زبان اوپر چڑھنا	ص ض ط ظ
٨	انفتاح	بیچ زبان نیچے رہنا	مطبقہ کے علاوہ منفتحہ
٩	اذلاق	آواز میں سرعت ہونا	فَرَّ مِنْ لُبِّ
١٠	اصمات	آواز میں جماؤ ہونا	مذلقہ کے علاوہ مصمتہ

صفاتِ منفردہ

نمبر	صفت	تعریف	حروف	نام
١	قلقلہ	آواز میں جنبش ہونا	قُطْبُ جَدٍّ	مقلقلہ
٢	صفیر	آواز میں تیزی ہونا (مثل سیٹی کے)	زَسَصَ	صفیریہ
٣	لین	آواز خوب نرم ہونا	وَیْ	لینیہ
٤	تفشی	آواز مخرج میں پھیلنا	ش	متفشیہ
٥	تکریر	زبان میں کچھ رعشہ ہونا (تکرار ممنوع ہے)	ر	مکررہ
٦	انحراف	آواز کا اپنے مخرج سے دوسرے مخرج کی طرف پھرنا	لَرُ	منحرفہ
٧	استطالت	مخرج میں آواز دراز ہونا	ض	مستطیلہ
٨	غنہ	آواز خیشوم میں جانا	مَنْ	غنویہ

صفاتِ قویہ و ضعیفہ صفاتِ لازمہ میں گیارہ قوی، چھ ضعیف اور ایک متوسط ہے الخ

اقسامِ حروف باعتبارِ قوت و ضعف حرف کی پانچ قسمیں ہیں۔ اقوی۔ قوی۔ متوسط۔ ضعیف۔ اضعف الخ

تمایز بین الحروف تمایز بین الحروف کی چار صورتیں ہیں الخ ● تمایز بالصفت کے حروف آٹھ شقوں میں اکیس ہیں الخ

حروف مشتبہ الصوت ایک دوسرے کے مشابہ حروف چھ شقوں میں اٹھارہ ہیں تفصیل یہ ہے الخ

تنبیہ:۔ یہاں یا آئندہ جہاں بھی "الخ" لکھا ہو اس عبارت کی تکمیل و تفصیل طلباء خود کریں۔

۲۵ پچیسواں سبق

تنبیہات حروف کا بیان

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مخارج اور صفاتِ لازمہ کے بیان کے بعد ادائے حروف سے متعلق ان غلطیوں سے آگاہ کر دیا جائے جو وقتاً فوقتاً سننے میں آئیں۔ خصوصاً چار غلطیاں۔

① تار اور کاف میں صفت ہمس ادا کرنے میں مبالغہ کرنا۔

② ضاد کو عین ظار یا دال کے مشابہ ادا کرنا۔

③ لام، میم، نون کے سکون میں آواز ہلا دینا۔

④ ہمزۂ متحرکہ کو نرم ادا کرنا۔

ا :- اس کی ادائیگی میں مقدارِ کشش دو حرکات سے کم یا زیادہ نہ ہو اور وقف کی حالت میں آخر میں ہمزہ پیدا نہ ہو کہ یہ لحن جلی ہے۔

ب :- صفت جہر و شدت کا خیال رہے تاکہ پ فارسی کے مشابہ نہ ہو جائے۔

ت :- اس کی نرمی میں مبالغہ نہ کیا جائے اور زبان دانتوں کے درمیان نہ آنے پائے۔

ح :- گلا بھینچے نہیں بلکہ وسط حلق سے لطیف ادا ہو ● خ :- صفت استعلار کا خیال رکھا جائے۔

د :- یہ تار کے مشابہ نہ ہو جائے۔ ● ذ :- تار والی دونوں باتوں کا خیال رہے۔

ر :- تکرار پیدا نہ ہونے پائے۔ ● ز :- سین کی آمیزش پیدا نہ ہو

ش :- آواز اوپر نہ چڑھے ورنہ پُر ہو جائے گی ● ص :- استعلار کے ساتھ صفیر کا بھی خیال رہے۔

ض :- مخرج اور صفت رخوۃ اور استطالۃ کا خیال ہے ● ط :- صفت اطباق کا پورا خیال رکھا جائے

ظ :- دال مفخم کی بو نہ آنے پائے۔ ● غ :- خار والی بات کا لحاظ رکھا جائے۔

غ :- استعلار کا پورا خیال رکھا جائے۔

ف :- مخرج کا پورا خیال رکھا جائے تاکہ ہندی لفظ پھ کے مشابہ نہ ہو جائے۔

ق :- استعلار کا پورا خیال رکھا جائے۔ ● و :- حلقۂ شفتین کا خیال رکھا جائے اور مدہ ہونے کی حالت میں الف والی دونوں باتوں کا خیال رکھا جائے۔

ہ :- نہایت نرمی سے ادا کیا جائے۔ ● ی :- اس کی ادائیگی میں جیم کی بو پیدا نہ ہو اور مدہ ہونے کی حالت میں الف اور واؤ مدہ والی دونوں باتوں کا خیال رکھا جائے۔

خوش خبری

اللہ تعالیٰ کے فضل سے علم تجوید کا دوسرا جزء پورا ہوگیا۔ اور یہاں کتاب تقریباً تہائی ہورہی ہے علم تجوید میں صفاتِ لازمہ اور صفاتِ لازمہ میں "صفاتِ ممیزہ" کا بیان مشکل مانا جاتا ہے لیکن بندہ نے اپنی بساط کے موافق اس بات کی کوشش کی ہے کہ آسان کرکے پیش کیا جائے تاکہ طلباء عزیز ان اسباق کو بھی آسانی سے سمجھ سکیں لیکن یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ حرفوں کی صحیح ادائیگی پر قدرت صرف کتاب کے دیکھ لینے یا پڑھ لینے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ استاذ مشاق سے سننے اور اس کے مطابق ادا کرنے کی مشق کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ البتہ کتابوں سے علم ضرور حاصل ہوتا ہے اور اس سے بڑی مدد ملتی ہے لہٰذا کتاب کے ساتھ ساتھ مشق و تمرین پر بھی خاص توجہ اور محنت کی ضرورت ہے بہت سے طلبہ جو مسائل تجوید کو یاد کرنے کے باوجود قرآن کریم کو صحیح نہیں پڑھ پاتے اسکی وجہ یہی ہے کہ انھوں نے مشق پر محنت نہیں کی۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشیں کرلینا چاہیے کہ کلام اللہ شریف کی تعلیم دوسرے علوم وفنون کی طرح نہیں بلکہ اس کے پڑھنے پڑھانے پر اللہ رب العزۃ کی بارگاہِ عالی سے ہر حرف کے بدلہ دس نیکیاں عطا فرمائی جاتی ہیں (جیسا کہ مقدمہ کے مضمون نمبر ۱۵ میں گذر چکا ہے۔)

نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو محبوب رکھتا ہے جو قرآن کو اسی طرح پڑھے جیسا کہ وہ نازل ہوا ہے (یعنی تجوید سے) کیا صفتِ محبوبیت کے برابر کوئی وصف دنیا میں ہوسکتا ہے؟ غور کیجئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید کے صحیح پڑھنے پر کس قدر اونچا پروانۂ رضا ارشاد فرمایا ہے کہ مر مٹنے کے قابل ہے لہٰذا دل وجان سے محنت کریئے۔

حضرت ربِ کریم جلّ شانہٗ ہم سب کی محنتوں کو قبول فرمائے اور آخر دم تک اپنے پاک کلام سے علماً۔ عملاً۔ خدمتاً اشتغال نصیب فرمائے۔ آمین

نظم[ع]

کر مجھے علم وعمل سے اے خدا آراستہ	بابِ تجوید وقرأت کا کر کشادہ راستہ
کر معطر روح کو تو علمِ قرآن سے مری	اور منور چشم کر رکھ روئے فرقان سے مری
دور کر مجھ سے غمِ موت وحیاتِ مستعار	زندہ کر ذکر وتلاوت سے مجھے پروردگار
اے مرے اللہ رکھ ہر وقت ہر لیل ونہار	عشق میں قرآن کے بے صبر بے تاب و قرار

کر عنایت مجھ کو توفیقِ جہد اے ذو منن
تاکہ ہو تعلیم میری تیری رحمت سے حسن (آمین)

[ع] مستفاد از اشعار شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ ۱۲ منہ

۲۶ چھبیسواں سبق

صفاتِ عارضہ کا تمہیدی بیان

تجوید کا تیسرا جزء" صفاتِ عارضہ" ہیں۔ صفاتِ عارضہ ادا کے لحاظ سے "تجوید" میں داخل ہیں **البتہ** یہ فرق ہے کہ مخارج اور صفاتِ لازمہ میں ادائیگی کے لحاظ سے قراء کا کوئی اختلاف نہیں۔ **لیکن** صفاتِ عارضہ میں قراءتوں کا اختلاف بھی ہے **مثلاً** اَلصَّلٰوۃَ کا دوسرا لام روایتِ ورشؒ میں پُر ہے اور باقی قراءتوں میں باریک ہے **اور** مِنْ خَوْفٍ کے نون ساکن میں قراءۃ ابو جعفرؒ میں اخفاء ہے اور باقی قراءتوں میں اظہار ہے **پس** جو صفتِ عارضہ جس روایت میں ثابت ہے اُس کا ادا کرنا اُس روایت میں ضروری ہے ورنہ وہ روایت ناقص رہے گی **نیز** بغیر ثبوت کے صفتِ عارضہ ادا کرنا جائز نہیں اگرچہ سبب پایا جاتا ہو۔ واضح ہو کہ اس کتاب میں روایتِ حفصؒ کے موافق صفاتِ عارضہ اور ان کے قواعد بیان کئے جائیں گے۔

صفاتِ لازمہ اور عارضہ میں چار فرق ہیں۔

① صفتِ لازمہ حرف میں ہمیشہ پائی جاتی ہے اور صفتِ عارضہ کبھی پائی جاتی ہے، کبھی نہیں۔

② صفتِ لازمہ بغیر سبب کے پائی جاتی ہے اور صفتِ عارضہ کسی سبب کی وجہ سے۔

③ صفتِ لازمہ کی غلطی لحنِ جلی ہے اور صفتِ عارضہ کی غلطی لحنِ خفی۔

④ صفتِ لازمہ میں ادا کوئی اختلاف نہیں اور صفتِ عارضہ میں اختلاف بھی ہے۔

صفاتِ عارضہ کے متعلق اوّلاً چار باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ معنٰی، قسمیں، تعداد اور اُن کے نام

صفتِ عارضہ کے معنٰی وہ صفت جو حرف میں کبھی اور کسی وجہ سے پائی جائے (اور اُس کے ادا نہ ہونے سے حرف کی خوبصورتی ختم ہو جائے) جیسے لفظ "اللّٰہُ" کے لام کو ماقبل زبر یا پیش ہونے کی حالت میں پُر پڑھنا

مخارج اور صفاتِ لازمہ کی طرح صفاتِ عارضہ بھی سترہ ہیں جن کی اوّلاً تین قسمیں ہیں۔

❶ عَارِضٌ بِالصِّفَتِ: یعنی کسی صفتِ لازمہ کی وجہ سے پیش آنے والی صفت۔ اور یہ دو ہیں تفخیم و ترقیق

❷ عَارِضٌ بِالْحَرْفِ: یعنی کسی حرف کے ملنے کی وجہ سے پیش آنے والی صفت۔ اور یہ چودہ ہیں۔ مد۔ ادغام اخفاء۔ اقلاب۔ غنہ۔ صلہ۔ تسہیل۔ ابدال۔ امالہ۔ اشمام۔ روم۔ سکتہ۔ حرکت۔ اور صورتِ نقل۔

❸ عَارِضٌ بِالْوَقْفِ: یعنی وقف کی وجہ سے پیش آنیوالی صفت۔ اور یہ چار ہیں۔ اسکان۔ اشمام۔ روم۔ ابدال

فائدہ: صفتِ عارضہ کو صفتِ مُحَسِّنَۃ، مُزَیِّنَۃ، مُحَلِّیَۃ بھی کہتے ہیں لہٰذا چار نام ہو گئے

تنبیہ: واضح ہو کہ "اظہار" صفتِ اصلی ہے، عارضی نہیں۔

۲۷ ستائیسواں سبق

صفتِ تفخیم وغیرہ کا بیان

تفخیم کے متعلق بھی چار باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ معنی۔ قسمیں۔ حروف۔ قواعد۔
تفخیم کے معنی تلفظ میں حرف کو "موٹا کرنا" (کہ آواز سے منہ بھر جائے) (اور) ترقیق کے معنی تلفظ میں حرف کو "باریک کرنا" (کہ آواز سے منہ بالکل نہ بھرے) تفخیم کی دو قسمیں ہیں دائمی اور عارضی
حروف مستعلیہ کی تفخیم دائمی ہوتی ہے (اور) حروف شبہ مستعلیہ (یعنی پُر ہونے میں حروف مستعلیہ کے مشابہ حروف) کی تفخیم عارضی ہوتی ہے (اور) حروف شبہ مستعلیہ تین ہیں جو "لاد" میں جمع ہیں۔

قاعدہ: الف سے پہلے پُر حرف ہو تو پُر ورنہ باریک پڑھیں گے جیسے قَالَا۔

قاعدہ: لفظ "اَللّٰہ" کے لام سے پہلے زبر یا پیش ہو تو دونوں لام پُر ورنہ باریک پڑھے جائیں گے جیسے اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ عَبْدُ اللّٰہِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ۔

فائدہ: لفظ "اَللّٰھُمَّ" کا بھی یہی قاعدہ ہے چنانچہ قَالُوا اللّٰھُمَّ میں تغلیظ یعنی تفخیم ہوگی اور قُلِ اللّٰھُمَّ میں ترقیق۔

تنبیہ: لفظ اَللّٰہُ اور اَللّٰھُمَّ کے علاوہ سب لام باریک پڑھے جائیں گے جیسے وَلِیّ

قاعدہ: را بارہ حالتوں میں پُر ہوتی ہے (اور ان کے علاوہ باریک)۔

- را پر زبر یا پیش ہو جیسے رَبِّ۔ رُبَمَا۔ بَرًّا۔ اَلْبِرُّ
- را ساکن سے پہلے زبر یا پیش ہو جیسے اَرْسَلَ۔ اُرْسِلَ
- وقف والی را ساکن سے پہلے زبر یا پیش ہو جیسے اَدْبَرَ۝ الدُّبُرَ۝
- (۷) پیش والی را پر روم کے ساتھ وقف ہو جیسے ھُوَ الْاَبْتَرُ۝
- وقف والی را ساکن سے پہلے یا را ساکن کے علاوہ کوئی حرف ساکن ہو اور اس سے پہلے (یعنی را کے تیسرے حرف پر) زبر یا پیش ہو جیسے یَسْرٌ۝ اَلْعُسْرُ۝
- را ساکن سے پہلے زیر عارضی ہو یا دوسرے کلمہ میں ہو جیسے اِرْجِعْ۔ رَبِّ ارْجِعُوْنَ
- (۱) را ساکن کے بعد اسی کلمہ میں حرف مستعلیہ ہو جیسے فِرْقَۃٍ (مگر) فِرْقٍ (شعراء ۶۳) میں خُلف ہے (یعنی ترقیق بھی جائز ہے)

فائدہ: زیر کا عارضی اور کلمہ کا ایک یا دو ہونا مبتدیوں کو معلوم نہیں ہوتا اس لئے آخری تینوں

صورتوں کے تمام کلمات اِنْ شاء اللہ تعالیٰ ابھی ایک نقشہ میں لکھے جائیں گے۔

فائدہ: لفظ مِصْرَ اور اَلْقِطْرِ میں بحالتِ وقف تفخیم اور ترقیق دونوں جائز ہیں لیکن اول میں تفخیم اور ثانی میں ترقیق بہتر ہے اور یہی جمہور قرّاء کا مذہب ہے۔

فائدہ: بعض قراء نے ذیل کے کلمات میں بحالتِ وقف راء میں ترقیق کو بہتر کہا ہے لیکن زیادہ عمل تفخیم پر ہے
① فَاَسْرِ (سورۂ ہود۔ حجر۔ دخان) ② اَنْ اَسْرِ (طٰہٰ۔ شعراء)
③ اَلْجَوَارِ (سورۂ شوریٰ۔ رحمٰن۔ کوّرت) ④ وَنُذُرِ (قمر) ⑤ یَسْرِ (فجر)

فائدہ: حرفوں کی تفخیم میں مراتب ہیں جن کی ترتیب کا مجموعہ "لَطْ صَضَظ قَغْ خَرّ" ہے (چنانچہ) سب سے زیادہ پُر لفظ "اَللّٰہ" کا لام ہے اس سے کچھ کم طاء پھر صاد پھر ضاد پھر ظاء پھر قاف پھر غین پھر خاء پھر راء (اور) الف اپنے ماقبل کی تفخیم کے لحاظ سے پُر ہوتا ہے (چنانچہ) اَللّٰہ کے الف میں اعلیٰ درجہ کی تفخیم ہوگی (اور) راء مفخمہ کے بعد والے الف میں سب سے ادنیٰ درجہ کی تفخیم ہوگی۔

فائدہ: پُر حرف کا فتحہ پُر ہوتا ہے (اور) باریک حرف کا فتحہ باریک ہوتا ہے (باقی) کسرہ اور ضمہ ہمیشہ باریک پڑھے جاتے ہیں

تنبیہ: حرف مفخم کی تفخیم میں مبالغہ کرنا (جس سے واؤ کی آمیزش ہو جائے) یا حرف مرقق کی ترقیق میں مبالغہ کرنا (جس سے امالہ صغریٰ جیسی کیفیت ہو جائے) غلط ہے

کلمات مخصوص صراء ساکنہ

نمبر شمار	کلمات	نام سورۃ	نمبر آیت	نمبر شمار	کلمات	نام سورۃ	نمبر آیت	نمبر شمار	کلمات	نام سورۃ	نمبر آیت
١	اِنِ ارْتَبْتُمْ	مائدہ	١٠٦	٧	لِمَنِ ارْتَضٰی	انبیاء		١٣	اِنِ ارْتَبْتُمْ	طلاق	
٢	قِرْطَاسٍ	انعام	٧	٨	رَبِّ ارْجِعُوْنِ	مومنون		١٤	مَنِ ارْتَضٰی	جن	
٣	وَاِرْصَادًا	توبہ		٩	اَمِ ارْتَابُوْا	نور		١٥	مِرْصَادًا	نبا	
٤	فِرْقَةٍ	توبہ		١٠	الَّذِی ارْتَضٰی	نور		١٦	لَبِالْمِرْصَادِ	فجر	
٥	اِرْجِعُوْا	یوسف		١١	اِرْجِعْ	نمل		١٧	اِرْجِعِیْ	فجر	
٦	رَبِّ ارْحَمْهُمَا	بنی اسرائیل		١٢	عَذَابٍ ارْكُضْ	ص		١٨	اِرْكَبْ مَّعَنَا وغیرہ	ہود	

اَسْئِلَة

① تجوید کا تیسرا جزء کیا ہے؟ ② صفت عارضہ کا ادا کرنا کیسا ہے؟
③ صفت لازمہ اور عارضہ میں چوتھا فرق کیا ہے؟ ④ صفت عارضہ کے معنی قسمیں اور تعداد بتائیں۔
⑤ صفاتِ عارضہ کے سب نام جن کی تعداد سترہ ہے بالترتیب بیان کریئے؟
⑥ وہ کون سی صفات عارضہ ہیں جن کے نام کرر آئے ہیں ⑦ اظہار صفتِ عارضہ کی کون سی قسم ہے؟

۲۸ اٹھائیسواں سبق

صفت مد کا بیان

مد کے متعلق اوّل چار باتیں جاننا ضروری ہے معنیٰ۔ قسمیں۔ تعداد اور مراتب

مد کے معنیٰ:۔ مد والے حرف علت کی آواز کو روایت کے موافق "زیادہ کرنا"۔

مد کی ابتداءً دو قسمیں ہیں۔ اصلی اور فرعی

● **مد اصلی**:۔ حرف مد کے بعد ہمزہ یا سکون نہ ہو تو مد اصلی کہتے ہیں جیسے اُوْتِيْنَا۔

مد اصلی کی مقدار کشش ایک الف کے بقدر ہے جس میں کمی کرنا حرام ہے (اور) الف کی مقدار دو حرکتوں کے بقدر ہے جیسے قَالَ اور قَالَا (اور) مد اصلی کو مد ذاتی۔ مد طبعی اور مد طبیعی بھی کہتے ہیں

فائدہ:۔ حرف مد کو شرطِ مد، محل مد اور ہمزہ و سکون کو سببِ مد کہتے ہیں۔

● **مد فرعی**:۔ حرفِ مد کے بعد ہمزہ یا سکون اور حرف لین کے بعد سکون ہو تو مد فرعی ہوگا (اور) مد فرعی کو مد عرضی۔ مد سببی اور مد زائد بھی کہتے ہیں (اور) مد فرعی کی چھ قسمیں ہیں جو بالترتیب یہ ہیں۔

(۱) **مد لازم**:۔ جس کو مد عدل اور مد تحجز بھی کہتے ہیں۔ (۲) **مد متصل**:۔ جس کو مد تمکین اور مد وصل بھی کہتے ہیں

(۳) **مد عارض**:۔ جس کو مد وقفی اور مد جائز بھی کہتے ہیں۔ (۴) **مد منفصل**:۔ جس کو مد تسبط اور مد فصل بھی کہتے ہیں

(۵) **مد لین لازم**:۔ جس کو مد لین لازم حرفی بھی کہتے ہیں (۶) **مد لین عارض**:۔ جس کو مد لین وقفی بھی کہتے ہیں۔

(پس) سب سے قوی مد لازم ہے اس کے بعد مد متصل پھر عارض پھر منفصل پھر لین لازم پھر لین عارض

فائدہ:۔ مد لازم کی چار قسمیں ہیں کلمی مثقل (۱) کلمی مخفف (۲) حرفی مثقل (۳) حرفی مخفف (۴) (اور) مد متصل اور مد لازم پر اگر وقف کیا جائے تو ان دونوں کے نام میں اور مد متصل کی مقدار میں بھی کچھ فرق ہو جاتا ہے اس لئے دو قسمیں یعنی "مد متصل وقفی" اور "مد لازم وقفی" شامل ہو کر مدوں کی کل تعداد گیارہ ہو گئی۔

فائدہ:۔ الف کی مقدار معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ قراءۃ کی رفتار کے تناسب سے کھلی انگلی بند کر لی جائے یا بند انگلی کھول لی جائے لیکن یہ صرف ایک اندازہ ہے۔ اصلی معیار استاذِ مشاق سے سن کر حاصل ہو سکتا ہے

تنبیہ:۔ مد صرف حرفِ مد یا حرفِ لین میں ہوتا ہے لہٰذا ان کے علاوہ اگر کسی اور حرف کی آواز کو زیادہ کیا جائے یعنی کھینچا جائے تو اس کو مد نہیں کہیں گے۔

ف یعنی نصف الف تو ما قبل کی حرکت کی مقدار اور نصف الف، حرف مد کی مقدار، اسی طرح مد فرعی میں ایک الف کے بقدر آواز کی درازی مد اصلی کی اور باقی مقدار مدِ فرعی کی ہوتی ہے ۱۲ منہ

٢٩ انتیسواں سبق

اقسام مد کا تفصیلی بیان

ہر مدِ فرعی کے متعلق چار باتیں جاننا ضروری ہے۔ نام، تعریف، مقدار اور حکم۔ مدِ فرعی کی قسمیں اور ان کی تفصیلات یہ ہیں۔

(١) حرفِ مد کے بعد ہمزہ اُسی کلمہ میں ہو مد متصل ہوگا جیسے نَشَآءُ۔ سُوٓءَ۔ وَجِآئَ۔

فائدہ: مد متصل کا ادا کرنا واجب ہے اور کسی روایت میں بھی اس کا ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

(٢) حرفِ مد کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو تو مد منفصل ہوگا جیسے اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ۔ صُرَّۃٍ اَوْ۔ وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ۔

فائدہ: مدِ منفصل کا ادا کرنا عربیت کے لحاظ سے تو صرف جائز ہے لیکن قرأت کے لحاظ سے بعض روایتوں میں اس کا ادا کرنا ضروری ہے۔ مثلاً روایت حفصؒ میں بطریق شاطبیؒ۔

فائدہ: مد متصل اور مد منفصل کی مقدار توسط ہے اور توسط کی مقدار تین یا چار الف ہے۔

(٣) حرفِ مد کے بعد کلمہ میں تشدید ہو تو مد لازم کلمی مثقل ہوگا جیسے ضَآلًّا

(٤) حرفِ مد کے بعد کلمہ میں (صرف) سکون لازمی ہو تو مد لازم کلمی مخفف ہوگا اور مد لازم کلمی مخفف صرف لفظ آٰلْـٰٔنَ میں پایا جاتا ہے (جو سورہ یونس آیۃ ٥١ اور ٩١ میں دو جگہ ہے)

فائدہ: سکونِ لازمی اس سکون کو کہتے ہیں جو وقف اور وصل دونوں حالتوں میں باقی رہے۔

(٥) حرفِ مقطع کے تلفظ میں حرفِ مد کے بعد تشدید ہو تو مد لازم حرفی مثقل ہوگا جیسے طٰسٓمّٓ (طَا سِیْنْ مِّیْمْ) میں سین کی یا پر۔

فائدہ: حرف مقطع اس حرف کو کہتے ہیں جو اپنے نام کے ساتھ پڑھا جائے جیسے صٓ قٓ اور حروف مقطعات کا بیان اگلے سبق میں آرہا ہے۔

(٦) حرفِ مقطعہ میں حرفِ مد کے بعد صرف سکون ہو تو مد لازم حرفی مخفف ہوگا جیسے طٰسٓ میں سین کی یا پر۔

فائدہ: مد لازم کو ادا کرنا ضروری ہے۔ اس کا بھی قصر کسی روایت میں جائز نہیں۔ مد لازم کی چاروں قسموں کی مقدار "طُول" ہے اور طُول کی مقدار تین یا پانچ الف ہے۔

⑦ حرفِ مد کے بعد سکون عارضی ہو (یعنی ایسا سکون جو وقف کی وجہ سے ہو) تو مد عارض ہوگا جیسے لِلّٰہِ ○ مَیِّتُوْنَ ○ وَاِسْمٰعِیْلُ ط

فائدہ:۔ مد عارض کی مقدار طولؔ، توسّطؔ، قصر تینوں ہیں مگر طول افضل ہے پھر توسط پھر قصر (اور) طول کی مقدار تین۳ یا پانچ۵ الف۔ توسط کی مقدار دو۲ یا تین الف (اور) قصر کی مقدار صرف ایک الف کے برابر ہے۔

تنبیہ:۔ طول، توسط، قصر تینوں کو وجوہِ مد کہتے ہیں (اور) کیفیتِ مد صرف دو۲ ہیں طول اور توسط

⑧ حرفِ مد کے بعد ہمزہ اور سکون عارضی دونوں جمع ہوں تو مد متصل وقفی ہوگا جیسے فِی السَّمَآءِ ○ قُرُوْٓءٍ ط اَلْمُسِیْٓءُ ط

فائدہ:۔ مد متصل وقفی میں "طول" بھی جائز ہے لیکن مد عارض کا "توسط" بہتر نہیں اور قصر جائز نہیں۔

⑨ حرفِ مد کے بعد سکون لازمی اور سکون عارضی دونوں جمع ہوں تو مد لازم وقفی ہوگا جیسے صَوَآفَّ ج

فائدہ:۔ مد لازم وقفی میں مد عارض کی نیت سے بھی طول کرنا جائز ہے لیکن بہتر نہیں باقی توسط اور قصر جائز نہیں۔

⑩ حرف لین کے بعد سکون لازمی آئے تو مدلین لازم ہوگا (اور) مدلینِ لازم قرآن شریف میں صرف دو۲ جگہ ہے پہلا عٓینِ مریم میں دوسرا عٓینِ شوریٰ میں (جیسا کہ رسالہ "قواعد المبتدی" میں گزر چکا ہے)

⑪ حرف لین کے بعد سکون عارضی آئے تو مدلین عارضی ہوگا جیسے خَوْفٍ ○ قُرَیْشٍ ○

فائدہ:۔ مدلین لازم میں طول افضل ہے پھر توسط پھر قصر (اور) مدلین عارض میں قصر افضل ہے پھر توسط پھر طول (نیز) مدلین عارض کا قصر ایک حرکت کی ادا کے برابر توسط ایک الف یا ڈیڑھ الف کے بقدر، اور طول ڈیڑھ الف یا ڈھائی الف کے بقدر ہوگا۔

تنبیہ:۔ قراۃ میں کسی بھی مد کی سب مقداروں کا ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ کسی ایک کا اختیار کر لینا کافی ہے۔

تنبیہ:۔ مد کی مقداروں میں سے جس مقدار کو چاہیں پڑھ سکتے ہیں لیکن تین باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

● ایک نشست کی قراۃ میں جس مد کی جو مقدار پہلی جگہ اختیار کی جائے آخر قراۃ تک

وہی رکھی جائے (جیسے مد متصل میں پہلی جگہ اگر چار الف کا مد توسط کیا ہے تو آخر تک ہر مد متصل میں چار الفی ہی مد کرتا رہے۔ کہیں چار الف مد کرنا اور کہیں تین الف مد کرنا معیوب ہے) (البتہ) مد عارض میں تعلیم و تعلم کے وقت افادہ واستفادہ کی غرض سے کہیں طول، کہیں توسط اور کہیں قصر کرنا جائز ہے (لیکن مد لازم، متصل، منفصل میں فرق کرنا جائز نہیں)۔

- اگر ایک طرح کے کئی مد جمع ہوں تو سب کو برابر ادا کرنا چاہئے جیسے وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ اور سورۃ فاتحہ کے مدود عارض اور سورۃ کافرون کے ساتوں مدود منفصل
- اگر دو یا کئی قسم کے مد جمع ہوں تو ضعیف مد کی مقدار قوی مد سے زیادہ نہ ہونا چاہئے جیسے لَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ ط
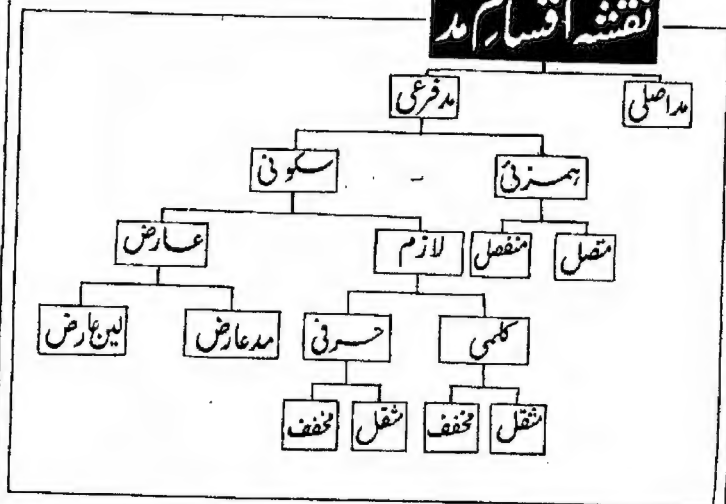
؎ مد متصل اور مد منفصل کے توسط کی ایک مقدار ساڑھے تین الف بھی ہے۔ پس دونوں مدوں کی کل مقداریں تین ہو گئیں (۱) تین الف (۲) ساڑھے تین الف (۳) چار الف (کذا فی الکمال والجواہر)

یہ مقداریں مد اصلی سمیت ہیں ورنہ دو الف/ڈھائی الف/تین الف کہیں گے ۱۲ منہ

۳۰ تیسواں سبق

حروف مقطعات کا بیان

حروف مقطعات کے متعلق چار باتیں جاننا ضروری ہیں۔ معنیٰ[۱] ۔ قسمیں[۲] ۔ تعداد[۳] ۔ مواقع[۴]

حروف مقطعات یعنی وہ حروف جو بعض سورتوں کے شروع میں الگ الگ اپنے ناموں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں الٓمّٓ ۔ الٓمّٓصٓ ۔ الٓر ۔ الٓمّٓر ۔ کٓھٰیٰعٓصٓ ۔ طٰہٰ ۔ طٰسٓمّٓ ۔ طٰسٓ ۔ یٰسٓ ۔ صٓ ۔ حٰمٓ ۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ ۔ قٓ ۔ نٓ ۔ جن میں چودہ[۱۴] حروف آئے ہیں الف[۱] ۔ حا[۲] ۔ را[۳] ۔ سین[۴] صاد[۵] ۔ طا[۶] ۔ عین[۷] ۔ قاف[۸] ۔ کاف[۹] ۔ لام[۱۰] ۔ میم[۱۱] ۔ نون[۱۲] ۔ ھا[۱۳] ۔ یا[۱۴] جن کا مجموعہ "طُرُقٌ سَمْعُكَ النَّصِيحَةَ" ہے۔

حروف مقطعات جن سورتوں کے شروع میں آئے ہیں وہ انتیس[۲۹] ہیں جن کے نام یہ ہیں بقرہ[۱] آل عمران[۲] ۔ اعراف[۳] ۔ یونس[۴] ۔ ہود[۵] ۔ یوسف[۶] ۔ رعد[۷] ۔ ابراہیم[۸] ۔ حجر[۹] ۔ مریم[۱۰] ۔ طٰہٰ[۱۱] ۔ شعراء[۱۲] ۔ نمل[۱۳] ۔ قصص[۱۴] ۔ عنکبوت[۱۵] ۔ روم[۱۶] ۔ لقمٰن[۱۷] ۔ سجدہ[۱۸] ۔ یٰس[۱۹] ۔ صٓ[۲۰] ۔ مومن[۲۱] ۔ فصلت[۲۲] ۔ شوریٰ[۲۳] ۔ زخرف[۲۴] ۔ دخان[۲۵] ۔ جاثیہ[۲۶] ۔ احقاف[۲۷] ۔ قٓ[۲۸] ۔ نٓ[۲۹]

حروف مقطعات کی چار[۴] قسمیں ہیں۔

1. سہ حرفی یعنی جس کے نام میں تین حرف ہوں اور بیچ والا حرفِ مدہو۔ ایسے حروف سات ہیں نَقَصَ عَسَلُكُمْ میں جمع ہیں۔
2. سہ حرفی ہو اور بیچ والا حرف لین ہو۔ یہ صرف عین ہے۔
3. سہ حرفی ہو اور بیچ والا حرف نہ مدہ ہو اور نہ لین ہو۔ یہ صرف الف ہے۔
4. دو حرفی ہو۔ ایسے حروف پانچ ہیں جو "طُهْرٌ حَيٌّ" میں جمع ہے۔

(اور) حروف مقطعات کی تعداد کے اعتبار سے ان کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) اُحَادِی: یعنی صرف ایک حرف ہو۔ یہ تین ہیں۔ صٓ ۔ قٓ ۔ نٓ ۔
(۲) ثنائی: یعنی دو[۲] حرف ہوں۔ یہ چار ہیں۔ طٰہٰ ۔ طٰسٓ ۔ یٰسٓ ۔ حٰمٓ ۔
(۳) ثلاثی: یعنی تین حرف والا۔ یہ بھی تین ہیں۔ الٓمّٓ ۔ الٓر ۔ طٰسٓمّٓ
(۴) رباعی: یعنی چار حرف والا۔ یہ دو ہیں۔ الٓمّٓصٓ ۔ الٓمّٓر
(۵) خماسی: یعنی پانچ حرف والا۔ یہ بھی دو ہیں۔ کٓھٰیٰعٓصٓ ۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ ۔

فائدہ زائدہ: حروف مقطعات کو حروف نورانی بھی کہتے ہیں۔ بعض بزرگوں نے ان کی بہت سی خاصیتیں اور فائدے لکھے ہیں جو فن کی کتابوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

خلاصہ (٣)

صفات عارضہ

صفتِ عارضہ: یعنی وہ صفت جو کبھی کسی وجہ سے پائی جائے۔

صفاتِ عارضہ سترہ ١٧ ہیں جن کی تین ٣ قسمیں ہیں۔

(١) عارض بالصفت: یہ دو ٢ ہیں تفخیم و ترقیق۔

(٢) عارض بالحرف: یہ چودہ ١٤ ہیں۔ مد۔ ادغام۔ اخفا الخ

(٣) عارض بالوقف: یہ چار ٤ ہیں۔ اسکان۔ ابدال۔ اشمام۔ روم۔

تفخیم و ترقیق

تفخیم کے معنی حرف کو پُر پڑھنا (اور) ترقیق کے معنی باریک پڑھنا۔

- الف، تفخیم و ترقیق میں ماقبل کے تابع ہے۔
- لفظ "اللہ" سے قبل فتحہ یا ضمہ ہو تو پُر ورنہ باریک ہوگا۔
- را پانچ حالتوں کے علاوہ پُر پڑھی جائیگی۔

(١) را پر کسرہ ہو جیسے رِجَالٌ

(٢) را ساکن سے قبل یا ساکنہ ہو جیسے خَیْرٌ

(٣) را ساکن سے قبل جزم اور اس سے قبل کسرہ ہو جیسے حِجْرٌ

(٤) را میں امالہ ہو جو صرف مَجْرٖىهَا میں ہے۔

(٥) را ساکن سے قبل کسرہ ہو جیسے وَاصْبِرْ۔

(مگر) کچھ کلمات میں ماقبل کسرہ کے باوجود را پُر ہوگی اور وہ یہ ہیں الخ

(اور) فِرْقٍ (شعراء) میں خلف ہے۔

صفتِ مد

مد: یعنی حرفِ مد یا لین کی آواز روایت کے موافق بڑھانا

- مد کی دو ٢ قسمیں ہیں اصلی اور فرعی۔
- محل مد کے بعد ہمزہ یا سکون نہ ہو تو مد اصلی ورنہ مد فرعی کہتے ہیں۔

اقسامِ مد

مد فرعی کی چھ ٦ قسمیں ہیں۔

(١) لازم: جب کہ حرفِ مد کے بعد سکون لازمی ہو۔

مد لازم کی چار ٤ قسمیں ہیں۔

(١) لازم کلمی مخفف: جبکہ کلمہ میں حرفِ مد کے بعد سکون ہو

(٢) لازم کلمی مثقل: جبکہ کلمہ میں حرفِ مد کے بعد تشدید ہو

(٣) لازم حرفی مخفف: حرف مقطعہ میں حرف مد کے بعد سکون ہو

(٤) لازم حرفی مثقل: حرف مقطعہ میں حرف مد کے بعد تشدید ہو

(٢) متصل: جبکہ حرف مد کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں ہو۔

(٣) منفصل: جبکہ حرف مد کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو

(٤) عارض: جبکہ حرف مد کے بعد سکون عارضی ہو

(٥) لین لازم: جبکہ حرف لین کے بعد سکون لازمی ہو

(٦) لین عارض: جبکہ حرف لین کے بعد سکون عارضی ہو

مقدارِ مد

مقدار کے معنی حرفِ مد کو کھینچنے کا اندازہ

- مد لازم کی مقدار "طول" ہے (اور) طول کی مقدار تین ٣ یا پانچ ٥ الف ہے۔
- مد متصل اور منفصل کی مقدار "توسط" ہے۔ (اور) توسط کی مقدار تین ٣ یا چار ٤ الف ہے۔
- مد عارض کی مقدار طول ١، توسط ٢، قصر ٣ تینوں ہیں لیکن طول ١ بہتر ہے پھر توسط ٢ پھر قصر ٣ (اور) مد عارض کے توسط کی مقدار دو ٢ یا تین ٣ الف ہے۔
- مد لین لازم میں طول ١ بہتر ہے توسط ٢ سے اور قصر ٣ ضعیف ہے
- مد لین عارض میں قصر ١ بہتر ہے پھر توسط ٢ پھر طول ٣۔

تنبیہ: ایک قسم کے مدوں میں مساوات ہونی چاہیے (اور) مختلف قسم کے مدوں میں ضعیف کو ترجیح نہ دینی چاہیے۔

۳۱ اکتیسواں سبق

صفتِ اظہار کا بیان

اظہار میں چار باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ لغوی۱ و اصطلاحی۲ معنی۔ قسمیں۳ اور قواعد۴
اظہار کے معنی حرف کو مخرج اور صفاتِ لازمہ کے ساتھ بلا کسی تغیر کے ادا کرنا (اور)
اظہار کے لغوی معنی "ظاہر کرنا"
اظہار کی چند قسمیں ہیں۔ قمری۱۔ حرفی۲۔ شفوی۳۔ حلقی۴ اور مطلق۵۔

قاعدہ (۱):۔ اَل تعریفی (جو شروع کلمہ میں آتا ہے) کے بعد حرفِ قمری ہو تو اظہارِ قمری ہوگا۔ جیسے اَلْحَمْدُ (اور) حروفِ قمریہ چودہ۱۴ ہیں۔ جو "اِبْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيْمَهٗ" میں جمع ہیں۔

قاعدہ (۲):۔ لفظ هَلْ، بَلْ کے بعد لام اور راء کے علاوہ کوئی حرف ہو تو اظہارِ حرفی ہوگا جیسے هَلْ اَتٰكَ اور بل تُؤْثِرُوْنَ

قاعدہ (۳):۔ میم ساکن کے بعد باء اور میم کے علاوہ کوئی حرف ہو تو اظہارِ شفوی ہوگا جیسے اَنْعَمْتَ ۔ هُمْ فِيْهَا

قاعدہ (۴):۔ نون ساکن کے بعد اگر واؤ یا یاء ایک کلمہ ہوں تو اظہارِ مطلق ہوگا (اور) اظہارِ مطلق کے صرف چار کلمات ہیں۔ قِنْوَانٌ (سورۃ انعام میں) صِنْوَانٌ (سورہ رعد میں) بُنْيَانٌ وغیرہ (سات جگہ) الدُّنْيَا (ایک سو تیرہ۱۱۳ جگہ)

قاعدہ (۵):۔ نون ساکن یا تنوین کے بعد حرفِ حلقی ہو تو اظہارِ حلقی ہوگا جیسے يَنْهٰى ۔ مِنْ خَوْفٍ ۔ نَارٌ حَامِيَةٌ

فائدہ:۔ دو زبر، دو زیر اور دو پیش کی دوسری حرکت تنوین کی علامت ہوتی ہے۔ نون ساکن اور تنوین میں کئی فرق ہیں (مثلاً) نون ساکن لکھا جاتا ہے اور تنوین نہیں لکھی جاتی (نیز) نون ساکن درمیان کلمہ میں بھی آتا ہے جبکہ تنوین صرف آخر کلمہ میں آتی ہے (لیکن) بحالت وصل تلفظ میں تنوین، نون ساکن ہی ہے جیسے يُؤْمِنُ اور يَوْمٍ (اور) حروفِ حلقی اس شعر میں جمع ہیں ؎

حروفِ حلقی چھ۶ ہیں بس اے مہ لقا
ہمزہ، ہا، عین۳ و حا و غین۵ و خا۶

تنبیہ:۔ اظہار صفت اصلی ہے لیکن چونکہ میم ساکن کے تین۳ اور نون ساکن و تنوین کے چار۴ احکام، اظہار سمیت ہی ہوتے ہیں اس لئے اظہار کو بھی بیان کیا جاتا ہے (اور) چار احکام یہ ہیں اظہار۱۔ ادغام۲۔ اقلاب۳۔ اخفاء۴۔

۳۲ بتیسواں سبق

صفت ادغام کا بیان

ادغام کے متعلق بھی چار باتیں جاننا ضروری ہے۔ معنیٰ۔ قسمیں۔ قواعد۔ مستثنیات

ادغام کے معنیٰ حرف ساکن کو دوسرے حرف میں اس طرح "داخل کرنا"، (یعنی ملانا)

کہ دونوں ایک مشدد حرف ہو جائیں جیسے عَمَّا اور عَنْ مَّا

ادغام کی تین قسمیں ہیں مثلین۔ متجانسین اور متقاربین۔

(اور) باعتبارِ کیفیت ادغام کی دو قسمیں ہیں۔ تام اور ناقص

ادغام میں اگر حرفِ مدغم، مدغم فیہ میں بالکل چھپ جائے تو ادغام تام کہتے ہیں۔

(اور) اگر ادغام میں مدغم کا کچھ اثر باقی رہے تو ادغام ناقص کہتے ہیں۔

(۱) ادغام مثلین: یعنی حرفِ مدغم اور مدغم فیہ ایک طرح کے ہوں جیسے اِذْ ذَّهَبَ

ادغام مثلین کے حروف قرآن پاک میں تیرہ آئے ہیں بْ۔ تْ۔ دْ۔ ذْ۔ رْ۔ عْ۔ فْ۔ كْ۔ لْ۔ مْ۔ نْ۔ وْ۔ هْ۔

فائدہ: ادغام مثلین ہر جگہ تام ہوتا ہے (ناقص کہیں نہیں)

(۲) ادغام متجانسین: یعنی حرفِ مدغم اور مدغم فیہ ایک مخرج کے ہوں۔

ادغام متجانسین صرف چھ حرفوں کا (سات حرفوں میں) آیا ہے۔

(۱) بار کا میم میں صرف يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا (ہود) میں ● تار کا دال اور طار میں جیسے اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ۔ هَمَّتْ

(۳) ثار کا ذال میں صرف يَلْهَثْ ذّٰلِكَ (سورۃ اعراف) میں (۵) دال کا تار میں جیسے عَبَدْ تُّمْ

(۶) ذال کا ظار میں جیسے اِذْ ظَّلَمُوْا (۷) طار کا تار میں جیسے اَحَطْتُّ

فائدہ: ادغام متجانسین صرف طار کا تار میں ناقص ہوتا ہے (جس میں طار کی صفت اطباق باقی رہتی ہے)

(۳) ادغام متقاربین: یعنی حرف مدغم اور مدغم فیہ قریب قریب مخرج کے ہوں۔

ادغام متقاربین چند حرفوں کا (بیس حرفوں میں) واقع ہے۔

- قاف کا کاف میں جو صرف ایک جگہ نَخْلُقْكُّمْ میں ہے
- لام تعریف کا لام کے علاوہ باقی تیرہ حروف شمسی میں جیسے اَلتَّآئِبُوْنَ (اور) حروف شمسیہ چودہ ہیں جو تَ ثَ دَ ذَ رَ زَ سَ شَ صَ ضَ طَ ظَ لَ نَ میں جمع ہیں۔

● قُلْ اور بَلْ کے لام کا صرف را میں جیسے قُلْ رَّبِّیْ (مگر) بَلْ رَانَ (سورہ مطففین) میں سکتہ کی وجہ سے ادغام نہیں ہے۔

● نون ساکن اور تنوین کا وَیَرْمَلُ کے (پانچ) حرفوں میں جیسے مَنْ یَّقُوْلُ۔ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ (مگر) مَنْ رَاقٍ (سورہ قیامہ) میں ادغام نہیں ہے۔

فائدہ:۔ ادغام متقاربین حرف نون ساکن و تنوین کا واؤ اور یا میں ناقص ہوتا ہے (جس میں نون کی صفتِ غنہ باقی رہتی ہے) (اور) قاف کا ادغام کاف میں ناقص ہوتا ہے (جس میں قاف کی صفت استعلاء باقی رہتی ہے) لیکن تام بہتر ہے۔

تنبیہ:۔ نون ساکن اور تنوین کا ادغام میم میں بعض حضرات نے ناقص کہا ہے (لیکن یہ اختلاف صرف لفظی ہے ورنہ ادا میں کوئی فرق نہیں)

تنبیہ:۔ واضح ہو کہ ذیل کی حالتوں میں ادغام کرنا منع ہے۔

① پہلا حرف را، اور دوسرا حرف لام ہو جیسے فَاغْفِرْ لِیْ ② پہلا حرف حلقی اور دوسرا حرف غیر حلقی ہو جیسے لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا

③ متجانسین اور متقاربین میں پہلا حرف حلقی ہو جیسے فَاصْفَحْ عَنْهُمْ۔[1]

نوٹ:۔ قرآن میں پانچ حروف خ ز ص ط ظ مدغم نہیں (اور) الف و ہمزہ نہ مدغم ہیں نہ مدغم فیہ

۳۳ تینتیسواں سبق

ادغام کے قواعد کا بیان

ادغام کی اقسام ثلاثہ سے کوئی ادغام علیحدہ نہیں لیکن طلباء کی آسانی کے لئے چار حروف یعنی لام تعریف میم ساکن۔ نون ساکن اور تنوین کے قواعد مزید اور مستقل بیان کرتا ہوں۔

① ال تعریفی کے بعد حرف شمسی آئے تو لام کا ادغام ہوگا جیسے اَلشَّمْسُ ② میم ساکن کے بعد میم آئے تو ادغام ہوگا جیسے لَهُمْ مَّا

③ نون ساکن یا تنوین کے بعد حروفِ یَرْمَلُوْنَ میں سے کوئی حرف آئے تو نون ساکن اور تنوین کا "یُوْمِنُ" کے چار حرفوں میں ادغام بالغنہ اور "لَرْ" کے دو حرفوں میں ادغام بلا غنہ ہوگا جیسے اَنْ یُّوْحِدُ۔ لَّهَبٍ وَّتَبَّ اور مِنْ لَّبَنٍ لَّمْ (مگر) چار کلمات اَلدُّنْیَا۔ قِنْوَانٌ۔ صِنْوَانٌ بُنْیَانٌ میں ادغام نہیں ہوگا۔ (کیونکہ مدغم اور مدغم فیہ ایک کلمہ میں ہیں)

فائدہ:۔ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ اور نٓ وَالْقَلَمِ میں اظہار ہوگا۔ (بطریق شاطبی اس میں ادغام ثابت نہیں)

[1] اسی طرح پہلا حرف فعل کا لام اور دوسرا حرف نون یا تاء ہو جیسے قُلْ نَعَمْ اور فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ ۱۲ منہ

۳۴ چونتیسواں سبق

صفتِ اخفار کا بیان

اخفار کے متعلق بھی چار باتوں کا جاننا ضروری ہے معنیٰ۔ قسمیں۔ قاعدے اور طریقہ۔

اخفار کے معنیٰ حرف کی ذات کو "چھپانا"، اور اس کی صفت غنہ ادا کرنا۔ اخفار کی دو قسمیں ہیں شفوی اور حقیقی

(اور) کیفیت کے اعتبار سے بھی اخفار کی دو قسمیں ہیں۔ تام اور ناقص

اگر اخفار میں حرف مُخفٰی کی ذات بالکل چھپ جائے تو اخفار تام ہوتا ہے۔

(اور) اگر حرفِ مخفاہ کی ذات کچھ باقی رہے تو اخفار ناقص ہوتا ہے۔

قاعدہ (۱): میم ساکن کے بعد اگر با آئے تو میم کا اخفار ناقص ہوگا۔ (یعنی ہونٹوں کو نہایت نرمی سے ملا کر غنہ کریں گے) جیسے اَمْ بِہٖ جِنَّۃٌ۔ اس کو اخفار شفوی کہتے ہیں۔

قاعدہ (۲): نون ساکن یا تنوین کے بعد حروفِ اخفار میں سے کوئی حرف آئے تو نون ساکن و تنوین کا اخفار تام ہوگا (یعنی نون کو پوشیدہ کر کے غنہ ادا کریں گے) جیسے مَنْ کَانَ۔ اَنْقَضَ۔ نَارًا ذَاتَ اسکو اخفار حقیقی کہتے ہیں

(اور) حروفِ اخفار پندرہ ۱۵ ہیں۔ جو اس بیت کے اوائل کلمات میں جمع ہیں یعنی ہر کلمہ کا پہلا حرف، حرفِ اخفار ہے ؎

صِفْ، ذَا، ثَنَا، کَمْ، جَادَ، شَخْصٌ، قَدْ، سَمَا

دُمْ، طَیِّبًا، زِدْ، فِیْ، تُقًی، ضَعْ، ظَالِمًا

فائدہ: نون ساکن اور تنوین کے اخفار ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کی نوک کو تالو سے الگ رکھ کر نون کی صفتِ غنہ کو خیشوم سے ادا کیا جائے جیسے اَنْ کَانَ (اور) اخفار میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ نونِ مُخفٰی نہ تو اپنے بعد والے حرف سے متاثر ہو اور نہ اس سے قبل والے حرف کی حرکت میں اشباع ہو (بلکہ) نون مُخفٰی کی صفتِ غنہ اپنے بعد والے حرف سے متصل ادا ہو۔

تنبیہات

(۱) نون کے اخفار میں سرا زبان کو تالوے سے لگانا غلط ہے۔

(۲) شین سے قبل اس طرح اخفار کرنا نونِ مُخفٰی میں شین کی بُو آجائے غلط ہے۔

(۳) اخفار میں فا سے قبل نچلے ہونٹ کو کچھ اندر دبا کر تنا یا علیار کے قریب کرنا غلط ہے۔

(۴) نونِ مُخفٰی سے قبل کی حرکت میں اشباع کرنا لحن جلی ہے جیسے مِنْکُمْ کو مِیْنکُمْ

۳۵ پینتیسواں سبق

صفتِ اقلاب کا بیان

اقلاب کے متعلق بھی چار باتیں جاننا ضروری ہے۔ نام، معنیٰ، قاعدہ اور علامت

اقلاب کے معنیٰ۔ ایک حرف کو دوسرے حرف سے 'پلٹ دینا'، یعنی بدل دینا۔

قاعدہ:۔ نون ساکن یا تنوین کے بعد بار آوے تو اقلاب ہوگا (یعنی اس نون کو میم ساکنہ سے بدل کر اخفار کریں گے)، جیسے مِنۢ بَعْدِ۔ اَنۢبِئُوْنِيْ اور غُلْفٌۢ بَلْ

اکثر قرآنوں میں اقلاب کے موقع پر ننھی سی میم بنا دیتے ہیں جیسے مِنۢ بَيِّنَةٍ۔

فائدہ:۔ اقلاب کو ابدال بھی کہہ سکتے ہیں (لیکن) ابدال کو اقلاب نہیں کہہ سکتے (چنانچہ) قلب کا اطلاق اسی وقت ہوگا جب کہ نون ساکن یا تنوین کو اخفار کی غرض سے بدل کر پڑھا جائے (لیکن) اگر نون ساکن یا تنوین کو ادغام کی غرض سے بدل کر پڑھا جائے تو اس کو اقلاب نہیں کہیں گے جیسے مِنْ مَّآءٍ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ۔

فائدہ: میم اصلیہ اور میم مقلوبہ کے اخفار میں ادائگی کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں البتہ حکم کے لحاظ سے فرق ہے (کہ) میم مقلوبہ میں اخفار کرنا واجب ہے اور میم اصلیہ میں اخفار جائز ہے (یعنی) حضرت علامہ جزریؒ وغیرہ کے نزدیک میم اصلی میں اظہار بھی جائز ہے لیکن بہتر اخفار ہے۔

(اور) میم میں اخفار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میم ادا کرتے وقت ہونٹوں کی خشکی سے بالکل ملے ہوئے تر کناروں کو نہایت نرمی کے ساتھ ملا کر میم کی صفتِ غنّہ کو خیشوم سے ادا کیا جائے اور اس کے بعد ہی ہونٹوں کی تری کے آخری حصّہ کو سختی سے ملا کر با ادا کیا جائے۔

تنبیہ: بعض حضرات میم مقلوبہ اور میم مُخْفَاۃ میں اخفار اس طرح کرتے ہیں کہ میم کی ذات تقریباً بالکل چھپ جاتی ہے اور صرف اس کی صفت غنّہ ادا ہوتی ہے جس کی وجہ سے نون مخفی جیسی کیفیت ہو جاتی ہے جو غلط ہے

اسی طرح میم میں اخفار ادا کرتے وقت دونوں ہونٹوں کو کامل اور محکم طور پر ملا کر غنہ ادا کرنا بھی غلط ہے کہ یہ اخفار نہیں بلکہ اظہار مَعَ الغُنَّۃ ہے (کیونکہ) میم کے اخفار اور اظہار کے درمیان فرق یہی ہے کہ اظہار میں دونوں ہونٹوں کے مخرجی حصے مکمل طور پر قدرے سختی کے ساتھ ملتے ہیں جس کی وجہ سے میم کامل ادا ہوتی ہے اور اخفار میں ناقص اور نہایت نرمی کیساتھ ملتے ہیں جسکی وجہ سے میم اپنے مخرج سے کمزور اور ہلکی ادا ہوتی ہے

له كذا في النشر الكبير المجلد الاول ص۲۲۲ ’’والوجهان صحيحان مأخوذ بهما إلا أن الاخفاء أولى للاجماع على اخفائها عند القلب وعلى إخفائها في مذهب أبي عمرو حالة الادغام في نحو: أعلم بالشاكرين‘‘ ۱۲ منہ

۳۶ چھتیسواں سبق

غنّہ کا بیان

غنّہ کے متعلق چار باتیں جاننا ضروری ہے۔ معنیٰ[1]۔ قسمیں[2]۔ مقدار[3]۔ قواعد[4]۔

غنّہ خیشوم میں جاکر ظاہر ہونے والی آواز کو کہتے ہیں (جو ایک خوش سماعت آواز ہوتی ہے)

(اور) غنّہ کے لغوی معنیٰ بھنبھناہٹ والی آواز جو ہرنی کی اس آواز کے مشابہ ہو جو وہ اپنے بچے کے ضائع ہونے پر نکالتی ہے[1]۔ غنّہ کی دو قسمیں ہیں آنی[1] اور زمانی[2]

غنّہ آنی، میم اور نون کی صفتِ لازمہ ہے (جیسا کہ اٹھارویں[۱۸] سبق میں گذر چکا ہے)

غنّہ آنی کی مقدار بہت ہی خفیف اور لطیف ہوتی ہے جو میم اور نون کے ساتھ ہی ادا ہو جاتی ہے[2]

(اور) غنّہ زمانی ذیل کی حالتوں میں ہوتا ہے۔ اور اس کی مقدار ایک الف ہے۔

(۱) میم اور نون مشدد جیسے اُمٌّ (۲) اخفاءِ حقیقی جیسے اَنفِقُوْا (۳) اخفاءِ شفوی جیسے اَمْ بِہٖ (۴) اقلاب جیسے مُحِیْطٌۢ بِالْکٰفِرِیْنَ (۵) نون ساکن یا تنوین کا یا میں یا واؤ میں ادغام جیسے مَنْ یَّقُوْلُ (۶) نون ساکن یا تنوین کا نون یا میم میں ادغام جیسے عِظَامًا نَّخِرَۃً (۷) میم ساکن کا ادغام جیسے اَمْ مَّنْ

فائدہ: میم اور نون مشدد کا غنّہ حرفِ فرعی نہیں کیونکہ وہ اپنے مخرج سے ادا ہوتے ہیں۔ اسی طرح یُبۡتَیَ ارْکَبۡ مَّعَنَا (ہود) کا غنّہ بھی حرفِ فرعی نہیں کیونکہ ادغام تام ہے (اور) ادغام تام اور اظہار کی حالت میں غنّہ حرفِ فرعی نہیں ہوتا

تنبیہ: میم اور نون کے علاوہ کسی حرف میں غنّہ کرنا جائز نہیں (اور) غنّہ کو پُر ادا کرنا صحیح نہیں[1] (نیز) غنّہ کو دو، ڈھائی الف کھینچنا قطعی غلط ہے لہٰذا احتیاط کرنا ضروری ہے۔

اَسْئِلَۃ

(۱) مد کے معنیٰ اور قسمیں بیان کریں۔

(۲) مدِ اصلی اور مدِ فرعی کسے کہتے ہیں؟

(۳) مدِ اصلی کی مقدار کیا ہے؟

(۴) مدِ فرعی کی تعداد اور نام بتائیں؟

(۵) مدِ عارض و لین عارض کی مقداریں ادائیگی کے لحاظ سے کیا فرق ہے؟

(۶) اظہار کے معنیٰ اور قسمیں بتائیے؟

(۷) اظہارِ شفوی و حلقی کے قواعد سنائیے؟

(۸) حروفِ قمریہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟

(۹) اقلاب کے معنیٰ اور قاعدہ سنائیے؟

(۱۰) غنّہ حرف ہے یا صفت۔ اگر صفت ہے تو لازمہ ہے یا عارضہ؟ تفصیل سے بتائیں؟

---

[1] کذا فی تعلیقاتِ مالکیہ وغیرہ ۱۲ منہ [2] کذا فی الفوائد التجویدیہ وغیرہ ۱۲ منہ

۳۷ سینتیسواں سبق

صفتِ صلہ کا بیان

صلہ کے متعلق چار باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ لغوی و اصطلاحی معنیٰ۔ قاعدہ اور اس کی علامت

صلہ کے معنیٰ ہارِ ضمیر کی حرکت (کسرہ وضمہ) کو اس قدر کھینچنا، کہ یا، مدّہ واؤ مدّہ پیدا ہوجائے جیسے بِہٖ ۔ لَہٗ کو بِہِی ۔ لَہُوْ ۔

ہارِ ضمیر اس ہار کو کہتے ہیں جو کلمہ کے آخر میں اسم (نام) کے بجائے آتی ہے جیسے عَبْدُ اللّٰہِ اور عَبْدُہٗ۔ رَسُوْلُ اللّٰہِ اور رَسُوْلُہٗ ۔ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰی اور اِلٰٓی اُمِّہٖ (لیکن) ہارِ ضمیر کی شناخت عربی جاننے پر موقوف ہے لیکن چونکہ قرآنوں میں صلہ کی علامت موجود ہے اس لئے پریشان ہرگز نہ ہوں (البتہ) عربی پڑھنے کی کوشش ضرور کریں ۔

قاعدہ:۔ ہارِ ضمیر سے پہلے اور بعد حرف متحرک ہو تو صلہ ہوگا ورنہ نہیں جیسے بِہٖ جَمْعًا ۔ اِنَّہٗ لِحُبِّ اور مِنْہُ ابْتِغَآءَ ۔ رَاٰہُ بِالْاُفُقِ ۔ رَبِّہِ الْاَعْلٰی مگر ۲ دو کلمے اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں ۔

(۱) فِیْہٖ مُھَانًا (شعرار) جس میں قصر کے بجائے صلہ ہے (۲) یَرْضَہُ لَکُمْ (زمر) جس میں صلہ کے بجائے قصر ہے واضح ہو کہ ہارِ ضمیر کے بیان میں "قصر" صلہ نہ کرنے کو کہتے ہیں ۔

فائدہ:۔ صلہ حرف نہیں بلکہ صفت عارضی ہے لیکن حکم میں حرفِ مد کے ہے اسی لئے صلہ کے بعد اگر ہمزہ اصلی آجائے تو مد ہوتا ہے جیسے یُحَاوِرُہٗٓ اَنَا ۔ ھٰذِہٖٓ اَبَدًا ۔

فائدہ: عجم کے مطبوعہ قرآنوں میں صلہ کی علامت کسرۂ قائمہ یعنی کھڑا زیر اور ضمہ مقلوبہ یعنی الٹا پیش ہے یہ دونوں علامتیں (کھڑا زیر اور الٹا پیش) صلہ ہی کے لئے وضع کی گئی ہیں جبکہ ہارِ ضمیر کے موقع پر واقع ہوں (پس) اگر ہار کے علاوہ کسی اور حرف پر کسرۂ قائمہ یا ضمہ مقلوبہ ہو تو اس کو صلہ نہ کہیں گے بلکہ اشباع کہیں گے جیسے یَسْتَحْیٖ ۔ مَاوٗرِیَ (اور) اگر فتحہ قائمہ یعنی کھڑا زبر ہو تو اس کو الف مقصورہ کہیں گے جیسے مٰلِكِ ۔

فائدہ: عرب ممالک کے قرآنوں میں صلہ اور اشباع کی علامت کسرۂ قائمہ کے بجائے ننھی سی یا اور ضمہ مقلوبہ کے بجائے ننھی سی واؤ لکھی ہوتی ہے جیسے بِهِۦٓ إِلَّا ۔ إِنَّهُۥٓ أَنَا ۔ دَاوُۥدَ ۔ أُحْيِۦ

تنبیہ:۔ ہندوستان اور پاکستان وغیرہ کے قرآنوں میں سورۂ انعام کی آیت نمبر ۴۶ میں بِہِ ؕ اور سورۂ نحل کی آیت نمبر ۱۲۱ میں لِاَنْعُمِہٖ ؕ کی ہار کے نیچے کھڑا زیر لکھا ہوا ہے جو غلط ہے ۔ لہٰذا اصلاح کی ضرورت ہے۔

۳۸ اڑتیسواں سبق

صفتِ سکتہ کا بیان

سکتہ کے متعلق بھی چار باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ معنیٰ۔ قسمیں۔ مواقع اور حکم۔

سکتہ کے معنیٰ سانس توڑے بغیر ذرا سی دیر کے لئے ٹھہرنا۔

سکتہ کی دو قسمیں ہیں۔

① لفظی:۔ جس کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ سبق نمبر ۶۲ میں آئے گا۔

② معنوی:۔ جو معنیٰ کے لحاظ سے دو کلموں کے درمیان کچھ انفصال کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

سکتہ معنوی کی دو قسمیں ہیں۔ روایتی اور درایتی۔

❶ سکتۂ روایتی:۔ یعنی وہ سکتہ جس کو صاحبِ روایت حضرت حفصؒ نے نقل فرمایا ہے۔

سکتہ روایتی کی بلحاظ حکم دو قسمیں ہیں۔

① سکتہ واجبی:۔ جس کا ادا کرنا ضروری اور چھوڑنا معیوب ہے۔

② سکتہ جوازی:۔ جس کا ادا کرنا جائز یعنی اختیاری ہے۔

روایتی سکتۂ واجبہ چار جگہ آیا ہے۔

① سورۂ کہف کے شروع میں عِوَجًا پر

② سورۂ یٰس شریف میں مَرْقَدِنَا پر

③ سورۂ قیٰمہ میں وَقِيْلَ مَنْ پر

④ سورۂ تطفیف میں كَلَّا بَلْ پر

اور روایتی سکتہ جائزہ دو جگہ ہے۔

① سورۂ توبہ کے شروع میں۔

② سورۂ حاقہ میں مَالِيَهْ پر

❷ سکتۂ درایتی:۔ یعنی وہ سکتہ جس کو علماء وقف وغیرہ نے اپنے علمی غور و فکر سے مقرر فرمایا ہے لہٰذا سکتۂ درایتی کو روایت کی نیت سے نہ کرنا چاہیے۔

درایتی سکتہ کی بلحاظ ادا دو قسمیں ہیں۔

① سکتۂ لطیفہ:۔ جس میں سکتہ واجبی ہی کے بقدر تاخیر ہوتی ہے۔

(۲) سکتہ طویلہ:- جس میں سکتہ واجبہ سے زیادہ اور وقف کی مدت سے کم تاخیر ہوتی ہے۔
درایتی سکتہ طویلہ اس جگہ جائز ہے جہاں قرآن شریف میں "وَقْفَه" لکھا ہوا ہے۔
(اور) درایتی سکتہ لطیفہ چار جگہ ہے
(۱) سورۂ اعراف (آیت ۲۳) میں ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا پر (۲) سورۂ اعراف (آیت ۱۸۴) میں اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا پر
(۳) سورۂ یوسف (آیت ۲۹) میں اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا پر (۴) سورۂ قصص (آیت ۲۳) میں يُصْدِرَ الرِّعَآءُ پر
فائدہ:- بعض حضرات کے نزدیک آیات کے سروں پر بھی سکتہ معنوی جائز ہے۔
تنبیہ:- مذکورہ سکتات کے علاوہ سورہ فاتحہ وغیرہ میں کہیں سکتہ ثابت نہیں (لہٰذا) عوام میں جو مشہور ہے کہ سورۂ فاتحہ میں سات جگہ سکتہ کرنا ضروری ہے ورنہ شیطان کا نام ہو جائے گا یہ قطعی غلط ہے۔

(۳۹) انتالیسواں سبق

صفتِ تسہیل وغیرہ کا بیان

تسہیل کے متعلق بھی چار باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ معنیٰ[۱] قسمیں[۲] مواقع[۳] اور اس کی ضد[۴]
تسہیل کے معنیٰ ہمزہ کو "نرمی" کے ساتھ ادا کرنا (یعنی ہمزہ اور الف کے درمیان ادا کرنا کہ نہ تو آواز میں سختی اور جھٹکا ہو اور نہ الف کی طرح آواز بالکل سیدھی اور نرم ہو)
تسہیل کی دو قسمیں ہیں۔ واجب[۱] اور جائز[۲]۔
تسہیل واجب صرف لفظ "ءَاَعْجَمِيٌّ" میں ہے (جس کے ادا نہ کرنے سے روایت کی مخالفت لازم آئے گی) (اور) تسہیل جائز تین[۳] کلمات میں ہے (جو دو دو جگہ آئے ہیں)
(۱) ءٰآلذّٰكَرَيْنِ (سورۂ انعام ۱۴۴-۱۴۵) جو اصل میں ءَاَلذّٰكَرَيْنِ تھا۔
(۲) آٰلْـٰٔنَ (سورۂ یونس علیہ السلام ۵۱-۹۱) جو اصل میں ءَاَلْـٰٔنَ تھا۔
(۳) ءٰآللّٰهُ (یونس ۵۹- نمل ۵۹) جو اصل میں ءَاَللّٰهُ تھا۔
لیکن ان تینوں کلمات میں چھیئوں جگہ تسہیل جائز سے ابدال بہتر ہے (اور) ابدال کے معنیٰ ہمزہ کو الف سے "بدلنا"، طلبہ کو چاہئے کہ تسہیل کی بھی مشق کریں۔
تنبیہ:- تسہیل کی ضد تحقیق ہوتی ہے مگر ان کلماتِ ثلاثہ میں ابدال ہے۔

۴۰ چالیسواں سبق

صفتِ اشمام وروم کا بیان

اشمام وروم کے متعلق چار باتیں ہیں۔ معنیٰ ۱۔ قسمیں ۲۔ مواقع ۳۔ حکم ۴

اشمام کے معنیٰ حرف کو صرف شفتین سے ضمہ کی بو دینا، (یعنی حرف کو ساکن کرتے ہوئے ہونٹ گول کرلینا جیسے "نُوْنِیْ"، میں نون ادا کرتے وقت ہونٹ گول ہوجاتے ہیں) (اور) روم کے معنیٰ حرف کی حرکت کو ہلکا ادا کرنا۔ (کہ تہائی حرکت کے بقدر معلوم ہو لیکن اس کے لئے خاص توجہ اور "ارادہ کرنا"، ہوتا ہے۔)

اشمام وروم کی دو دو ۲ قسمیں ہیں عارض بالوصل اور عارض بالوقف ۳

روایت حفص میں اشمام وصلی اور روم وصلی صرف لفظ "تَاْمَنَّا"، (سورہ یوسف) کے پہلے نون میں ہے۔ یہ لفظ اصل میں "تَاْمَنُنَا"، ہے (یعنی دو نون ہیں پہلا مضموم اور دوسرا مفتوح ہے۔ پہلے نون کو ساکن کرکے دوسرے میں ادغام کردیا گیا لیکن اس میں خالص ادغام اور خالص اظہار جائز نہیں بلکہ ادغام کے ساتھ اشمام اور اظہار کے ساتھ روم کرنا ضروری ہے۔ طلبہ کو چاہئے کہ دونوں کی مشق کریں۔ باقی اشمام وقفی اور روم وقفی کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ سبق نمبر ۴۸ میں آئے گا۔

تنبیہ: تاْمَنّا میں ادغام و اظہار کہنا مجازی ہے، ورنہ اصطلاحی اسمیں نہ ادغام ہے نہ اظہار کیونکہ دونوں حرف مرسوم نہیں

۴۱ اکتالیسواں سبق

صفتِ امالہ کا بیان

امالہ کے متعلق بھی چار باتیں جاننا ضروری ہے معنیٰ ۱ قسمیں ۲۔ مواقع ۳ اور اس کی ضد ۴

امالہ کے معنیٰ فتحہ کو کسرہ کی طرف اور (اس کے بعد کے) الف کو یاء کی طرف "مائل کرنا، جس سے فتحہ، کسرہ مجہول کی طرح اور الف، یاء مجہول کی طرح معلوم ہو (جیسا کہ اردو میں لفظ "قطرے" کی راء کا تلفظ ہوتا ہے) اور اس کو امالہ کُبریٰ کہتے ہیں جس میں آواز کا میلان یاء کی طرف زیادہ ہوتا ہے۔

(اور) امالہ کبریٰ اور الف کے درمیان پڑھنے کو امالہ صُغریٰ کہتے ہیں جس میں آواز کا جھکاؤ الف کی طرف زیادہ ہوتا ہے (لیکن) روایت حفص میں امالہ صُغریٰ ثابت نہیں بلکہ یہ قراۃ ابوعمرو بصریؒ وغیرہ میں پایا جاتا ہے (اور) امالہ کبریٰ روایت حفصؒ میں صرف ایک جگہ لفظ "مَجْرٖىهَا"، میں آیا ہے (البتہ قراۃِ حمزہؒ وغیرہ میں بکثرت پایا جاتا ہے)

فائدہ:- امالہ کی ضد فتح یعنی ترکِ امالہ ہے۔

۴۲ بیالیسواں سبق

صفتِ حرکت کا بیان

حرکت کے متعلق چار باتیں ہیں۔ معنیٰ۔ قسمیں۔ نام۔ طریقۂ ادا۔

حرکت کے معنیٰ۔ وہ آواز جو حرف پر قصداً زیادہ کی جائے جس کی وجہ سے حرف کا "ہلنا" سا محسوس ہو

حرف کی طرح حرکت کی بھی دو قسمیں ہیں۔

❶ اصلی :۔ یعنی وہ حرکت جس میں کسی اور حرکت کا اختلاط (یعنی اثر) نہ ہو۔

❷ فرعی :۔ یعنی وہ حرکت جس میں کسی دوسری حرکت کا بھی اختلاط ہو

حرکات اصلیہ تین ہیں۔

① فَتْحَۃ :۔ جو انفتاحِ فم اور صوت (یعنی منہ اور آواز کے کھلنے) سے ادا ہوتا ہے۔
(اور "انفتاح" ہی کی مناسبت سے اس کا نام فتحہ رکھا گیا)

② کَسْرَۃ :۔ جو "انکسار" فم اور صوت (یعنی منہ اور آواز کے پست ہونے) سے ادا ہوتا ہے۔

③ ضَمَّۃ :۔ جو "انضمام" شَفَتَیْنِ (یعنی ہونٹوں کے ناتمام ملنے) سے ادا ہوتا ہے۔

حرکتِ اصلی کی ادائیگی کے اعتبار سے بھی تین ۳ قسمیں ہیں۔

● اِکْمَال :۔ یعنی حرکت کو پوری ادا کرنا۔

● رَوْم :۔ یعنی حرکت کو تہائی ادا کرنا (جیسا کہ چالیسویں سبق میں گذرا)

● اِخْتِلَاس :۔ یعنی حرکت دو تہائی ادا کرنا۔ (اور ایک تہائی ختم کر دینا)

(لیکن) اختلاس روایتِ حفص میں جائز نہیں (بلکہ یہ روایتِ قالون وغیرہ میں آیا ہے)

(اور) حرکاتِ فرعیہ دو ہیں۔

① فتحہ مُمَالَۃ :۔ یعنی وہ فتحہ جس میں امالہ کیا گیا ہو جیسے "مَجْرٖىهَا" کی راء کا فتحہ۔

② کسرۃ مُشَمَّمَۃ :۔ یعنی وہ کسرہ جس میں اشمام (یعنی ضمّہ کی طرف اشارہ) کیا گیا ہو۔

(لیکن) کسرہ مشممہ روایتِ حفص میں جائز نہیں (بلکہ یہ روایتِ ہشام وغیرہ میں آیا ہے)

فائدہ :۔ ہر حرکت کی ادائیگی میں اس کی صحیح کیفیتِ ادا کا لحاظ نہایت ضروری ہے (ورنہ حرکت بدل جائیگی یا ناقص رہ جائے گی مثلاً فتحہ میں انخفاض کامل ہو گیا تو کسرہ ہو جائے گا اور اگر ناقص ہوا تو کسرہ کے مشابہ ہو جائے گا)

فائدہ :۔ قرآن پاک بلکہ عربی زبان میں تمام حرکات معروف یعنی باریک ہیں مجہول نہیں (البتہ) حرکت کی آواز کھینچ نہ جائے ورنہ حرفِ مد پیدا ہو جائے گا۔ جو حرام ہے۔

۴۳ تینتالیسواں سبق

صفتِ سکون کا بیان

سکون کے متعلق چار باتیں جاننا ضروری ہے۔ معنیٰ۔ قسمیں۔ طریقہ ادا۔ حکم

سکون کے معنیٰ حرف کی ادا کا، حرکت سے خالی ہونا، سکون کی دو قسمیں ہیں لازمی اور عارضی

❶ جو سکون وقف اور وصل دونوں حالتوں میں باقی رہے اس کو سکون لازمی کہتے ہیں (جیسا کہ سبق نمبر ۲۹ میں گذرا) سکونِ لازمی، صفتِ عارضہ نہیں بلکہ صفتِ لازمہ ہے (اور) سکون لازمی کی دو قسمیں ہیں

① سکونِ مُخفّف:۔ یعنی محض سکون جیسے وَانْحَرْ کے دونوں سکون۔

② سکونِ مُشدّد:۔ یعنی تشدید والا سکون جیسے یَدُعُّ کی عین کا سکون۔

فائدہ:۔ تشدید میں پہلا حرف ساکن اور دوسرا متحرک ہوتا ہے۔

❷ جو سکون وقف کی وجہ سے ہو اس کو سکونِ عارضی کہتے ہیں (اور) سکونِ عارضی کی ادا کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں اسکانِ محض اور اسکانِ باشمام جن کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ وقف والی صفات کے سبق میں آئیگا۔

فائدہ:۔ سکون کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آواز جما کر بغیر جنبش اور تاخیر کے ادا کیا جائے ورنہ اگر جنبش ہوگئی تو سکون، حرکت کے مشابہ ہو جائے گا (باقی حروف مُقلقلہ کا قلقلہ اور کاف و تار کی ہلکی و معمولی جنبش اس سے مستثنیٰ ہے)۔

تنبیہ:۔ سکون لازمی کی جگہ حرکت پیدا ہو تو لحن جلی ہے (اور) سکون عارضی کی جگہ حرکت ظاہر ہو تو لحن خفی ہے۔

۴۴ چوالیسواں سبق

صورت نقل کا بیان

نقل کے معنیٰ۔ ہمزۂ اصلی کی حرکت ماقبل کے حرف ساکن غیر مدہ پر منتقل کرنا، اور ہمزہ کو حذف کر دینا جیسے روایتِ ورشؒ میں مِنْ اَلْفٍ کو مِنَ لْفِ اور خَلَوْا اِلٰی کو خَلَوِ لٰی (لیکن) روایتِ حفصؒ میں حقیقی نقل نہیں بلکہ صُورۃً نقل ہے۔ یعنی نقلِ حقیقی جیسی صورت بعض کلمات میں پائی جاتی ہے۔

صورتِ نقل کے معنیٰ، ہمزۂ عارضی کی حرکت ماقبل کے ساکن حرف کو دینا اور ہمزہ کو حذف کر دینا جیسے اَمِرِادْنَابُوْا اور بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ کہ یہ اصل میں اَمِرْ اُدْنَابُوْا اور بِئْسَ اَلْاِسْمُ الْفُسُوْقُ ہیں جب قاعدہ کے موافق ہمزہ وصلی حذف ہو گیا تو اجتماع ساکنین کی وجہ سے میم اور لام کو زیر دیا گیا لہٰذا نقل حقیقی جیسی شکل ہو گئی

فائدہ :۔ اگر الاسم سے ابتدا کی جائے تو اَلِسْمُ اور لِسْمُ دونوں طرح جائز ہے لیکن ہمزہ کے ساتھ ابتدا کرنے میں رسم قرآنی کی موافقت اور ایک حرف کی زیادتی ہے جس پر حدیث شریف میں دس نیکیوں کا ثواب آیا ہے

نوٹ :۔ ہمزہ اصلی وعارضی اور اجتماع ساکنین کا بیان ابھی آئے گا۔

۴۵ پینتالیسواں سبق

اجتماع ساکنین کا بیان

اجتماعِ ساکنین کے معنی "دو ساکن حرفوں کا جمع ہونا"۔ اجتماعِ ساکنین کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) عَلٰی حَدِّہٖ :۔ یعنی اپنی حد (یعنی اپنی حالت) پر رہنے والا۔

(۲) عَلٰی غَیْرِ حَدِّہٖ :۔ یعنی اپنی حالت کے غیر پر (یعنی اپنی حالت پر نہ) رہنے والا۔

❶ اگر دونوں ساکن حرف ایک ہی کلمہ میں جمع ہوں اور پہلا ساکن حرفِ مد یا حرف لین ہو (اور دوسرے حرف کا سکون اصلی لازمی ہو) تو اجتماعِ ساکنین علی حدہٖ کہتے ہیں جیسے آٰلْئٰنَ۔ ضَآلّٓا اور عٓین شوریٰ

اجتماعِ ساکنین علی حدہٖ وقف اور وصل دونوں حالتوں میں باقی رہتا ہے سوائے الٓمّٓ اللّٰہُ کے (جو سورۂ آل عمران میں ہے) کہ اس کے میم پر وصل کی حالت میں عارضی طور پر فتحہ آجاتا ہے۔

❷ اگر اجتماعِ ساکنین والی (مذکورہ) صورت نہ پائی جائے تو اجتماعِ ساکنین علی غیر حدہٖ کہتے ہیں

اجتماعِ ساکنین علی غیر حدہٖ کی دو قسمیں ہیں۔ فِی کَلِمَۃٍ اور فِی کَلِمَتَیْنِ۔

(۱) اگر دونوں ساکن ایک ہی کلمہ میں ہوں (اور دوسرے حرف کا سکون عارضی ہو) تو یہ اجتماعِ ساکنین صرف وقف میں ہوتا ہے جیسے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَالصَّیْفِ ○ بِالصَّبْرِ ○

(۲) اگر دونوں ساکن دو کلموں میں ہوں تو یہ اجتماعِ ساکنین علی غیر حدہٖ ناجائز ہے جس کو ختم کرنے کے چار قاعدے ہیں

❶ پہلا ساکن "حرف مدہ" ہو تو اس کو حذف کیا جائے گا جیسے اِہْدِنَا الصِّرَاطَ۔ وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ۔ فِی الْاَرْضِ

❷ پہلا ساکن "مِنْ" کا نون ہو تو اس کو فتحہ دیا جائے گا جیسے مِنَ اللّٰہِ۔

❸ پہلا ساکن میم جمع (یعنی تُمْ۔ کُمْ۔ هُمْ۔ هِمْ کی میم) ہو تو ضمہ دیا جائے جیسے اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ۔ عَلَیْهِمُ الذِّلَّۃُ۔

❹ پہلا ساکن ان مذکورہ حرفوں میں سے نہ ہو تو اس کو کسرہ دیا جائے گا (اگرچہ تنوین کا نون ہو) جیسے یَکُنِ الَّذِیْنَ۔ یُذْکَرِ اسْمُ۔ اَوِ الطِّفْلِ۔ لُّمَزَۃِ نِ الَّذِیْ۔

لہ اسی طرح جمع کے اس واو لین پر بھی ضمہ آتا ہے جو فعل میں واقع ہو جیسے فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ ۱۲ منہ

۴۶ چھیالیسواں سبق

نون قطنی کا بیان

جاننا چاہیئے کہ ادا کے لحاظ سے تنوین بھی نون ساکن ہے اس لئے وصل کی حالت میں وہ نون ساکن کے حکم میں ہے (لہذا) تنوین کے بعد اگر کوئی ساکن حرف آجائے تو (اجتماع ساکنین علی غیر حدہ کے چوتھے قاعدہ کے مطابق) تنوین کے نون ساکن کو کسرہ دے کر پڑھا جائے گا جیسے خَیْرَ اِنِ الْوَصِیَّۃُ جو اصل میں خَیْرًا اَلْوَصِیَّۃُ ہے۔ ● لُمَزَۃِ نِ الَّذِیْ جو اصل میں لُمَزَۃٍ اَلَّذِیْ ہے ● خَیْرُ نِ اطْمَاَنَّ جو اصل میں خَیْرُ اِطْمَاَنَّ ہے۔ اور اس کو نون قطنی کہتے ہیں۔ ہندوستان۔ پاکستان اور بنگلہ دیش وغیرہ کے مطبوعہ قرآنوں میں ایسے موقع پر چھوٹا سا نون لکھا ہوا ہوتا ہے لیکن اگر یہ نون لکھا ہوا نہ بھی ہو تب بھی قاعدہ کے مطابق نون پڑھنا ضروری ہے جیسے قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدُ نِ اللّٰہُ الصَّمَدُ

فائدہ: قُطْنٌ اور قُطُنٌ عربی میں روئی کو کہتے ہیں۔ روئی کی کوئی بھی چیز ہو (جیسے رضائی۔ گدا۔ تکیہ۔ مرزئی سینہ بند۔ ٹوپہ وغیرہ) اُس میں روئی کپڑے کے دو اُستروں میں چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ نون بھی دو کلموں یا دو زبر، دو زیر، دو پیش (ــً ــٍ ــٌ) میں گویا چھپا ہوا ہوتا ہے (کیونکہ) نون قطنی عرب ممالک کے قرآنوں میں تو لکھا ہوا ہوتا ہی نہیں جیسے خَیْرَا اَلْوَصِیَّۃُ۔ مُبِیْنِ اَقْتُلُوْا۔ خَیْرُ اَطْمَاَنَّ۔ اور عجم کے قرآنوں میں کہیں لکھا ہوا ہوتا بھی ہے تو بہت چھوٹا اور ننھا سا ہوتا ہے پس اس مناسبت کی وجہ سے اسکو نون قطنی کہتے ہیں واللہ اعلم

تنبیہ: نون قطنی کے موقع پر اگر وقف کر کے دوسرے کلمے سے ابتدا کی جائے تو نون قطنی نہیں پڑھا جائے گا بلکہ اس وقت دوسرے کلمہ کے ہمزہ سے شروع کر کے پڑھا جائے گا جیسے اَلَّذِیْ۔ اُقْتُلُوْا۔ اِسْتِکْبَارًا وغیرہ

ہدایت: صورت نقل اور نون قطنی کا تعلق عربی سے ہے لیکن کوشش کی گئی ہے کہ ان اسباق کو بھی آسان انداز میں لکھا جائے تاکہ مبتدی طلبہ بھی سمجھ سکیں لیکن اس کے باوجود اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو پریشان ہرگز نہ ہوں کیونکہ قرآن پاک میں اعراب (یعنی زبر زیر پیش وغیرہ) لگے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے ان قواعد کی کوئی خاص ضرورت نہیں پڑتی۔ دوسرے یہ کہ قرآن پاک یا دھی ان قواعد کے مطابق ہوتا ہے اور قرآن کو صحیح اور قواعد کے مطابق پڑھنا ہی اصل چیز ہے (البتہ) اُن مقامات پر ان قواعد کی واقعی ضرورت پڑتی ہے کہ جہاں آیت یا وقف کی کوئی نشانی ہو اور ہمزہ عارضی پر حرکت لکھی ہوئی ہو اور وہاں وصل کر کے یعنی ملا کر پڑھا جائے جیسے نَسْتَعِیْنُ اِھْدِنَا۔ خَیْرٌ اِھْبِطُوْا۔ لہذا اس ضرورت کو ان شاء اللہ تعالیٰ سبق نمبر ۵۹ میں ایک نقشہ کے ذریعہ پورا کیا جائے گا۔

۴۷ سینتالیسواں سبق

ہمزہ کا مختصر بیان

ہمزہ کی دو قسمیں ہیں اَصلی[1] اور وَصلی[2]۔

جو ہمزہ وصل اور ابتداء دونوں حالتوں میں باقی رہے اس کو ہمزہ اصلی اور قطعی کہتے ہیں جیسے اَمَرَ۔ سَاَلَ۔ نَبَاَ۔ اَنْعَمْتَ۔ ءَاَنْتُمْ۔

(اور) جو ہمزہ درمیانِ کلام میں حذف ہو جائے اور صرف ابتداء کی حالت میں باقی رہے اس کو ہمزہ وصلی اور عارضی کہتے ہیں جیسے اَلرَّحْمٰنُ۔ اِتَّبِعُوْا۔ اُدْخُلُوْهَا۔

(اور) قرآن شریف میں ہمزہ وصلی ہی زیادہ آیا ہے۔

ہمزہ قطعی اور ہمزہ عارضی کی پہچان بغیر عربی پڑھے بہت ہی مشکل بلکہ ناممکن ہے (البتہ) ایک طریقہ بہت ہی آسان لکھتا ہوں کہ اس کے ذریعہ آپ کو یہ بڑی آسانی سے معلوم ہو جائے گا کہ کون سا ہمزہ اصلی ہے اور کون سا وصلی ہے وہ یہ کہ آپ یہ دیکھیں کہ اس ہمزہ پر حرکت لکھی ہوئی ہے یا نہیں۔ اگر حرکت نہیں ہے تو وہ ہمزہ عارضی ہے جیسے الَّذِی۔ اشْدُدْ۔ ارْجِعِیْ (اور) اگر اس ہمزہ پر حرکت لکھی ہوئی ہے تو یہ دیکھیں کہ وہ لفظ انسٹھویں سبق میں لکھا ہوا ہے یا نہیں اگر ہے تو وہ ہمزہ عارضی ہے اور اگر نہیں ہے تو وہ ہمزہ اصلی ہے۔

اَسْئِلَة

(۱) صفت صلہ کے معنیٰ بیان کریئے گا؟

(۲) فِیْهٖ مُهَانًا کی ہا میں صلہ ہو گا یا قصر؟

(۳) کسرۂ قائمہ اور ضمۂ مقلوبہ کس کی علامت ہے؟

(۴) امالہ کے معنیٰ اور اس کا موقع بتائیے۔

(۵) وصلی اشمام و روم کے معنیٰ اور موقع بتائیں

(۶) سکتہ کے معنیٰ اور قسمیں بیان کریں۔

(۷) سکتاتِ واجبہ کے تمام مواقع بتائیے۔

(۸) عِوَجًا اور مَرْقَدِنَا پر وقف کر دینے سے ترک سکتہ لازم آئے گا یا نہیں؟

(۹) سورۂ توبہ کے شروع میں سکتہ واجب ہے یا جائز؟

(۱۰) صفتِ سکون کے معنیٰ اور قسمیں بیان کریئے؟

(۱۱) سکون لازمی اور عارضی کی صورتیں بتائیے؟

(۱۲) صورتِ نقل کے معنیٰ اور چند مثالیں بتائیے؟

(۱۳) اَلِاسْمُ الْفُسُوْقُ سے ابتدا کس طرح کی جائے گی؟

(۱۴) اجتماع ساکنین کے معنیٰ اور قسمیں بیان کریں؟

(۱۵) الٓمّٓ اَللّٰهُ کا وصلی تلفظ پڑھ کر بتائیے؟

(۱۶) اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہٖ فی کلمتین میں اگر پہلا ساکن حرف مدہ ہو تو کس طرح پڑھیں گے؟

۴۸ اڑتالیسواں سبق

وقف والی صفات کا بیان

جو صفات وقف کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں وہ چار ہیں (جن کو کیفیاتِ وقف بھی کہتے ہیں)

① **اِسکان**:۔ یعنی وقف والے حرف کو بالکل ساکن ادا کرنا (کہ حرکت کی بُو بھی باقی نہ رہے) اس کو وقف بالاسکان کہتے ہیں۔

وقف بالاسکان تینوں حرکات (فتحہ، کسرہ، ضمّہ) میں جائز بلکہ بہتر ہے۔

فائدہ:۔ اگر حرف موقوف پہلے ہی سے ساکن ہو تو اس کو وقف بالسکون کہتے ہیں جیسے وَلَمْ يُوْلَدْ○ (لیکن یہ صفتِ عارضہ نہیں)

② **اِبدال**:۔ یعنی وقف والے حرف کو قاعدہ کے مطابق کسی دوسرے حرف سے "بدلنا"
(پس) اگر موقوف علیہ پر دو زبر ہوں تو تنوین کو الف سے بدلا جائے گا جیسے تَوَّابًا○ نِدَآءً ط هُدًى ج (اور) اگر حرفِ موقوف علیہ گول تا ہو تو اس کو ہا ساکنہ سے بدلا جائے گا جیسے قَسْوَةً ط اس کو وقف بالابدال کہتے ہیں۔

③ **اِشمام**:۔ یعنی وقف والے حرف کو ساکن کرتے ہوئے فوراً اس کے ضمّہ کی طرف حلقۂ شفتین سے ذراسی دیر اشارہ کرنا جیسے نَسْتَعِيْنُ○ اس کو وقف بالاشمام کہتے ہیں۔

④ **رَوم**:۔ یعنی وقف والے حرف کی حرکت اکثر ختم کر کے کمتر ادا کرنا جیسے يَوْمِ الدِّيْنِ○ اس کو وقف بالروم کہتے ہیں۔

وقف بالروم ضمّہ اور کسرہ میں جائز ہے (اور) قرّا کے نزدیک فتحہ میں روم جائز نہیں۔

تنبیہ:۔ ذیل کی دو حالتوں میں بھی روم اور اشمام بالکل جائز نہیں اور آخری صورت میں قرّاء کا اختلاف ہے۔

❶ گول تا (جو وقف میں ہا سے بدل جاتی ہے) جیسے اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ج

❷ حرکتِ عارضی (جو اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے وصل کی حالت میں آتی ہے) جیسے وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ

❸ ہا ضمیر سے پہلے ضمّہ یا کسرہ یا واؤ ساکن یا یائے ساکنہ ہو جیسے مَالُهٗ۔ رَبِّهٖ۔ فَعَلُوْهُ۔ عَلَيْهِ۔

تنبیہ:۔ يَوْمَئِذٍ اور حِيْنَئِذٍ کی ذال کا کسرہ عارضی ہے لہٰذا ان پر بھی وقف بالروم جائز نہیں۔

نوٹ:۔ اشمام۔ روم وغیرہ کے لغوی معنی سبق نمبر ۴۰ اور ۴۳ میں گذر چکے ہیں۔ باقی وقف کے معنی اور اس سے متعلق ضروری باتیں مستقل طور پر آگے بیان کی جائیں گی

وقفی وجوہ کا بیان

● اگر وقف والے حرف سے پہلے حرف مد یا حرف لین نہ ہو تو حرف موقوف پر زبر کی حالت میں صرف اسکان اور زیر کی حالت میں اسکان و روم اور پیش کی صورت میں اسکان و اشمام اور روم تینوں وجہیں ہوتی ہیں جیسے حَسَدَ ۞ مَسَدٍ ۞ اَحَدٌ ۞

● حرف موقوف علیہ پر فتحہ ہو اور اس (وقف والے) حرف سے پہلے حرف مد یا حرف لین ہو جیسے الْعٰلَمِیْنَ اور اَلْیَوْمَ تو حرف مد یا حرف لین میں طول. توسط. قصر، حرف موقوف کے اسکان کے ساتھ تینوں وجہیں جائز ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ حرفِ مدّہ میں طول بہتر ہے اس کے بعد توسط پھر قصر اور حرف لین میں اس کے برعکس پہلا مرتبہ قصر کا ہے اس کے بعد توسط پھر طول۔

(اور) اگر حرف موقوف پر کسرہ ہو اور اس سے پہلے حرفِ مدّہ یا حرف لین ہو جیسے الرَّحِیْمِ ۞ اور الْبَیْتِ ۞ تو اس میں چار وجوہ جائز ہیں یعنی طول. توسط. قصر تینوں اسکان کے ساتھ پھر قصر روم کے ساتھ

(اور) حرف موقوف پر ضمہ ہو اور اس سے پہلے حرفِ مد یا حرف لین ہو جیسے نَسْتَعِیْنُ ۞ خَیْرٌ تو اس میں سات وجوہ جائز ہیں یعنی طول. توسط. قصر اسکان کے ساتھ پھر یہی تینوں (یعنی طول. توسط. قصر) اشمام کے ساتھ پھر قصر روم کے ساتھ۔

● وقف والے حرف ہمزہ پر اگر فتحہ ہو اور اس سے پہلے حرف مد ہو جیسے اَوْلِیَآءَ تو اس میں دو وجہ ہیں یعنی طول اور توسط اسکان کے ساتھ۔

(اور) اگر ہمزہ موقوفہ پر کسرہ ہو اور اس سے قبل حرف مد ہو جیسے قُرُوْٓءٍ ط تو تین وجوہ جائز ہیں یعنی حرفِ مد کا طول اور توسط ہمزہ کے اسکان کے ساتھ پھر توسط روم کے ساتھ۔

(اور) اگر ہمزۂ موقوفہ پر ضمہ ہو اور اس سے پہلے حرف مد ہو جیسے اَمِ السَّمَآءُ ط تو پانچ وجوہ جائز ہیں یعنی حرفِ مد کا طول اور توسط ہمزہ کے اسکان کے ساتھ. حرف مد کا طول و توسط ہمزہ کے ضمہ کے اشمام کے ساتھ پھر حرفِ مد کا توسط ضمۂ ہمزہ کے روم کے ساتھ۔

● اگر ہمزۂ موقوفہ پر کسرہ ہو اور اس سے پہلے حرف لین ہو جیسے مَثَلُ السَّوْءِ ج تو اس میں چار وجوہ جائز ہیں یعنی قصر. توسط طول اسکان کے ساتھ اور قصر روم کے ساتھ۔

(اور) اگر ہمزۂ موقوفہ پر ضمہ ہو جیسے مِنْهُمْ شَیْءٌ ط تو اس میں سات وجوہ جائز ہیں یعنی قصر توسط. طول اسکان کے ساتھ پھر قصر توسط. طول اشمام کے ساتھ پھر قصر روم کے ساتھ

خلاصہ (۴)

اظہار(۱) یعنی حرف کو مخرج اور صفات لازمہ کے ساتھ ادا کرنا

اظہار کے مشہور تین قاعدے ہیں۔

(۱) نون ساکن یا تنوین کے بعد حرف حلقی ہو۔

(۲) میم ساکن کے بعد بار و میم کے علاوہ کوئی حرف ہو۔

(۳) لام تعریف کے بعد حرف قمری ہو۔

(اور) حروف قمریہ چودہ ۱۴ ہیں الخ

ادغام(۲) یعنی ساکن حرف کو متحرک میں ملا کر مشدد پڑھنا۔

(۲) ادغام میں پہلے حرف کو مدغم اور دوسرے کو مدغم فیہ کہتے ہیں۔

(۳) مدغم بالکل چھپ جائے تو ادغام تام ورنہ ناقص ہے۔

(۴) ادغام تین قسم پر ہے مثلین۱ متجانسین۲ متقاربین۳۔

(۵) مدغم اور مدغم فیہ ایک سے حرف ہوں تو مثلین۔ دونوں حرف کا مخرج ایک ہو تو متجانسین ورنہ متقاربین۔

(۶) باعتبار کیفیت ادغام کی دو قسمیں تام اور ناقص۔

(۷) ادغام مثلین ہر جگہ تام ہوتا ہے۔

(۸) ادغام متجانسین صرف طا رکا تا میں ناقص ہوتا ہے۔

(۹) ادغام متقاربین صرف نون ساکن و تنوین کا واؤ۔ یار میں ناقص ہوتا ہے (اور) نخلقکم میں ناقص سے تام بہتر ہے۔

اخفاء(۳) یعنی حرف کی ذات کو چھپانا۔

اخفاء دو قسم پر ہے تام اور ناقص۔

(۱) نون ساکن یا تنوین کے بعد حرف اخفاء ہو تو تام۔

(۲) میم ساکن کے بعد بار ہو تو اخفاء ناقص ہوگا۔

اقلاب(۴) یعنی نون ساکن یا تنوین کے بعد بار ہو تو نون ساکن و تنوین کو میم ساکن سے بدل کر اخفاء کرنا۔

غنہ(۵) یعنی آواز خیشوم میں لے جانا جس کی مقدار ایک الف ہے۔

غنہ چھ حالتوں میں ہوتا ہے۔

(۱-۲) میم نون مشدد ہوں۔

(۳-۴) میم ساکن کے بعد بار یا میم ہوں۔

(۵-۶) نون ساکن کا اخفاء یا ادغام بالغنہ ہوں۔

صلہ(۶) یعنی ہار ضمیر کی حرکت کو دوگنا کرنا۔

ہار ضمیر سے قبل و بعد حرکت ہو تو صلہ ہوگا مگر دو کلمے مستثنیٰ ہیں الخ

سکتہ(۷) یعنی سانس توڑے بغیر ذرا سی دیر رکنا

سکتہ کی دو قسمیں ہیں لفظی اور معنوی (لیکن) بطریق شاطبی سکتہ لفظی مروی نہیں (بطریق جزری جائز ہے)۔

سکتہ معنوی چار جگہ واجب ہے الخ

تسہیل(۸) ابدال(۹) تسہیل کے معنی ہمزہ کو نرم ادا کرنا (اور) ابدال کے معنی ہمزہ کو الف سے بدلنا۔ ءَ اَعْجَمِیٌّ میں تسہیل واجب اور تین کلمات میں جائز ہے الخ

اشمام(۱۰) یعنی تَاْمَنَّا کے نون ساکن میں ہونٹ گول کرنا

روم(۱۱) یعنی تَاْمَنُنَا کے ضمہ کو تہائی ادا کرنا

امالہ(۱۲) یعنی مجرٖیھا کا پہلا الف یار کی طرف جھکانا۔

حرکت(۱۳) یعنی الخ (۲) حرکت کی دو قسمیں ہیں اصلی اور فرعی (۳) اصلی حرکت فتحہ، کسرہ، ضمہ ہیں۔ جو باریک ادا ہوتی ہیں (۴) فرعی حرکت فتحہ ممالہ ہے

صورۂ نقل(۱۴) یعنی ہمزہ عارضی کی حرکت ماقبل کے ساکن حرف کو دے کر ہمزہ کو حذف کر دینا۔

اسکان(۱۵) یعنی وقف میں حرف متحرک کو ساکن محض پڑھنا۔ وقف بالاسکان تینوں حرکتوں میں جائز ہے

ابدال(۱۶) یعنی وقف میں دو زبر کو الف سے اور گول تار کو ہار سے بدلنا

اشمام(۱۷) یعنی حرف موقوف کو ساکن کرتے ہوئے اس کے ضمہ کی طرف اشارہ کرنا

روم(۱۸) یعنی حرف موقوف کے کسرہ یا ضمہ کو تہائی ادا کرنا

نقشہ صفاتِ عارضہ

نمبر شمار	حروف	عارض بالصفت		عارض بالحرف						عارض بالوقف		
۱	ا	تفخیم	ترقیق	مد	امالہ							
۲	ب			ادغام	حرکت					اسکان	اشمام	روم
۳	ت			″	″					″	″	″[1]
۴	ث			″	″					″	″	″
۵	ج			۰	″					″	″	″
۶	ح			۰	″					″	″	″
۷	خ			۰	″					″	″	″
۸	د			ادغام	″					″	″	″
۹	ذ			″	″					″	″	″
۱۰	ر	تفخیم	ترقیق	″	″					″	″	″
۱۱	ز			۰	″					″	″	″
۱۲	س			۰	″					″	″	″
۱۳	ش			۰	″					″	″	″
۱۴	ص			۰	″					″	″	″
۱۵	ض			۰	″					″	″	″
۱۶	ط			ادغام	″					″	″	″
۱۷	ظ			″	″					″	″	″
۱۸	ع			۰	″					″	″	″
۱۹	غ			۰	″					″	″	″
۲۰	ف			ادغام	″					″	″	″
۲۱	ق			″	″					″	″	″
۲۲	ك			″	″					″	″	″
۲۳	ل	تفخیم	ترقیق	″	″					″	″	″
۲۴	م			″	اخفا	غنّہ	اظہار	حرکت		″	″	″
۲۵	ن			″	″	اقلاب	غنّہ	اظہار	حرکت[2]	″	″	″
۲۶	و			″	مد	حرکت				″	″	″
۲۷	ه			″	صلہ	″				″	″	″
۲۸	ء			تسہیل	ابدال	صورۃ نقل	حرکت			″	″	″
۲۹	ی			مد	حرکت					″	″	″

[1] اور ابدال جبکہ تا مدورہ ہو ۱۲ منہ [2] اور وصلی اشمام و روم صرف تَاْمَنَّا میں ۱۲ منہ

۵۰ پچاسواں سبق

ضربی وجوہ کا بیان

صفات عارضہ کے باب میں یہ بیان بہت مشکل سمجھا جاتا ہے لیکن اس کو مشکل سمجھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک انجان آدمی پانی پر تیرنے کو مشکل بلکہ ناممکن سمجھتا ہے لیکن جب وہ کسی جاننے والے سے سیکھ لیتا ہے تو پھر بلا تکلف تیرتا چلا جاتا ہے اور پھر اس تیرنے میں جو اس کو لطف آتا ہے خاص کر موسم گرما میں اس کو وہی شخص سمجھتا ہے جو تیرتا ہو اسی لئے کہا کرتا ہوں کہ طلبہ کی تفریح کا جو سامان اس مضمون میں ہے وہ تجوید کے کسی مضمون میں نہیں ؎

پُر لطف یہ سبق ہے کہتا ہے بندۂ صادق
کرنا ہے ضبط اس کو چاہتے ہو بننا حاذق

ضرب کے معنیٰ دو عددوں میں ایک عدد کو دوسرے عدد کے شمار کے مطابق دوگنا یا کئی گنا کرنا (مثلاً) چار کو چار میں ضرب دینا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ چار کو چار گنا کر دیا جائے جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ متعدد وجوہ والے دو مدوں کے جمع ہونے کی حالت میں ایک مد کی ہر وجہ کے ساتھ دوسرے مد کی سب وجہوں کو یکے بعد دیگرے پڑھا جاتا ہے۔

اس کو آپ ایک محسوس مثال سے اس طرح سمجھیں کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے داہنی طرف چار بادام اور بائیں طرف سولہ کشمش رکھی ہیں۔

آپ بسم اللہ الخ پڑھ کر سیدھے ہاتھ سے ایک بادام اور الٹے ہاتھ سے کشمش اٹھا کر اپنے سامنے رکھتے ہیں اس کے بعد بادام کو واپس اٹھا لیتے ہیں اور کشمش کو وہیں چھوڑ دیتے ہیں اس کے بعد دوبارہ پھر اسی طرح آپ کرتے ہیں کہ داہنی طرف سے بادام اور بائیں طرف سے کشمش لے کر سامنے رکھتے ہیں اور بادام واپس لے لیتے ہیں اور کشمش وہیں چھوڑ دیتے ہیں اس کے بعد تیسری بار پھر آپ بالکل اسی طرح کرتے ہیں۔

چوتھی بار پھر آپ بادام اور کشمش لے کر سامنے رکھتے ہیں لیکن اس بار بادام کو بھی سامنے چھوڑ دیتے ہیں۔

اب آپ اپنے استاذِ محترم کو بتائیں کہ آپ کے سامنے اس وقت کتنے بادام اور کتنی کشمشیں رکھی ہیں؟

اس کے بعد پھر آپ بالکل اسی طرح کرتے ہیں کہ چار بار میں کشمش ہر مرتبہ اپنے سامنے چھوڑ دیتے ہیں اور بادام کو تین بار واپس لے لیتے ہیں اور چوتھی بار میں بادام کو بھی اپنے سامنے چھوڑ دیتے ہیں۔

بتائیے کہ اس وقت آپ کے سامنے بادام کتنے ہیں اور کشمشیں کتنی ہیں؟

تیسری بار اور چوتھی بار پھر آپ بعینہٖ یہی کرتے ہیں لہٰذا بتائیں کہ تیسری بار میں دونوں چیزوں کی آپ کے سامنے کیا تعداد ہوئی اور چوتھی بار میں کیا؟

مجھے امید ہے کہ ان سطور سے "ضرب" کے معنیٰ ان شاء اللہ تعالیٰ آسانی سے سمجھ میں آجائیں گے جو کہ اس مضمون کو سمجھنے کے لئے ایک بنیادی چیز ہے۔

ضربی وجوہ بہت بہت پیدا ہوسکتی ہیں (کیونکہ) جتنے وقوف اور مدود زیادہ جمع ہوں گے اتنی ہی ضرب دینے سے ضربی وجوہ زیادہ ہوتی چلی جائیں گی (لیکن) فن لحاظ سے ان بہت سی ضربی وجوہ میں سے چند ہی وجوہ جائز ہوتی ہیں (کیونکہ) کسی بھی وجہ کے درست ہونے کے لئے تین معیار ہیں۔

(۱) ایک قسم کے مدوں کی مقداروں میں مساوات یعنی برابری ہو۔

(۲) مختلف قسم کے مدوں میں قوی مد پر ضعیف کو ترجیح نہ ہو۔

(۳) مقداروں سے متعلق جو اقوال ہیں ان میں خلط نہ ہو۔

پس اگر کسی جگہ دو یا اس سے زیادہ مد جمع ہو جائیں تو ضرب دینے سے بہت سی وجوہ نکلیں گی (مثلاً) استعاذہ بسملہ اور رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ کے فصل کل کی حالت میں ضربی وجہیں اڑتالیس نکلتی ہیں جس کی تفصیل یہ ہے کہ یہاں تین وقوف ہیں جن میں سے الرَّجِيْمِ اور الرَّحِيْمِ میں مد عارض اور کیفیت وقف کے اعتبار سے چار چار وجہیں نکلتی ہیں (یعنی طول۔ توسط۔ قصر اسکان کے ساتھ اور قصر روم کے ساتھ اور الْعٰلَمِيْنَ میں صرف اسکان والی تین وجہیں۔ اب نقشہ نمبر ایک دیکھیں اور اس کی وجوہ زبانی یاد کریں۔

نقشہ (۱)

نمبر شمار	الرَّجِيْمِ	الرَّحِيْمِ	الْعٰلَمِيْنَ
۱	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان
۲	توسط مع الاسکان	توسط مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۳	قصر مع الاسکان	قصر مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۴	قصر مع الروم	قصر مع الروم	

نقشہ (۲)

شمار	الرَّجِیْمِ	الرَّحِیْمِ	وضاحت
۱	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان	یہ پہلی چار وجہیں ہیں جن میں الرجیم کی وجہ تو بادام کی طرح ایک ہی ہے اور الرحیم کی وجوہ کشمکش کی طرح چاروں ادا ہوئیں
۲	〃 〃 〃	توسط مع الاسکان	
۳	〃 〃 〃	قصر مع الاسکان	
۴	〃 〃 〃	قصر مع الروم	
۵	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان	یہ دوسری چار وجوہ ہیں جن میں بھی یہی تفصیل ہے جو ابھی گزری البتہ دوسرے بادام کی طرح الرجیم کی وجہ بھی دوسری ہے۔
۶	〃 〃 〃	توسط مع الاسکان	
۷	〃 〃 〃	قصر مع الاسکان	
۸	〃 〃 〃	قصر مع الروم	
۹	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان	یہ تیسری چار وجوہ ہیں جن میں وہی مذکورہ تفصیل ہے البتہ تیسرے بادام کی طرح الرجیم کی وجہ بھی تیسری ہے۔
۱۰	〃 〃 〃	توسط مع الاسکان	
۱۱	〃 〃 〃	قصر مع الاسکان	
۱۲	〃 〃 〃	قصر مع الروم	
۱۳	قصر مع الروم	طول مع الاسکان	یہ چوتھی چار وجوہ ہیں جن میں وہی مذکورہ تفصیل ہے البتہ چوتھے بادام کی طرح الرجیم کی وجہ بھی چوتھی ہے
۱۴	〃 〃 〃	توسط مع الاسکان	
۱۵	〃 〃 〃	قصر مع الاسکان	
۱۶	〃 〃 〃	قصر مع الروم	

پس استعاذہ کی چار[۴] وجوہ کو بسملہ کی چار[۴] وجوہ میں ضرب دینے سے چار چوک سولہ وجہیں ہوتی ہیں جن کے جاری کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ استعاذہ کی ہر وجہ کے ساتھ بسملہ کی چار چار وجوہ اس طرح پڑھیں کہ اول الرَّجِیْمِ میں صرف طول[۱] اسکان کے ساتھ اور الرَّحِیْمِ میں طول۔ توسط۔ قصر اسکان کے اور قصر روم کے ساتھ (پھر) دوسری بار الرَّجِیْمِ میں توسط[۲] مع الاسکان اور الرَّحِیْمِ میں وہی چاروں وجوہ (یعنی طول۔ توسط۔ قصر مع الاسکان اور قصر مع الروم) پڑھی جائیں (پھر) تیسری بار الرَّجِیْمِ میں صرف قصر[۳] مع الاسکان اور الرَّحِیْمِ میں وہی چاروں[۱-۲-۳-۴] وجوہ اسی ترتیب سے پڑھی جائیں (پھر) چوتھی بار الرَّجِیْمِ میں صرف قصر[۴] مع الروم اور الرَّحِیْمِ میں بعینہ وہی چاروں[۱-۲-۳-۴] وجوہ پڑھی جائیں پس یہ کل وجہیں ۱۶ سولہ ہو گئیں اب نقشہ نمبر ۲ دیکھیں اور اس کی وجوہ زبانی یاد کریں۔

پھر ان سولہ[۱۶] وجہوں کو الْعٰلَمِیْنَ کی تین وجوہ میں ضرب دینے سے سولہ[۱۶] تیا اڑتالیس وجہیں ہوتی ہیں۔ اس طرح کہ مذکورہ سولہ[۱۶] وجوہ کو بالترتیب تین بار اس طرح پڑھا جائے کہ پہلی[۱] بار میں الْعٰلَمِیْنَ میں ہر مرتبہ طول کیا جائے اور دوسری[۲] بار میں ہر مرتبہ توسط کیا جائے اور تیسری[۳] بار میں ہر مرتبہ قصر کیا جائے پس یہ کل وجوہ اڑتالیس ہو گئیں جن میں صرف چھ[۶] وجوہ صحیح ہیں اور دو[۲] وجہوں میں اختلاف ہے، باقی چالیس[۴۰] وجوہ بالاتفاق غیر صحیح ہیں۔ اب اگلے صفحے کے نقشہ نمبر تین کو دیکھ کر تمام وجوہ سمجھنے کی کوشش کریں اور خوب ہمت سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔ آمین ؎

عجب ہے وصف شاہیں کا بہ صادق — کہ وہ پرواز سے تھکتا نہیں ہے

نقشہ (۳) اڑتالیس وجوہ

	الرَّحِيمِ	الرَّحِيمِ	الْعٰلَمِينَ		الرَّحِيمِ	الرَّحِيمِ	الْعٰلَمِينَ
●	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان	۲۵	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان	توسط مع الاسکان
۲	〃 〃	توسط مع الاسکان	〃 〃	۲۶	〃 〃	توسط مع الاسکان	〃 〃
۳	〃 〃	قصر مع الاسکان	〃 〃	۲۷	〃 〃	قصر مع الاسکان	〃 〃
۴	〃 〃	قصر مع الروم	〃 〃	۲۸	〃 〃	قصر مع الروم	〃 〃
۵	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان	〃 〃	۲۹	قصر مع الروم	طول مع الاسکان	〃 〃
۶	〃 〃	توسط مع الاسکان	〃 〃	۳۰	〃 〃	توسط مع الاسکان	〃 〃
۷	〃 〃	قصر مع الاسکان	〃 〃	۳۱	〃 〃	قصر مع الاسکان	〃 〃
(۸)	〃 〃	قصر مع الروم	〃 〃	(۳۲)	〃 〃	قصر مع الروم	〃 〃
۹	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان	〃 〃	۳۳	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان	قصر مع الاسکان
۱۰	〃 〃	توسط مع الاسکان	〃 〃	۳۴	〃 〃	توسط مع الاسکان	〃 〃
۱۱	〃 〃	قصر مع الاسکان	〃 〃	۳۵	〃 〃	قصر مع الاسکان	〃 〃
۱۲	〃 〃	قصر مع الروم	〃 〃	۳۶	〃 〃	قصر مع الروم	〃 〃
۱۳	قصر مع الروم	طول مع الاسکان	〃 〃	۳۷	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان	〃 〃
۱۴	〃 〃	توسط مع الاسکان	〃 〃	۳۸	〃 〃	توسط مع الاسکان	〃 〃
۱۵	〃 〃	قصر مع الاسکان	〃 〃	۳۹	〃 〃	قصر مع الاسکان	〃 〃
(۱۶)	〃 〃	قصر مع الروم	〃 〃	۴۰	〃 〃	قصر مع الروم	〃 〃
۱۷	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان	توسط مع الاسکان	۴۱	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان	〃 〃
۱۸	〃 〃	توسط مع الاسکان	〃 〃	۴۲	〃 〃	توسط مع الاسکان	〃 〃
۱۹	〃 〃	قصر مع الاسکان	〃 〃	●	〃 〃	قصر مع الاسکان	〃 〃
۲۰	〃 〃	قصر مع الروم	〃 〃	●	〃 〃	قصر مع الروم	〃 〃
۲۱	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان	〃 〃	۴۵	قصر مع الروم	طول مع الاسکان	〃 〃
●	〃 〃	توسط مع الاسکان	〃 〃	۴۶	〃 〃	توسط مع الاسکان	〃 〃
۲۳	〃 〃	قصر مع الاسکان	〃 〃	●	〃 〃	قصر مع الاسکان	〃 〃
۲۴	〃 〃	قصر مع الروم	〃 〃	●	〃 〃	قصر مع الروم	〃 〃

نوٹ:۔ رسالہ سراج القراءۃ، معارف التجوید، ہدیۃ الوحید، فوائد مکیہ وغیرہ میں وجہ نمبر ۴۳-۴۸ کو بھی غیر جائز فرمایا ہے لیکن انکے عدم جواز کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آسکی

تیسرے جدول کی مذکورہ اڑتالیس[۴۸] وجوہ میں سیاہ دائرہ والی چھ وجوہ صحیح ہیں اور گول دائرہ والی دو[۲] وجہوں میں اختلاف ہے یعنی بعض حضرات جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز باقی چالیس[۴۰] وجوہ بالاتفاق غیر صحیح ہیں۔

(اور) اگر فصل کل کے بجائے فصلِ اول وصل ثانی کے ساتھ پڑھا جائے تو ضربی وجوہ بارہ[۱۲] نکلتی ہیں جن میں مساوات والی چار[۴] وجوہ بالاتفاق جائز ہیں اور دو[۲] اختلافی ہیں باقی چھ غیر جائز۔

(اور) وصلِ اول فصلِ ثانی کی حالت میں بعینہٖ یہی بارہ وجوہ نکلتی ہیں

(اور) وصلِ کل کی صورت میں صرف الْعٰلَمِیْن کی تین وجوہ ہی ہونگی

فائدہ:۔ اگر مد عارض اور مد لین عارض جمع ہوں تو ضربی وجوہ کم از کم نو نکلتی ہیں جن میں چھ وجہیں جائز اور تین ناجائز ہیں کیونکہ ان میں مد قوی پر ضعیف کی ترجیح لازم آتی ہے۔ (دیکھئے نقشہ نمبر ۴)

(اور) مد عارض اور مد لین عارض میں حرف موقوف پر کسرہ یا ضمہ ہو تو روم و اشمام کی وجہ سے وجوہ بڑھ جائیں گی جیسے الرَّحِیْمِ٥ قُرَیْشٍ٥ کہ اس میں ضربی وجوہ بجائے نو[۹] کے سولہ نکلیں گی۔

فائدہ: اگر دو[۲] مدِ متصل جمع ہوں تو ضربی وجوہ نو[۹] نکلتی ہیں جن میں مساوات والی تین[۳] وجوہ جائز اور باقی چھ[۶] غیر جائز ہیں کیونکہ ان میں خلط فی الاقوال لازم آتا ہے (دیکھئے نقشہ نمبر ۵)

(اور) اگر دو[۲] مد منفصل جمع ہوں جیسے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا تو اس صورت میں بعینہٖ وہی نو[۹] وجوہ نکلتی ہیں جن میں تین جائز باقی چھ[۶] وجوہ خلط کی وجہ سے غیر جائز ہیں۔ (اور) اگر مدِ متصل اور مد منفصل جمع ہوں جیسے وَجَآءُوْۤ اَبَاهُمْ تو اس صورت میں بھی ضربی وجوہ نو[۹] نکلتی ہیں جن میں چھ جائز ہیں اور تین ناجائز کیونکہ ان میں مد قوی پر ضعیف کو ترجیح ہو جاتی ہے۔

نقشہ (۴)

	فِیْهَا السَّیْرَ	اٰمِیْنَ٥
۱	قصر مع الاسکان	طول مع الاسکان
۲	۔ ″	توسط مع الاسکان
۳	۔ ″	قصر مع الاسکان
۴	توسط مع الاسکان	طول مع الاسکان
۵	۔ ″	توسط مع الاسکان
●	۔ ″	قصر مع الاسکان
۷	طول مع الاسکان	طول مع الاسکان
●	۔ ″	توسط مع الاسکان
●	۔ ″	قصر مع الاسکان

نقشہ (۵)

	وَالسَّمَآءَ	بِنَآءً
●	تین الفی مد	دو الفی مد
۲	۔ ″	ساڑھے تین الفی مد
۳	۔ ″	چار الفی مد
۴	ساڑھے تین الفی مد	تین الفی مد
●	۔ ″	ساڑھے تین الفی مد
۶	″	چار الفی مد
۷	چار الفی مد	تین الفی مد
۸	۔ ″	ساڑھے تین الفی مد
●	″	چار الفی مد

فائدہ:۔ اگر چند مد متصل یا چند مد منفصل یا دونوں قسم کے کئی جمع ہو جائیں تو قاعدہ کے مطابق ضربی وجوہ صحیح اور غیر صحیح نکال لینی چاہئیں مثلاً هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ میں ضربی وجوہ ستائیس[۲۷] نکلتی ہیں اس طرح کہ پہلے مد منفصل کی تین وجوہ کو دوسرے مد منفصل کی تین وجوہ میں ضرب دینے سے تین تیا نو[۹] وجہیں ہوتی ہیں اور ان نو کو مد متصل کی تین وجوہ میں ضرب دینے سے نو تیا ستائیس وجوہ ہوتی ہیں جن میں صرف چھ[۶] وجوہ صحیح ہیں باقی غیر صحیح۔

خوش خبری

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے علم تجوید کا تیسرا جزو پورا ہوگیا۔ اور اسباق کے اعتبار سے یہاں کتاب تقریباً دو تہائی ہو رہی ہے۔

مجھے امید ہے کہ طلبائے عزیز "ضربی وجوہ" کا بیان بھی ان شاء اللہ تعالیٰ بآسانی سمجھ سکیں گے لیکن اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو حیران و پریشان نہ ہوں بلکہ ذوق وشوق سے وقتاً فوقتاً اس کو دیکھتے رہیں اور غور وخوض کرتے رہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی وقت سمجھ میں آجائے گی۔ ساتھ ہی اللہ رب العزت سے دعا بھی کرتے رہیں کہ وہ مدد و نصرت فرماوے اور آپ کو ہمت واستقلال کی دولت سے نوازے۔ آمین

نظم

حمد کے لائق ہے تو اے ذوالجلال
ہر طرح سے ہے تو بے شک بے مثال

کرتو نازل تو درود اور تو سلام ✦ بر نبیِّ مصطفیٰ خیرُ الانام
ہے نہیں تیرے سوا کوئی الٰہ ✦ نفس وشیطان سے تو دے اپنی پناہ
بے شبہ کمزور ہوں اور خام بھی ✦ کر سہل میرے لئے یہ کام بھی
ڈگمگا جائیں نہ یاں میرے قدم ✦ کر کرم بس مجھ پہ تو اے ذوالکرم
میری اس کوشش کو تو کر کامیاب ✦ دے نہ جائے میری ہمت یہ جواب
ہے بہت آسان یہ بیشک کتاب ✦ لیک ہے مشکل سمجھنا بس یہ باب
عزم وہمت کا بنا مجھ کو پہاڑ ✦ تا کہ پاؤں علم وعرفان کی بہار
طالبِ صادق بنا ترتیل کا ✦ اور اس کے علم کی تکمیل کا
حافظ وقاری مجھے بہتر بنا ✦ فن کا ماہر بلکہ ماہر تر بنا
کر عطا مجھ کو حیاتِ طیبہ ✦ اور علم وفہم دینِ قیمہ
اے خدا مجھ کو بنا لے باوفا ✦ اور اپنی معرفت تو کر عطا

کر دعا مقبول یہ اے ذوالمنن
اور درود لاکھ، بر جدِّ الحسن آمین

فیوض مکیہ
٩٧
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
قال اللہ تعالیٰ ورتل القرآن ترتیلا (سورۃ المزمل)
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
جودوا القرآن وزینوہ باحسن الاصوات واعربوہ الخ
(نشر کبیر صفحہ ۲۱)
نقشہ علم التجوید
مخرج
صفت
محقق
مقدر
لازمہ
عارضہ
حلقی
لسانی
شفوی
جوف
خیشوم
حروف مدہ
حروف غنہ
۱ شروع حلق (ء ہ)
۲ بیچ حلق (ع ح)
۳ آخر حلق (غ خ)
۴ جڑ زبان، نرم تالو (ق)
۵ جڑ زبان سخت تالو (ک)
۶ بیچ زبان، تالو (ج ش ی)
۷ حافہ زبان، ڈاڑھوں کی جڑ (ض)
۸ کنارہ زبان، دانتوں کی جڑ (ل)
۹ سرزبان، تالو (ن)
۱۰ سرا پشت زبان، تالو (ر)
۱۱ سرزبان جڑ ثنایا علیا (ط د ت)
۱۲ سرزبان کنارہ ثنایا علیا (ظ ذ ث)
۱۳ سرزبان کنارہ ثنایا (ص س ز)
۱۴ نچلا لب کنارہ ثنایا علیا (ف)
۱۵ دونوں لب (ب م و)
متضادہ
منفردہ
قویہ
ضعیفہ
قویہ
ضعیفہ
جہر
ہمس
قلقلہ
لین
شدت
توسط
رخوہ
صفیر
غنہ
استعلا
استفال
تفشی
اطباق
انفتاح
تکریر
اصمات
اذلاق
بالصفۃ
بالحرف
بالوقف
تفخیم
امالہ
اسکان
ترقیق
اشمام
اشمام
ردم
روم
ابدال
ابدال
تسہیل
جائز
حرکت
اظہار
ادغام
اخفاء
اقلاب
غنہ
صلہ
اصلی
مد
فرعی
حقیقی
متصل
منفصل
لازم
عارض
(قاری) محمد اسمٰعیل صادق
مسجد الکرم مکہ

۵۱ اکیاونواں سبق

وقف کا تمہیدی بیان

اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا کے تحت سیدنا حضرت علیؓ وغیرہ کا مشہور قول ہے اَلتَّرْتِیْلُ هُوَ تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ یعنی ترتیل کے معنیٰ ہیں حرفوں کو تجوید سے پڑھنا اور وقفوں کی معرفت حاصل کرنا (لہٰذا) ترتیل اسی وقت کامل ہوسکتی ہے جبکہ حرفوں کی تجوید کے ساتھ وقفوں کی تجویز بھی صحیح ہو (ورنہ) صرف علم تجوید سے الفاظ کی ادا، تو صحیح ہوسکتی ہے لیکن بے موقعہ وقف وغیرہ کرنے سے قراءۃ صحیح نہیں ہوسکتی (بلکہ) بعض مرتبہ کلام اللہ شریف کے مقصود کے خلاف معنیٰ پیدا ہونے کا وہم ہوسکتا ہے اس لئے کہ کلام اللہ عربی میں اور اس کی عبارتیں گفتگو کے انداز میں واقع ہوئی ہیں (اور) ظاہر ہے کہ ہر زبان کی گفتگو میں رُکنے نہ رُکنے کے مواقع ہوتے ہیں جن کو بات کے صحیح بیان کرنے اور صحیح سمجھنے میں بہت دخل ہوتا ہے جس کی مثال اردو میں یوں سمجھیں کہ آپ کو کسی سے کہنا ہے" اُٹھو، مت بیٹھو" جس میں اُٹھنے کا حکم ہے اور بیٹھنے کی ممانعت لیکن اگر آپ نے " اٹھو" کے بجائے "مت" پر وقف کیا تو مطلب بالکل برعکس۔ یعنی اٹھنے کی ممانعت اور بیٹھنے کا حکم ہوجائے گا۔ جو مقصود کے قطعی خلاف ثابت ہوگا (لہٰذا) قاری کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسائل تجوید کی طرح مسائل وقف وغیرہ سے بھی واقف ہو۔

وقف کے معنیٰ لغت میں "اَلْوَقْفُ عَنِ الشَّیْءِ" یعنی کسی چیز سے رُک جانا۔ اصطلاح قرّار کے لحاظ سے وقفِ لغوی کی چار صورتیں ہیں۔ وقف[۱]، سکتہ[۲]، سکوت[۳] اور قطع[۴]۔ پھر چونکہ وقف اور سکوت کے بعد ابتدا[۵] یا اعادہ[۶] ضروری ہے نیز وقف کی ضد وصل ہے اس لئے ان سب[*] کے ضروری ضروری مسائل مختصر طور پر لکھنا شروع کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتا ہوں۔ وَهُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔

فائدہ: مذکورہ ساتوں چیزوں (یعنی وقف[۱]، سکتہ[۲]۔ سکوت[۳]۔ قطع[۴]۔ ابتدا[۵]۔ اعادہ[۶]۔ وصل[۷]) کو قُرّاء کی اصطلاح میں ملحقاتِ قراءۃ کہتے ہیں۔

---

[*] یعنی سکتہ کے علاوہ کیونکہ سکتہ کا بیان اڑتیسویں سبق میں گذر چکا ہے ۱۲ منہ

۵۲ باونواں سبق

وقف اصطلاحی کا بیان

وقف کے معنیٰ: آخر کلمہ پر سانس توڑ کر آگے پڑھنے کی نیت کے ساتھ کچھ دیر رکنا۔
قاری کے حال اور ضرورت کے اعتبار سے وقف کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) **وقفِ اختیاری:** یعنی اپنے ارادہ اور اختیار سے استراحت کی غرض سے وقف کرنا۔ اوقاف میں یہی اصل ہے۔ وقفِ اختیاری بھی آیت اور علامتِ وقف وغیرہ[1] پر کرنا چاہئے۔

(۲) **وقفِ اضطراری:** یعنی کسی اضطرار (مجبوری) کی وجہ سے وقف کرنا جس کی چند صورتیں ہیں

- قرأۃ کے دوران سانس تنگ ہوجائے
- کھانسی، چھینک، ہچکی آجائے۔
- پڑھتے پڑھتے تھک جائے یا رک جائے
- کوئی بات کرنے کی ضرورت لاحق ہوجائے۔

(۳) **وقفِ اختباری:** یعنی وقف سے متعلق کوئی بات سمجھنے سمجھانے یا امتحان و اختبار (آزمائش) کی غرض سے وقف کرنا مثلاً شاگرد استاذ سے کسی کلمہ پر وقف کرنے کا طریقہ معلوم کرے کہ فلاں کلمہ پر وقف کس طرح کیا جائے گا یا استاذ شاگرد سے اس لئے کسی کلمہ پر وقف کرنے کے لئے کہے کہ وہ قاعدہ کے مطابق وقف کرسکتا ہے یا نہیں۔

وقف اضطراری اور وقف اختباری ہر اس کلمہ پر ہوسکتا ہے جو اپنے بعد کے کلمہ سے الگ لکھا ہوا ہو

(۴) **وقفِ انتظاری:** یعنی کلمہ کی مختلف قرأتیں ادا کرنے کی غرض سے وقف کرنا۔ وقف انتظاری کی ضرورت قرأتِ سبعہ وغیرہ میں واقع ہوتی ہے (البتہ) روایتِ منفردہ میں اگر کسی کلمہ کی مختلف وجوہ ادا کرنے کی غرض سے وقف کیا جائے تو اس کو بھی وقفِ انتظاری کہہ سکتے ہیں جیسے مدعارض کی تینوں وجہیں ادا کرنے کی غرض سے وقف کرنا۔

وقف انتظاری ہر اس کلمہ پر درست ہے جس میں قرأۃ کی مختلف وجہ ہوں۔

فائدہ: وقف میں دو باتوں کا لحاظ رکھنا بہت ہی ضروری ہے چاہے وقفِ اختیاری ہو یا وقفِ اضطراری وغیرہ

(۱) **کیفیتِ وقف:** یعنی وقف کرنے کا طریقہ جاننا کہ وقف کیسے کیا جاتا ہے۔

(۲) **محلِ وقف:** یعنی وقف کرنے کی جگہ پہچاننا کہ وقف کہاں کیا جاتا ہے۔

---

[1] یعنی وقفِ تام اور وقف کافی (جن کا بیان اِن شاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ضمیمہ میں آئے گا) ۱۲ منہ

۵۳ ترپنواں سبق

محلِ وقف کا بیان

محلِ وقف (یعنی وقف کرنے کی جگہ) کا پہچاننا بہت ضروری ہے تاکہ وقف بے موقع نہ ہو۔ محلِ وقف کا پہچاننا عربی جاننے پر موقوف ہے (لہٰذا) حضرت علامہ سجاوندیؒ وغیرہ نے اوقاف کی قسمیں متعین کر کے قرآن شریف میں ان کی نشانیاں وضع فرما دی ہیں (باقی) آیتوں کے مقامات اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیدنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے ہیں لیکن یہ وقف کی غرض سے نہیں ہیں (گو) آیات پر سنت کی نیت سے وقف کر سکتے ہیں (لیکن) آیات پر وقف فرمانے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی معمول سمجھنا، یا ہمیشہ آیت پر وقف کرنا اور اس کے خلاف پڑھنے کو غلط کہنا صحیح نہیں (کیونکہ) آپ سے آیات کا وصل بھی ثابت ہے (پس) اگر شوقِ سنت یا کوئی ضرورت ہو تو آیات پر وقف کرے ورنہ معنیٰ کے لحاظ ہی سے وقف کرنا بہتر ہے۔

محل کے اعتبار سے وقف کی قسمیں اور ان کی رموز متعدد ہیں جن میں سے چار قوی اور مرتبہ میں بڑی ہیں جو بالتدریج یہ ہیں۔

(۱) وقفِ اَحسَن[عہ]: یعنی پکی آیت (جس پر لام الف وغیرہ نہ ہو) ایسی آیت پر وقف کرنا بہت ہی بہتر ہے جیسے یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝ نَسۡتَعِیۡنُ ۝ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝ عَظِیۡمٌ ۝ع

(۲) وقفِ لازم: جس کی علامت میم (م) ہوتی ہے اس جگہ وقف کرنا عرفی طور پر ضروری ہے۔

(۳) وقفِ مُطلَق: جس کی علامت طاء (ط) ہوتی ہے اس جگہ وقف کرنا بہتر ہے۔

(۴) وقفِ جائز: جس کی علامت جیم (ج) ہوتی ہے اس جگہ وقف کرنا جائز ہے۔

علاماتِ قویہ پر وقف کے بعد ابتدا کی جائے گی اعادہ نہیں (البتہ) ضعیف علامت پر ضرورۃً وقف کے بعد عربی داں قاری کو مناسب اور مفید جگہ سے اعادہ کرنا چاہئے اور غیر عربی داں شخص مابعد سے ابتدا کر سکتا ہے (کیونکہ) ایسے اعادہ سے ابتدا بہتر ہے جس سے کلام میں بے ربطی ہو (اور) وقف کی علامات ضعیف چار ہیں جو بالترتیب یہ ہیں۔

(۱) ز: جو وقف مُجَوَّز کی علامت ہے اس جگہ وقف کی اجازت ہے لیکن وصل بہتر ہے۔

(۲) ص: جو وقف مُرَخَّص کی علامت ہے اس جگہ وقف کی رخصت ہے لیکن بہتر وصل ہی ہے۔

(۳) ق: جو قِیۡلَ عَلَیۡهِ الۡوُقُوۡفُ کی علامت ہے اور بہت ضعیف ہے اس جگہ وقف میں اختلاف ہے۔

(۴) قف: جو قَدۡ یُوۡقَفُ علیہ کی علامت ہے اور اضعف ہے اس جگہ مجبوراً ہی وقف کیا جاتا ہے۔

[عہ] وقف کی یہ قسم مؤلف کا اضافہ ہے ۱۲ منہ

فائدہ: مذکورہ اوقاف کے علاوہ چار اوقاف اور ہیں جو قرآن کے حاشیہ پر لکھے ہوتے ہیں۔

① **وقفُ النبی** ﷺ: اس جگہ وقف کرنا مستحب ہے، یہ وقف آپ ﷺ کی طرف خصوصیت کے ساتھ منسوب ہے

② **وقف جبریل** ؑ: اس جگہ بھی وقف کرنا مستحب ہے کہ جبریل ؑ کے اتباع میں آپ نے بھی وقف فرمایا ہے

③ **وقفِ غفران**: اس جگہ وقف کرنا بہتر ہے کہ یہاں وقف سے معنیٰ خوب واضح ہو جاتے ہیں۔

④ **وقف معانقہ**: اس جگہ قریب قریب دو جگہ تین تین نقطے ہوتے ہیں جیسے اَمۡرِهٖ سَلٰمٌ ۛ هِیَ

وقفِ معانقہ کا حکم یہ ہے کہ ایک جگہ وصل کیا جائے اور ایک جگہ وقف (کیونکہ) وقفِ معانقہ کے موقع پر فصل کل جائز نہیں اور وصل کل بہتر نہیں۔

تنبیہات: وقف کرتے میں اوقاف کے مراتب کا لحاظ ضروری ہے تاکہ قوی وقف پر ضعیف کو ترجیح نہ ہو

● آیت پر جس قسم کی علامت ہوگی ویسا ہی اس کا حکم دیا جائے گا (مثلاً ایک آیت پر طاء ہے اور دوسری پر جیم ہے تو ٹھہرنے کے بارے میں طاء والی آیت زیادہ بہتر ہوگی)

● اگر ایک جگہ کئی علامتیں ہوں تو جو علامت اوپر یا آگے ہو اس کا اعتبار کیا جائے۔

● وقف میں صرف اتنی دیر رُکنا چاہئے کہ سانس بآسانی لے سکے ورنہ سکوت کہا جائے گا۔

فائدہ زائدہ: آیت کے معنیٰ "قرآنی حروف کی جماعت" قرآن شریف کی آیتوں کا شمار بھی سیدنا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ آیات کا شمار ایک مستقل فن ہے، جس کو "فنّ عدّ الآی" کہتے ہیں جس میں آیتوں کی تعداد اور ان کے شروع و آخر وغیرہ کا بیان ہوتا ہے۔

آیات کے شمار سات ہیں ① مکّی ● مدنی ④ کوفی ⑤ بصری ⑥ دمشقی ⑦ حمصی

موجودہ قرآنوں میں آیتوں کے نشانات کوفی شمار کے مطابق بنے ہوئے ہیں (اور) کوفی شمار میں آیات کی تعداد چھ ہزار، دو سو، چھتیس (۶۲۳۶) ہے۔

تنبیہ: پانچ کا ہندسہ (۵) بھی آیت کی علامت ہے لیکن کوفی شمار میں یہاں آیت نہیں

اَسْئِلَہ

① بقول حضرت علیؓ ترتیل کے کیا معنیٰ ہیں؟ ② تجوید اور معرفۃ وقف میں حکماً کیا فرق ہے؟

③ بے موقع وقف کرنے میں کیا نقصان ہے؟ ④ وقف کے لغوی و اصطلاحی معنیٰ بتائیں۔

⑤ اصطلاح قراء کے لحاظ سے وقف کی کتنی اور کیا کیا قسمیں ہیں ⑥ وقف میں کن دو باتوں کا جاننا ضروری ہے؟

⑦ محل وقف اور کیفیت وقف کسے کہتے ہیں؟ ⑧ وقف اختیاری و اضطراری کے معنیٰ اور محل بتائیں؟

⑨ وقف اختیاری و اضطراری میں بلحاظ محل کیا فرق ہے؟ ⑩ کیفیتِ وقف بلحاظ اصل کی صورتیں اور ان کے معنیٰ بتائیے گا۔

⑪ آیت کے لغوی و اصطلاحی معنیٰ بتائیے۔ ⑫ آیتوں کے شمار کتنے اور ان کے کیا کیا نام ہیں نیز کوفی شمار میں آیات کتنی ہیں؟

۵۴ چوّنواں سبق

کیفیتِ وقف کا بیان

جس طرح وقف کیا جاتا ہے اس کو کیفیتِ وقف کہتے ہیں حضراتِ قرّاء وقف میں اسی سے بحث کرتے ہیں۔

کیفیت وقف کی چار قسمیں ہیں۔

❶ کیفیت وقف بلحاظ اداء: جس کی چار صورتیں ہیں

(۱) وقف بالاسکان (۲) وقف بالاشمام (۳) وقف بالروم (۴) وقف بالابدال (جن کا بیان سبق نمبر۲۸ میں گزر چکا ہے)

❷ کیفیت وقف بلحاظ اصل: جس کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) وقف بالسکون: یعنی وقف والا حرف پہلے ہی سے ساکن ہو جیسے فَارْغَبْ ۝

(۲) وقف بالتشدید: یعنی وقف والا حرف مشدد ہو جیسے وَتَبَّ ۝

(۳) وقف بالاظہار: یعنی وقف والا حرف مدغم یا مخفی ہو جیسے فَقُلْنَا اضْرِبْ (بِعَصَاكَ)۔ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ۔ وَلٰكِنْ (بَعُدَتْ)

(۴) وقف بالاثبات: یعنی وقف والا حرف، حرفِ مد محذوف ہو جیسے وَقُلْنَا (اهْبِطُوا) وَلَآ أَنَا۔ يُحْيِ

❸ کیفیتِ وقف بلحاظِ رسم: جس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) وقف والا حرف وصل میں بھی پڑھا جاتا ہو اور رسم قرآنی میں بھی موجود ہو اس کو وقف موافق رسم کہتے ہیں جس کی مثالیں ظاہر ہیں جیسے مَاهِيَهْ ۝

(۲) وقف والا حرف صرف رسم میں موجود ہو لیکن وصل میں نہ پڑھا جاتا ہو اس کو بھی وقف موافق رسم کہتے ہیں جیسے لفظ انا۔ اس صورت کے چند کلمات ہیں۔

❹ کیفیتِ وقف بلحاظِ وصل: جس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) وقف والا حرفِ مد رسم میں موجود نہ ہو لیکن وصل میں پڑھا جاتا ہو اس کو وقف موافق وصل کہتے ہیں جیسے اُحْيِ۔ يَسْتَحْيِ۔ فَاْوُ۔ لِتَسْتَوُ۔

(۲) جو الف قرأۃ کے خلاف رسم میں موجود ہو لیکن وصل کی طرح وقف میں بھی نہ پڑھا جاتا ہو اس کو بھی وقف موافق وصل کہتے ہیں جیسے لِتَتْلُوَا۔ اس صورت کے دس بارہ کلمات ہیں۔

نوٹ: کیفیتِ وقف بلحاظِ رسم اور کیفیتِ وقف بلحاظِ وصل کی آخری دونوں صورتوں کے کلمات رسالہ "قواعد المبتدی" کے آخری سبق میں گذر چکے ہیں اور اس کتاب کے سبق نمبر۶۲ میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ آئینگے

۵۵ پچپنواں سبق

سکوت کا بیان

سکوت کے معنیٰ قراٰۃ سے متعلق کسی ضرورت سے وقف کی مدت میں تاخیر ہونا مثلاً مشق کے وقت سننے سنانے میں یا تجوید کا کوئی مسئلہ سمجھنے سمجھانے کی وجہ سے ابتداء میں تاخیر کرنا۔

سکوت میں بھی دو چیزیں ہیں کیفیتِ سکوت اور محلِ سکوت۔

سکوت کی کیفیت وقف کی کیفیت کے حکم میں ہے (اس لئے کہ سکوت بھی وقف کی قسم ہے)

(اور) سکوت کا اصل محل آیت ہے باقی علامت وقف پر سکوت جائز ہے لیکن بہتر نہیں۔

(اور) آیت کے درمیان جہاں کوئی علامتِ وقف نہ ہو سکوت جائز نہیں۔

فائدہ ①: سکوت کی تاخیر وقف کے حکم میں ہے لہٰذا ابتدا کے وقت استعاذہ نہیں کیا جائے گا۔

فائدہ ②: سکوت کے وقفہ کی کوئی حد نہیں پھر بھی کوشش کی جائے کہ کم سے کم تاخیر ہو۔

فائدہ ③: سکوت کے دوران کسی ایسی ضرورت میں مشغول نہ ہو جو قراٰۃ کے منافی ہو کیونکہ اس سے سکوت کا حکم جاتا رہتا ہے مثلاً سجدۂ تلاوت ادا کرنا۔ یا سلام کا جواب دینا۔

فائدہ ④: سکوت میں قراٰۃ کا ارادہ اور ابتدا ضروری ہے ورنہ قطع ہو جائے گا۔

۵۶ چھپنواں سبق

قطع کا بیان

قطع کے معنیٰ قراٰۃ ختم کرنا۔

قطع بھی چونکہ وقف ہی کی قسم سے ہے اس لئے یہ تمام احکام میں وقف ہی کی طرح ہے

قطع حقیقی کے محل، جزو کامل ہیں اور وہ چار ہیں۔ قرآن کا ختم۔ منزل کا ختم۔ سورۃ کا ختم اور رکوع کا ختم (اور) قطع اتفاقی ہر آیت کے ختم پر جائز ہے۔

فائدہ: قرآن شریف کی جتنی قراءۃ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اس کو پورا کئے بغیر قطع نہ کرنا چاہیئے (اور) نہ کوئی ایسی بات کرے کہ جس سے قطع لازم آئے (اور) اگر کسی وجہ سے قطع ہو جائے مثلاً کسی کے سلام کا جواب دے دیا تو جلد ہی استعاذہ پڑھ کر قراءۃ شروع کر دی جائے۔

فائدہ: جس آیت پر وصل کی علامت ہو اس پر قطع جائز ہے لیکن بہتر نہیں۔

فائدہ: آیت کے درمیان میں قطع کرنا جائز نہیں اگرچہ وہاں علامتِ وقف ہو۔

فائدہ: قطع کے وقت صَدَقَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْعَظِيْمُ وغیرہ الفاظ پڑھنا چاہیئے۔

۵۷ ستاونواں سبق

ابتداء کا بیان

ابتداء کے معنی قرأۃ شروع کرنا یا وقف کے بعد آگے پڑھنا۔
ابتداء کی چار قسمیں ہیں حقیقی۱۔ تقدیری۲۔ حکمی۳۔ اصطلاحی۴

(۱) ابتداءِ حقیقی: یعنی قرأۃ شروع کرنا۔ (اس ابتداء میں استعاذہ ضروری ہے)
(۲) ابتداءِ تقدیری: یعنی کسی سورۃ کو ختم کر کے دوسری سورۃ یا وہی سورۃ شروع کرنا۔
(۳) ابتداءِ حکمی: یعنی قرآن ختم کر کے پھر فاتحہ سے شروع کرنا (ان دونوں میں بسملہ ضروری ہے)۔
(۴) ابتداءِ اصطلاحی: یعنی کلمہ موقوف علیہ کے بعد سے پڑھنا۔ علماء وقف اسی سے بحث کرتے ہیں ابتداء میں بھی دو۲ چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ کیفیتِ ابتداء اور محلِ ابتداء۔

کیفیتِ ابتداء کی صرف ایک صورت ہے یعنی ابتداء بالحرکۃ (لہذا) کلمہ مبدو رہ کے پہلے حرف پر حرکت ہو تو ابتداء اسی حرکت کے ساتھ ہوگی اور اگر حرکت نہ ہو تو ہمزۂ وصلی کو قاعدہ کے موافق حرکت دی جائے گی۔[1]

(اور) ہمزۂ وصلی کو حرکت دینے کے چار۴ قاعدے ہیں۔

قاعدہ (۱): اگر کلمہ کے شروع میں ال تعریفی ہو تو ہمزہ کو زبر دیا جائے گا جیسے اَلَّذِیْ

قاعدہ (۲): اگر ہمزہ کے بعد مشدد حرف ہو تو ہمزہ کو کسرہ دیا جائے گا جیسے اِتَّبِعُوْا (مگر) سورہ بقرہ میں اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا کے ہمزہ کو پیش دیا جائے گا۔

قاعدہ (۳): اگر ہمزہ کے بعد ساکن حرف ہو اور اس کے بعد پیش نہ ہو تو کسرہ دیا جائے گا جیسے اِرْجِعْ۔

قاعدہ (۴): اگر ہمزہ کے بعد ساکن حرف ہو اور اس کے بعد پیش ہو تو ہمزہ کو پیش دیا جائے گا جیسے اُدْخُلُوْھَا مگر سات کلمات میں ہمزہ کو زیر دیا جائے گا۔[2]

(۱) اِسْمٌ: جیسے اِسْمُهُ الْمَسِیْحُ (۲) اِبْنٌ: جیسے عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ (۳) اِمْرُؤٌ: جیسے اِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ
(۴) اِئْتُوْا: جیسے اِئْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ (۵) اِمْشُوْا: جیسے اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا (۶) اِبْنُوْا: جیسے فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَیْهِمْ
(۷) اِقْضُوْا: یعنی ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَیَّ (سورہ یونس آیت نمبر ۷۱)

(اور) محلِ ابتداء کے متعلق یہ ہے کہ ابتداء علامتِ وقف اور آیت کے بعد سے کرنا صحیح ہے

---

[1] کذا فی معرفۃ الوقوف مصنفہ حضرت استاذی علیہ الرحمۃ ۱۲ منہ [2] کذا فی العطایا الوھبیۃ شرح المقدمۃ الجزریۃ ۱۲ منہ

(البتہ) لام الف والی آیت کے بعد سے ابتدا کرنے میں اختلاف ہے غیر عربی داں وغیرہ کے لئے ابتدا مناسب ہے۔

فائدہ: قطع قرأۃ کے بعد پھر پڑھنا شروع کیا تو اس کو بھی ابتدا حقیقی کہیں گے۔

تنبیہ: جس طرح کلمہ کے درمیان وقف کرنا جائز نہیں اسی طرح کلمہ کے درمیان سے ابتدا کرنا جائز نہیں۔

تنبیہ: حرف مبدو (یعنی جس حرف سے ابتدا کی جائے) کا خیال رکھنا چاہئے کہ کامل ادا ہو۔

تنبیہ: قرأۃ شروع کرتے وقت خاص طور سے محلس میں اس کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ ابتدا ایسی جگہ کی جائے جہاں سے مستقل مضمون شروع ہو رہا ہو۔ جیسے یَاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ (بقرہ ۲۱) ● وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ (۳۰) ● یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا (۱۵۳) ● یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ (۱۸۳) ● وَاَتِمُّوا الْحَجَّ (۱۹۶) ● یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا (۲۵۴) ● شَهِدَ اللّٰهُ (آل عمران ۱۸) ● اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ (۹۶) ● یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ (۱۰۲) ● كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ (۱۱۰) ● شروع نسآء ● اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ (نسآء ۱۱۶) ● جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ (مائدہ ۹۷) ● یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً (انفال ۴۵) ● اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ (توبہ ۱۸) ● وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ (۳۰) ● اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی (۱۱۱) ● یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوْا (۱۲۳) ● وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ (ابراہیم ۳۵) ● اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ (حجر ۹) ● اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ (نحل ۱۲۵) ● اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ (بنی اسرائیل ۹) ● وَقَضٰی رَبُّكَ (۲۳) ● وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً (انبیآء ۱۰۷) ● وَقَالَ الرَّسُوْلُ (فرقان ۳۰) ● وَلَقَدْ اٰتَیْنَا (نمل ۱۵) كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (عنکبوت ۵۷) ● وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ (روم ۲۰) ● مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ (احزاب ۴۰) ● اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ (فاطر ۲۹) ● اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ (حٰم سجدہ ۳۰) ● لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ (فتح ۱۸) ● مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (۲۹) ● یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا (حجرات ۱۲) ● كُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ (رحمٰن ۲۶) ● یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ (جمعہ) ● شروع سورۂ مزمّل وغیرہ۔

ا ۔۔ ۲ اسی طرح ہر سورۃ کا شروع ۱۲ منہ

۵۸ اٹھاونواں سبق

اعادہ کا بیان

اعادہ کے معنیٰ وقف کے بعد کلمۂ مَوْقُوْفَہ یا اس کے ماقبل سے لوٹا کر پڑھنا۔

اعادہ میں بھی دو چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ اوّل کیفیت اعادہ، دوسرے محلِ اعادہ اعادہ کی کیفیت، ابتدا کی کیفیت کے حکم میں ہے (یعنی اعادہ بھی حرکت کے ساتھ کیا جاتا ہے) (کیونکہ) صورۃً اعادہ بھی ابتدار ہے (البتہ) اعادہ اور ابتدار کے محل میں قبلیت اور بعدیت کا فرق ہے (کہ) ابتدار وقف والے کلمہ کے بعد سے کی جاتی ہے اور اعادہ موقوف علیہ سے یا اس کے ماقبل سے۔ اعادہ وصل کا فائدہ دیتا ہے (کیونکہ) وصل میں کلام کا ربط ہوتا ہے اور اعادہ بھی کلام کے ربط کے لئے کیا جاتا ہے (البتہ) اعادہ اور وصل میں یہ فرق ہے کہ اعادہ انقطاعِ نفس یعنی سانس ٹوٹنے کے بعد ہوتا ہے اور وصل میں انقطاع نفس نہیں ہوتا (معرّا الوقوف) محل کے اعتبار سے اعادہ کی کئی قسمیں[1] ہیں لیکن ان کا جاننا علم عربی پر موقوف ہے۔ (لہٰذا) مبتدیوں کو چاہئے کہ وقف آیات اور وقف کی علامات پر کریں کہ اس صورت میں اعادہ کی ضرورت نہیں (اور) اگر کسی مجبوری سے درمیان میں وقف ہو جائے حرف موقوف سے پہلے اگر آیت یا علامتِ وقف ہو تو اس کے بعد سے اعادہ کر لیا جائے (اور) بہتر یہ ہے کہ استاذ سے یا کسی عربی داں قاری سے طویل عبارتوں میں وقف اور اعادہ کے نشانات لگا لئے جائیں اس طرح کہ وقف والے حرف سے لے کر اعادہ والے حرف تک خط (لکیر) کھینچ لیں یا دونوں حرفوں کے بالکل نیچے ایک ایک سُرخ صِفر رکھ دیں۔

تنبیہ: بعض قُرّار وقف صحیح کرتے ہیں لیکن اعادہ غلط کرتے ہیں جس سے بڑی کلفت ہوتی ہے مثلاً سورۂ ابراہیمؑ کی آیت شریفہ ۳ قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا میں وَعَلَانِیَۃً پر وقف کے بعد سِرًّا سے اعادہ کرنا حالانکہ اعادہ وَّیُنْفِقُوْا سے کرنا چاہئے۔

---

[1] محل کے اعتبار سے اعادہ کی چھ قسمیں ہیں ① احسن: یعنی وہ اعادہ جو وقف لازم کے بعد سے کیا جائے ② تام: یعنی وہ جو وقف تام کے بعد سے کیا جائے ③ کافی: یعنی جو وقفِ کافی کے بعد سے کیا جائے ④ صحیح: یعنی جو اس آیتِ لا (ۤلا) کے بعد سے کیا جائے جس کے بعد کا جملہ مستقل ہو کہ معنیٰ صحیح مفہوم ہوں ⑤ قبیح: یعنی جو وقفِ قبیح یا وقفِ حسن کے بعد سے کیا جائے۔ ⑥ اقبح: یعنی جو ایسی جگہ سے کیا جائے کہ ایہامِ معنیٰ غیر مراد لازم آئے جیسے لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ پر وقف کے بعد اِنَّ اللّٰهَ سے اعادہ کرنا ۱۲ منہ

وصل کا بیان

وصل کے معنی حتی الوسع آواز کو جاری رکھتے ہوئے پڑھنا۔

وصل کی دو قسمیں ہیں۔

① وصل حقیقی: یعنی ایک حرف کو دوسرے حرف سے اور ایک کلمہ سے دوسرے کلمہ کو ملانا۔
وصل حقیقی قراءۃ میں اصل ہے کیونکہ اس کے بغیر قراءۃ نہیں ہوسکتی۔

② وصل اصطلاحی: یعنی ایک موقف کو دوسرے موقف سے ملا کر پڑھنا۔ یہاں اسی کا بیان مقصود ہے
وصل اصطلاحی قراءۃ حدر میں اصل ہے کیونکہ اس میں عجلت ہوتی ہے باقی جائز ہر درجہ میں ہے
وصل میں بھی دو چیزیں جاننا ضروری ہے۔ (۱) کیفیتِ وصل (۲) محلِ وصل۔

● محلِ وصل: یعنی وصل کی جگہ پہچاننا۔ کہ کہاں وصل ضروری ہے اور کہاں بہتر ہے۔ وصل کا تعلق بھی عربی سے ہے (لہٰذا) علامہ سجاوندی وغیرہ نے خاص خاص جگہوں پر وصل کی علامات لکھ دی ہیں جو ذیل ہیں

① لا: جو لَا وَقْفَ عَلَيْهِ کا مختصر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں وقف اختیاری جائز نہیں

② صلے: جو اَلْوَصْلُ اَوْلٰی کا مختصر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں وصل بہتر ہے۔ علامت وصل پر یا جہاں آیت یا وقف کی نشانی نہ ہو وہاں وصل ہی کرنا چاہیے اور اگر وقف ہوجائے تو اعادہ ضروری ہے

● کیفیتِ وصل: یعنی وصل کا طریقہ جاننا۔ کیفیتِ وصل کی چار صورتیں ہیں۔

① وصل حرکت بحرکت: یعنی حرفِ متحرک کو حرفِ متحرک سے ملانا جیسے يَوْمِ الدِّيْنِ، اِيَّاكَ

② وصل سکون بسکون: یعنی حرفِ ساکن کو قاعدہ کے موافق حرفِ ساکن سے ملانا جیسے وَاَخْفَى اللّٰهُ

③ وصل حرکت بسکون: یعنی حرفِ متحرک کو قاعدہ کے موافق حرفِ ساکن سے ملانا جیسے لِلْمُتَّقِيْنَ اللّٰهُ

④ وصل سکون بحرکت: یعنی حرفِ ساکن کو حرفِ متحرک سے ملانا جیسے لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ

فائدہ: وصل سکون بالسُّکُوْن اور وصل حرکت بالسکون میں ہمزہ وصلی کو دخل ہے لہٰذا طلباء کی سہولت کے لئے وہ تمام الفاظ جو آیت یا علامتِ وقف کے بعد واقع ہیں اور ان کے شروع میں ہمزہ وصلی ہے (اور اُس پر حرکت لکھی ہوئی ہے) ایک قاعدہ اور ایک نقشہ میں لکھتا ہوں۔

قاعدہ: تین کلمات اَللّٰهُ۔ اَلْحَمْدُ۔ اَلَّذِيْنَ سے پہلے حرف متحرک ہو تو وصل میں ہمزہ حذف ہوگا جیسے يَسْتَوْنَ الْحَمْدُ

(اور) اگر ماقبل ساکن حرفِ مدہ ہو تو وہ (اور ہمزۂ وصلی) حذف ہوگا جیسے بِالْحُسْنَى الَّذِيْنَ

(اور) اگر هُمْ یا كُمْ کی میم ہو تو ضمہ دیا جائے گا جیسے لَا يَعْلَمُوْنَهُمُ اللّٰهُ۔ بَيْنَكُمُ اللّٰهُ

(اور) اگر تنوین ہو تو نون قطنی لاکر پڑھا جائے گا جیسے مَثَلًا نِ الْحَمْدُ۔

نقشۂ موعودۂ عہ ہمزۂ وصلیہ

نمبر شمار	حالت وصل	نام سورۃ	نمبر آیت	نمبر شمار	حالت وصل	نام سورۃ	نمبر آیت
١	نَسْتَعِيْنُ اهْدِنَا	فاتحہ	٥	٢٣	لِلْمُؤْمِنِيْنَ اتَّبِعُوْا	اعراف	٣
٢	خَيْرُنِ اهْبِطُوْا	بقرہ	٦١	٢٤	بِرَحْمَةٍنِ ادْخُلُوْا	"	٤٩
٣	يَعْلَمُوْنَ الْحَقُّ	"	١٢٧	٢٥	رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ادْعُوْا	"	٥٥
٤	فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ	"	١٧٨	٢٦	سَبِيْلًانِ اتَّخَذُوْهُ	"	١٤٨
٥	عَلَى الظّٰلِمِيْنَ الشَّهْرُ	"	١٩٤	٢٧	يَفْقَهُوْنَ الْـٰٔنَ	انفال	٦٦
٦	شَدِيْدُ الْعِقَابِ الْحَجُّ	"	١٩٧	٢٨	فٰسِقُوْنَ اشْتَرَوْا	توبہ	٩
٧	حَكِيْمُنِ الطَّلَاقُ	"	٢٢٩	٢٩	يُؤْفَكُوْنَ اتَّخَذُوْا	"	٣١
٨	هُوَ الْحَيُّ	"	٢٥٥	٣٠	حَكِيْمُنِ انْفِرُوْا	"	٤١
٩	حَمِيْدُنِ الشَّيْطٰنُ	"	٢٦٨	٣١	مُجْرِمِيْنَ الْمُنٰفِقُوْنَ	"	٦٧
١٠	عَذَابَ النَّارِ الصّٰبِرِيْنَ	آل عمران	١٧	٣٢	اَلِيْمُنِ اسْتَغْفِرْ	"	٨٠
١١	فَيَكُوْنُ الْحَقُّ	"	٦٠	٣٣	الْفٰسِقِيْنَ الْاَعْرَابُ	"	٩٧
١٢	شَهِيْدَنِ الرِّجَالُ	نساء	٣٤	٣٤	الْعَظِيْمُ التَّآئِبُوْنَ	"	١١٢
١٣	فَتِيْلًانِ انْظُرْ	"	٥٠	٣٥	خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ارْجِعُوْا	یوسف	٨١
١٤	ثَلٰثَةٌنِ انْتَهُوْا	"	١٧١	٣٦	اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اذْهَبُوْا	"	٩٣
١٥	تَعْدِلُوْا اعْدِلُوْا	مائدہ	٨	٣٧	عُيُوْنٍنِ ادْخُلُوْهَا	حجر	٤٦
١٦	يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ انْظُرْ	"	٧٥	٣٨	لِاَنْعُمِهِ اجْتَبٰهُ	نحل	١٢١
١٧	عَلِيْمُنِ اعْلَمُوْا	"	٩٨	٣٩	يَخْتَلِفُوْنَ ادْعُ	"	١٢٥
١٨	مُشْرِكِيْنَ انْظُرْ	انعام	٢٤	٤٠	مَنْشُوْرَانِ اقْرَاْ	اسراء	١٤
١٩	بِهِ انْظُرْ	"	٤٦	٤١	مَحْظُوْرَانِ انْظُرْ	"	٢١
٢٠	بَعْضٍنِ انْظُرْ	"	٦٥	٤٢	مُقْتَدِرَانِ الْمَالُ	کہف	٤٦
٢١	مُتَشَابِهٍنِ انْظُرُوْا	"	٩٩	٤٣	الْعُلَى الرَّحْمٰنُ	طٰہ	٥
٢٢	يَعْلَمُوْنَ اتَّبِعْ	"	١٠٦	٤٤	الْكُبْرَى اذْهَبْ	"	٢٤
				٤٥	لِنَفْسِي اذْهَبْ	"	٤٢

عہ جس کا وعدہ سبق نمبر ٤٦ میں کیا گیا تھا ١٢ منہ

۴۶	ذِكْرَى اذْهَبَا	طٰهٰ	۴۳	۷۱	الْعَذَابِ النَّارُ	غافر	۴۶
۴۷	الرَّحِيْمِ اقْتَرَبَ	انبیاء	۱	۷۲	تَمْرَحُوْنَ ادْخُلُوْا	//	۷۶
۴۸	عَقِيْمٍ نِ الْمُلْكُ	حج	۵۶	۷۳	السَّيِّئَةُ ادْفَعْ	فصلت	۳۴
۴۹	ذٰلِكُمُ النَّارُ	//	۷۲	۷۴	الْقِيٰمَةِ اعْمَلُوْا	//	۴۰
۵۰	لَقٰدِرُوْنَ ادْفَعْ	مؤمنون	۹۲	۷۵	سَبِيْلٍ نِ اسْتَجِيْبُوْا	شوریٰ	۴۷
۵۱	تَذَكَّرُوْنَ الزَّانِيَةُ	نور	۲	۷۶	يَشْعُرُوْنَ الْاَخِلَّآءُ	زخرف	۶۷
۵۲	مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ الزَّانِيْ	//	۳	۷۷	مُسْلِمِيْنَ ادْخُلُوْا	//	۷۰
۵۳	الْمُبِيْنُ الْخَبِيْثٰتُ	//	۲۶	۷۸	السَّمٰوٰتِ ائْتُوْنِيْ	احقاف	۴
۵۴	مِصْبَاحٌ نِ الْمِصْبَاحُ	//	۳۵	۷۹	تُبْصِرُوْنَ اصْلَوْهَا	طور	۱۶
۵۵	زُجَاجَةٍ نِ الزُّجَاجَةُ	//	۳۵	۸۰	الرَّحِيْمِ اقْتَرَبَتِ	قمر	۱
۵۶	تَنْزِيْلًا نِ الْمُلْكُ	فرقان	۲۶	۸۱	الرَّحِيْمِ الرَّحْمٰنُ	رحمٰن	۱
۵۷	الْعَرْشِ الرَّحْمٰنُ	//	۵۹	۸۲	الْبَيَانَ الشَّمْسُ	//	۵
۵۸	الْكٰذِبِيْنَ اذْهَبْ	نمل	۲۸	۸۳	فٰسِقُوْنَ اعْلَمُوْا	حدید	۱۷
۵۹	تَفْرَحُوْنَ ارْجِعْ	//	۳۷	۸۴	الْجَحِيْمِ اعْلَمُوْا	//	۲۰
۶۰	الْاَمِيْنَ اسْلُكْ	قصص	۳۲	۸۵	يَعْلَمُوْنَ اتَّخَذُوْا	مجادلہ	۱۶
۶۱	الْعَنْكَبُوْتِ اتَّخَذَتْ	عنکبوت	۴۱	۸۶	الْكٰذِبُوْنَ اسْتَحْوَذَ	//	۱۹
۶۲	لِلْمُؤْمِنِيْنَ اتْلُ	//	۴۵	۸۷	هُوَ الْمَلِكُ	حشر	۲۳
۶۳	السَّبِيْلَ ادْعُوْهُمْ	احزاب	۵	۸۸	لَكٰذِبُوْنَ اتَّخَذُوْا	منفقون	۲
۶۴	رَحِيْمًا نِ النَّبِيُّ	//	۶	۸۹	الرَّحِيْمِ الْحَاقَّةُ	حآقّۃ	۱
۶۵	رٰسِيٰتٍ نِ اعْمَلُوْا	سبا	۱۳	۹۰	لِلْمُكَذِّبِيْنَ انْطَلِقُوْا	مرسلٰت	۲۹
۶۶	تُوْعَدُوْنَ اصْلَوْهَا	یٰس	۶۴	۹۱	تُكَذِّبُوْنَ انْطَلِقُوْا	//	۳۰
۶۷	تُكَذِّبُوْنَ احْشُرُوْا	صٰفٰت	۲۲	۹۲	طُوًى نِ اذْهَبْ	نزعٰت	۱۷
۶۸	الْحِسَابِ اصْبِرْ	صٓ	۱۷	۹۳	الرَّحِيْمِ اقْرَاْ	علق	۱
۶۹	عَذَابٍ نِ ارْكُضْ	//	۴۲	۹۴	عَلَقٍ نِ اقْرَاْ	//	۳
۷۰	اِبْلِيْسَ اسْتَكْبَرَ	//	۷۴	۹۵	الرَّحِيْمِ الْقَارِعَةُ	قارعۃ	۱

خلاصہ (۵)

وقف وقف کے معنیٰ "آخر کلمہ پر کچھ دیر رکنا" ● وقف میں دو چیزیں ہیں (۱) کیفیت یعنی وقف کا طریقہ جاننا (۲) محل یعنی وقف کی جگہ پہچاننا ● وقف کی تین قسمیں ہیں ① اختیاری، جو قصداً کیا جائے ② اضطراری، جو بلا قصد واقع ہو ③ اختباری۔ جو سمجھنے سمجھانے کی غرض سے کیا جائے۔

کیفیتِ وقف کیفیتِ وقف کی چار صورتیں ہیں ① بلحاظ ادا ② بلحاظ اصل ③ بلحاظ رسم ④ بلحاظ وصل ● کیفیتِ وقف بلحاظ اصل کی چار صورتیں ہیں الخ ● وقف بلحاظ اصل کی چار صورتیں ہیں الخ ● وقف بلحاظ رسم کی دو صورتیں ہیں ① حرف موقوف وصل اور رسم میں موجود ہو ② حرف موقوف صرف رسم میں موجود ہو ● وقف بلحاظِ وصل کی بھی دو صورتیں ہیں ① حرف موقوف مدہ وصل میں موجود اور رسم میں محذوف ہو ② حرف موقوف کے بعد الف زائد مرسوم ہو جیسے ثَمُوْدَا۔

محلِ وقف وقف اختیاری کا محل پکّی آیت اور وقف کی قوی علامت ہے ● وقف اضطراری اور اختباری ہر مقطوع کلمہ پر جائز ہے ● وقف کی قوی علامت تین ہیں مـ۔ طـ۔ جـ (اور) ضعیف علامت چار ہیں۔ ز۔ ص۔ ق۔ قف ● بغرض اعلان یا اتباع سنت میں ہر ہر آیت پر وقف کر سکتے ہیں۔ ● آیت کا حکم اس کی علامت کے تابع ہے ● اوقاف میں حفظ مراتب ضروری ہے ● دو یا کئی اوقاف ایک جگہ جمع ہوں تو اعلیٰ کو ترجیح دی جائے ● وقف معانقہ میں دونوں جگہ وقف جائز نہیں۔

سکوت سکوت کے معنیٰ الخ ● سکوت کا اصل محل آیت ہے ● علامت وقف پر سکوت بہتر نہیں اور درمیان میں جائز نہیں ● سکوت بالوجہ بہتر نہیں اور بلا وجہ جائز نہیں ● منافی قرأت سے سکوت کا حکم ختم ہو جاتا ہے جیسے سجدۂ تلاوت وغیرہ

قطع قطع کے معنیٰ الخ ● قطع حقیقی کا محل جزو کامل ہیں ● قطع اتفاقی کا محل صرف آیت ہے۔

ابتداء ابتداء کے معنیٰ وقف کے بعد آگے پڑھنا ● وقف کی طرح ابتداء میں بھی دو چیزیں ہیں ① محل یعنی علامتِ وقف اور آیت کا مابعد ② کیفیت۔ اس کی صرف ایک صورت ہے یعنی حرکت خواہ مرسوم ہو یا نہ ہو ● اگر حرف مبدوء (ہمزہ عارضی) پر حرکت نہ ہو تو اُس کے چار قاعدے ہیں الخ

اعادہ اعادہ کے معنیٰ الخ ● اعادہ کیفیت میں ابتداء کے حکم میں ہے اور محل میں ابتداء کے تابع ہے۔

وصل وصل کے معنیٰ الخ ● وصل کی دو قسمیں ہیں ① حقیقی الخ ② اصطلاحی الخ ● وصل اصطلاحی کی چار صورتیں ہیں الخ

٦٠ ساٹھواں سبق

قراءۃ کے مراتب کا بیان

رفتار کے اعتبار سے قراءۃ (یعنی قرآن پاک پڑھنے) کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) تحقیق :- یعنی خوب اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا ⎫ تاکہ دل زیادہ متاثر ہو اور قرآن کے معنی
(۲) ترتیل :- یعنی اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا ⎭ و مطالب سمجھنے میں آسانی ہو۔

اکثر کتابوں میں قراءۃ کے تین درجے لکھے ہیں اور تحقیق و ترتیل کو ایک ہی درجہ قرار دیا ہے (یعنی) تحقیق اور ترتیل ایک ہی رفتار کے دو نام ہیں۔ اور معیار یہ ہے کہ اس قدر اطمینان سے پڑھنا کہ اگر سامع (قرآن سننے والا) قراءۃ والی آیتوں کو لکھنا چاہے تو لکھ سکے اور معنی سمجھ سکے (لیکن) حرکت، مد اور غنہ میں زیادتی نہ ہونے پائے کہ یہ عیب ہے۔

قراءۃ تحقیق و ترتیل میں ہر محلِ وقف پر وقف کرنا اور مدوں کی اعلیٰ یعنی زیادہ مقداروں کو اختیار کرنا بہتر ہے جلسوں، کانفرنسوں اور قراءۃ کے مقابلوں میں عام طور پر اسی رفتار میں پڑھا جاتا ہے قراءۃ کے امام حضرت عاصم کوفیؒ وغیرہ کا مذہب یعنی ان کی اکثری عادت ترتیل میں پڑھنے کی تھی۔

(۲) تدویر :- یعنی درمیانی رفتار سے پڑھنا جیسا کہ فرض نمازوں میں ائمہ قراءۃ کرتے ہیں۔

قراءۃ تدویر کا معیار یہ ہے کہ سامع معنی سمجھ سکے مگر لکھ نہ سکے۔ تدویر میں وقف کے قوی محل پر وقف کرے اور مدوں کی مقداروں میں میانہ روی اختیار کرے مثلاً مد متصل اور مد منفصل کی مقدار توسط تین الف، ساڑھے تین الف اور چار الف ہے تو ساڑھے تین الف والی مقدار اختیار کرے قراءۃ تدویر میں ترتیل اور حدر دونوں کی رعایت ہے۔

(۱) حدر :- یعنی عجلت کے ساتھ پڑھنا۔ تاکہ کثرت تلاوت کی وجہ سے ثواب زیادہ حاصل ہو (لیکن) پڑھنے میں اتنی تیزی اور جلدی نہ ہو کہ حروف صحیح ادا نہ ہو سکیں کہ یہ عیب ہے۔ تراویح میں قاری حضرات اسی رفتار میں پڑھتے ہیں۔ حدر میں بلا ضرورت محلِ وقف پر وقف نہ کرنا اور مدّات کی مقداروں میں ادنیٰ درجہ اختیار کرنا بہتر ہے

فائدہ :- رفتار قراءۃ کی ایک قسم "ھَذْرَمَۃ" بھی ہے جس کے معنی عربی میں "تیز رفتاری" کے ہیں۔ اور اصطلاحی معنی "قرآن کو تجوید کے ساتھ خوب عجلت سے پڑھنا (لیکن) رفتار ہذرمہ میں وہی قاری پڑھ سکتا ہے جس کو قرآن بھی خوب یاد ہو اور تجوید بھی پختہ ہو (پس) قراءۃ کی رفتار کے کل درجے پانچ ہیں لیکن مشہور تین ہیں (۱) ترتیل (۲) تدویر (۳) حدر

تنبیہ :- جو شخص تجوید کے ساتھ ترتیل یا حدر میں نہیں پڑھ سکتا وہ تدویر میں پڑھے، ترتیل و حدر میں پڑھنے کا وہ مکلف نہیں۔ البتہ ان کو سیکھنے کی کوشش ضرور کرتا رہے۔

۶۱ اکسٹھواں سبق

مسائل جزئیّہ کا بیان

● چار کلمات قرآن شریف میں صاد سے لکھے ہوئے ہیں لیکن ان پر چھوٹا سا سین بھی لکھا ہوا ہے۔

① وَيَبْصُۜطُ :- جو سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۴۵ میں آیا ہے۔

② بَصْۜطَةً :- جو سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۶۹ میں آیا ہے۔

ان دونوں میں سین پڑھا جائے گا۔ صاد پڑھنا جائز نہیں (کیونکہ) قراءۃ قرآن شریف کی رسم کے تابع نہیں بلکہ روایت کے تابع ہے (لہٰذا) جس کلمہ کا جس طرح پڑھنا روایت سے ثابت ہو اس کو اسی طرح پڑھنا ضروری ہے چاہے وہ رسم کے موافق ہو یا خلاف ہو۔

③ اَلْمُصَۜيْطِرُوْنَ :- جو سورۂ طور کی آیت نمبر ۳۷ میں واقع ہے۔

اس میں صاد ہی پڑھنا چاہئے کیونکہ جمہور حضرات اہل ادا کے نزدیک اس میں صاد ہی ہے اور کتب تجوید میں جو سین سے پڑھنا بھی جائز لکھا ہے وہ طریقِ شاطبیّہ کے خلاف ہے (باقی تفصیل اس سبق کے آخر میں آئے گی)

④ بِمُصَۜيْطِرٍ :- جو سورۂ غاشیہ میں ہے۔ اس میں صاد پڑھا جائے گا۔ سین پڑھنا جائز نہیں۔

● سورۂ روم کے آخر میں ضُعْفٍ دو جگہ اور ضُعْفًا ایک جگہ تینوں میں ضاد کا فتحہ اور ضمہ دونوں ثابت ہیں لیکن فتحہ پڑھنا ہو تو تینوں پر فتحہ اور ضمہ پڑھنا ہو تو تینوں پر ضمہ پڑھنا چاہئے کسی پر فتحہ اور کسی پر ضمہ پڑھنا درست نہیں۔

فائدہ :- اگر روایت حفصؒ کے ساتھ قراءۃ عاصم کی بھی نیت ہو تو پھر مذکورہ تینوں کلمات میں فتحہ ہی پڑھنا چاہئے کیونکہ حضرت امام عاصم صاحب کوفیؒ سے ان کلمات میں ضمہ ثابت نہیں بلکہ اس کو حضرت حفصؒ نے دوسرے شیوخ سے اخذ کیا ہے اور ضمہ ہی کو ترجیح دی ہے اسی لئے عجم کے مطبوعہ قرآنوں میں تینوں جگہ ضمہ لکھا ہوا ہوتا ہے اور فتحہ کی قراءۃ قرآن شریف کے حاشیہ پر لکھی ہوتی ہے لیکن عرب ممالک کے مطبوعہ قرآنوں میں فتحہ لکھا ہوتا ہے اور اسی کو مقدم قرار دیا ہے اور ضمہ کی قراءۃ قرآن مجید کے آخر میں درج ہوتی ہے۔

● ذیل کے سات کلمات کے آخر میں جو ہاء ہے اس کو ہاء سکتہ کہتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہاں سکتہ کیا جائے۔

① لَمْ يَتَسَنَّهْ:۔ جو سورۂ بقرہ کی آیۃ نمبر ۲۵۹ میں ہے۔
② هُمُ اقْتَدِهْ:۔ جو سورۂ انعام کی آیۃ نمبر ۹۰ میں ہے۔
③ كِتَابِيَهْ:۔ جو دو جگہ ہے
④ حِسَابِيَهْ:۔ جو دو جگہ ہے
⑤ مَالِيَهْ:۔ جو ایک جگہ ہے } یہ چاروں کلمات سورہ حاقہ میں ہیں۔
⑥ سُلْطٰنِيَهْ:۔ جو ایک جگہ ہے
⑦ مَاهِيَهْ:۔ جو سورۂ قارعہ میں ہے۔ ان ساتوں کلمات پر وصل کی بہ نسبت وقف کرنا بہتر ہے

فائدہ:۔ اگر مَالِيَهْ کا هَلَكَ سے وصل کیا جائے تو ادغام سے اظہار بہتر ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ مَالِيَهْ پر سکتہ کیا جائے۔ کیونکہ بغیر سکتہ کے اظہار نہیں ہو سکتا۔

● كَاَيِّنْ:۔ یہ لفظ سات جگہ واقع ہے (آل عمران ۱۴۶۔ یوسف ۱۰۵۔ حج ۴۵/۴۸ عنکبوت ۶۰۔ محمد ۱۳۔ طلاق ۸) یہ اصل میں "كَاَيٍّ" ہے۔ یعنی آخر میں جو نون ہے وہ دراصل تنوین ہے لیکن چونکہ یہاں تنوین (قاعدہ کے خلاف) نون کی شکل میں لکھی ہوئی ہے اس لئے وقف میں بھی پڑھی جائے گی (کیونکہ) قاعدہ ہے کہ وقف، رسم قرآنی کے مطابق ہوتا ہے (البتہ) دس کلمات (جو رسم غیر قیاسی کے بیان میں لکھے جائیں گے) اور ایک قاعدہ، رسم کی مطابقت والے اصول سے مُستثنیٰ ہے (اور وہ یہ ہے)

قاعدہ:۔ جو حرف تَمَاثُلُ فِي الرَّسْمِ (یعنی ایک کلمہ میں دو الف، دو یاء، دو واؤ یا دو سے زیادہ جمع ہو جانے) کی وجہ سے رسم میں محذوف ہو تو وہ وقف (اور وصل دونوں حالتوں) میں پڑھا جاتا ہے جیسے تَرَآءَ۔ تَلْوٗا۔ اُحْيِ۔ وَلِيِّۦ۔

● وَلَيَكُوْنًا:۔ (سورۂ یوسف ۳۲)۔ اور لَنَسْفَعًا (سورۂ علق)۔ یہ دونوں کلمے اصل میں وَلَيَكُوْنَنْ اور لَنَسْفَعَنْ ہیں لیکن چونکہ ان کا آخری نون الف کی شکل میں لکھا ہوا ہے اس لئے وقف بھی الف ہی کے ساتھ ہوگا۔

● قرآن شریف میں دو کلمے ایسے ہیں جن پر دو طرح وقف کر سکتے ہیں۔

① اٰتٰنِۦَ اللّٰهُ (سورۂ نمل ۳۶)۔ یہاں وصل کی حالت میں نون کے بعد یاء مفتوحہ پڑھی جاتی ہے لیکن وقف میں اس یاء کو ثابت رکھ کر اٰتٰنِيْ اور حذف کر کے اٰتٰنْ دونوں جہیں کتابوں میں مذکور ہیں لیکن طریق کے موافق حذف ہے اور اثبات طریق کے خلاف ہے۔

② سَلۡسَبِيۡلًا (سورۂ دہر) اس کلمہ کے آخری الف میں بھی بحالتِ وقف حذف اور اثبات دونوں وجہ ہیں لیکن طریق کے موافق اثبات ہے اور حذف طریق کے خلاف[1] ہے۔

فائدہ:۔ کتاب شاطبیہ، حضرت علامہ قاسم بن فیرُّہ شاطبیؒ کی ہے جس میں انھوں نے حضرت علامہ عثمان بن سعید دانیؒ کی کتاب "التَّيۡسِيۡر" کے مضامین کو نظم کیا ہے۔ قراءات میں ان دونوں کتابوں کا وہ مرتبہ ہے جو حدیث میں بخاری شریف اور مسلم شریف کا[2] ہے۔

کتاب "تیسیر" میں حضرت علامہ دانیؒ نے (جن کی سند سے ساری دنیا میں قراءات پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں) سات قرأتیں بیان فرمائی ہیں جن کی چودہ[۱۴] روایتیں بنتی ہیں (کیونکہ) ہر قاری سے دو دو روایتیں منقول ہیں۔ ان چودہ روایتوں میں علامہ دانیؒ کے چار شیوخ ہیں۔

① شیخ ابوالقاسم خاقانی مصریؒ:۔ جو علامہ دانی کے روایتِ وَرۡش میں شیخ ہیں (متوفی ۴۰۲ھ)

② شیخ ابوالقاسم فارسی بغدادیؒ:۔ جو روایتِ بَزِّی، روایتِ دُوۡرِی اور روایتِ ابنِ ذَکۡوَان کے شیخ ہیں (متوفی ۴۱۳ھ)

③ شیخ ابوالحسن طاہر بن غلبون:۔ جو روایتِ حفص اور روایتِ خَلَف کے شیخ ہیں (متوفی ۳۹۹ھ)

④ شیخ ابوالفتح فارس بن احمد حمصی:۔ جو باقی آٹھ روایتوں کے شیخ ہیں (متوفی ۴۰۱ھ)

پس اس سبق میں جو بعض وجہوں کو طریق کے خلاف کہا ہے وہ اس لئے کہ وہ وجہیں شیخ ابوالحسن کے بجائے ابوالفتح سے ہیں۔ یعنی حضرت علامہ دانیؒ نے وہ وجوہ شیخ ابوالفتح سے پڑھی ہیں حالانکہ روایتِ حفص کا طریق شیخ ابوالحسن سے ہے۔ فافہم

اور شیخ ابوالحسن موصوفؒ کی سند کا سلسلہ روایتِ حفص میں یہ ہے۔

① شیخ ابوالحسن طاہر بن غلبون حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

② شیخ ابوالحسن علی بن محمد ہاشمی بصریؒ متوفی ۳۶۸ھ

③ شیخ ابوالعباس احمد بن سہل اشنانیؒ متوفی ۳۰۷ھ

④ شیخ ابو محمد عُبید بن صباح بغدادیؒ متوفی ۲۱۹ھ

⑤ شیخ ابو عمرو حفص بن سلیمان کوفیؒ۔ جن کا سلسلۂ سند ان شاء اللہ تعالیٰ سبق نمبر ۲۹ میں آئیگا

---

[1] کذا فی تنویر شرح تیسیر ۱۲ منہ [2] کذا فی التنویر و شرح السبعۃ للحضرۃ القاری محی الاسلام الثانی فتی ؒ ۱۲ منہ

۶۲ باسٹھواں سبق

اختلافِ شیخین کا بیان

روایتِ حفصؒ ہو یا قراءت سبعہ و عشرہ تمام ممالک میں عام طور پر صرف دو طریق سے پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔[1]

① بطریق شاطبی: یعنی وہ طریق جو کتاب "شاطبیہ" سے حاصل ہو۔

② بطریق جزری: یعنی وہ طریق جو کتاب "طیبہ" سے حاصل ہو (لیکن) طریق شاطبی زیادہ مشہور ہے (اور) طریق جزری کا بہت کم معمول ہے (ضرورت ہے کہ اس طریق کی بھی تعلیم و تعلم اور تحریر و تشہیر کا اہتمام کیا جائے)۔

روایتِ حفصؒ میں مذکورہ دونوں طریق کے اختلافات یہ ہیں۔

قاعدہ ①: بطریق جزری مدِ متصل میں توسط کے علاوہ طول کرنا بھی ثابت ہے۔

قاعدہ ②: مدِ منفصل میں توسط کے علاوہ قصر بھی جائز ہے (اور) مدِ منفصل میں قصر پڑھتے ہوئے لَآ اِلٰهَ میں مدِ تعظیمی مان کر توسط بھی کر سکتے ہیں[2]۔

قاعدہ ③: ساکن حرف غیر مدہ کے بعد اگر ہمزہ ہو تو سکتہ بھی ثابت ہے جیسے قَدْ اَفْلَحَ۔ شَیْءٍ اور اس کو سکتۂ لفظی کہتے ہیں جو ہمزہ کی تقویت کے لئے کیا جاتا ہے (اور) سکتۂ لفظی وصل کے حکم میں ہے[3]۔

فائدہ: سکتاتِ اربعہ جن کا بحالتِ وصل ادا کرنا واجب ہے، ان میں عدمِ سکتہ بھی ثابت ہے۔

قاعدہ ④: نون ساکن اور تنوین کا لام اور را میں ادغام بالغنہ بھی ثابت ہے بشرطیکہ نون ساکن لکھا ہوا ہو جیسے اَنْ لَّا

فائدہ: يَلْهَثْ ذٰلِكَ اور يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا میں ادغام کے علاوہ اظہار بھی ثابت ہے۔

فائدہ: یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ اور نٓ وَالْقَلَمِ میں اظہار کے علاوہ ادغام بھی ثابت ہے۔ اس صورت میں مد لازم حرفی مثقل کہیں گے۔

فائدہ: بِمُصَيْطِرٍ (غاشیہ) میں صاد کے علاوہ سین سے پڑھنا بھی ثابت ہے۔

تنبیہ: ایک طریق میں پڑھتے پڑھتے دوسرے طریق کو خلط کرنا درست نہیں۔

---

[1] یعنی علامہ شاطبیؒ و علامہ جزریؒ ۱۲ منہ [2] کذا فی جامع القراءت ۱۲ منہ [3] کذا فی سراج القراءۃ وغیرہ ۱۲ منہ

۶۳ تریسٹھواں سبق

تکبیر کا بیان

تکبیر یعنی قرآن شریف ختم کے قریب سورۃ الضحیٰ سے آخر قرآن تک ہر سورۃ کے آخر میں "اَللّٰہُ اَکۡبَرُ" کہنا۔

تکبیر کے متعلق حضرات اہل ادا کے چار اقوال ہے

(۱) تکبیر صرف حضرت بزیؒ کے لئے ہے (یعنی صرف روایت بزی میں ہے)

(۲) تکبیر حضرت قنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے بھی ہے۔

(۳) تکبیر حضرت سوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے بھی ہے۔

(۴) تکبیر تمام قرّاء کے لئے ہے[1] (یعنی ہر قراۃ اور ہر روایت میں تکبیر پڑھ سکتے ہیں)

اوّل الذکر تینوں قول روایت کے اعتبار سے ہیں (لیکن) مشہور اور متفق علیہ قول صرف پہلا ہے یعنی بروایت بزی تکبیر پڑھنے پر سب حضرات کا اتفاق ہے۔ (لہٰذا) روایتِ بزّی میں پڑھنے والے کے لئے تکبیر کہنا بالاتفاق ضروری ہے ورنہ روایت ناقص رہے گی۔

باقی رہا آخری قول تو وہ صرف تلاوت کے اعتبار سے ہے یعنی مشائخ قرأت نے مسنون ہونے کی وجہ سے تمام قرّاء کے لئے تکبیر کو پسند فرمایا ہے (لہٰذا) سنت کی نیت سے روایتِ حفصؒ وغیرہ میں بھی تکبیر کہہ سکتے ہیں لیکن روایۃً نہیں (چنانچہ) ہم نے اپنے استاذ[2] علیہ الرحمۃ کا بھی یہی معمول دیکھا کہ حضرت موصوفؒ ہر طالب علم سے ختم قرآن کے وقت تکبیر کہلواتے تھے۔

فائدہ: استعاذہ کی طرح تکبیر بھی قرآن سے خارج ہے (اور) تکبیر آواز سے اور آہستہ پڑھے جانے میں قرأۃ کے تابع ہے۔

فائدہ: بعض حضرات تکبیر سے پہلے تہلیل کے الفاظ بھی روایت کرتے ہیں یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ (اور) بعض تکبیر کے بعد تحمید کے الفاظ بھی روایت کرتے ہیں یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ (لیکن) زیادہ مشہور صرف تکبیر ہے۔

تنبیہ: تکبیر و تہلیل و تحمید پڑھنے میں قاری کو چار باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱) روایت کے ثبوت کے بغیر روایت کی نیت سے تکبیر پڑھنا جائز نہیں۔

---

[1] کذا فی "رسالہ قرأۃ حضرت امام نافع" وغیرہ ۱۲ منہ [2] یعنی استاذ الاساتذہ حضرت قاری احمد سعید خاں صاحب خورجویؒ ۱۲

(۲) اوّل تہلیل پڑھی جائے پھر تکبیر پھر تحمید۔ اس کے خلاف پڑھنا جائز نہیں
(۳) تکبیر کے ساتھ تہلیل پڑھنا بغیر تحمید کے جائز ہے لیکن تکبیر کے ساتھ تحمید پڑھنا بغیر تہلیل کے جائز نہیں
(۴) تہلیل و تکبیر ہو یا تینوں۔ ایک ہی سانس میں پڑھا جائے۔ درمیان میں وقف جائز نہیں۔

قاعدہ:۔ اگر ختم سورۃ کا تکبیر کے ساتھ وصل کیا جائے تو لفظ اللہ کا ہمزہ گر جائے گا اور ذیل کے چاروں نمبرات میں سے جو بھی صورت اور قاعدہ پایا جائے گا اس کے مطابق وصل کیا جائے گا۔

(۱) اگر سورۃ کا آخری حرف ساکن ہو تو اس کو کسرہ دے کر پڑھیں گے جیسے فَحَدِّثِ اللّٰهُ اَكْبَرُ ط
(۲) اگر سورۃ کے آخری حرف پر حرکت ہے تو اس کو اسی حرکت کے ساتھ لفظ اَللّٰه کے لام سے ملا دیں گے (اور ہمزہ گر جائے گا) جیسے بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ اللّٰهُ اَكْبَرُ ط
(۳) اگر سورۃ کے آخری حرف (ہاء ضمیر) میں صلہ ہو تو وہ حذف ہوگا جیسے خَشِيَ رَبَّهُ اللّٰهُ اَكْبَرُ ط
(۴) اگر سورۃ کے آخری حرف پر تنوین ہو تو نون قطنی کے ساتھ پڑھا جائے گا جیسے يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرُنِ اللّٰهُ اَكْبَرُ

قاعدہ:۔ اگر سورۃ کے آخری حرف پر تنوین ہو اور اس کا وصل تہلیل کے ساتھ کیا جائے تو ادغام بلاغنہ ہوگا جیسے يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط

فائدہ: تکبیر والی سورتوں (یعنی سورۃ ضحیٰ تا سورۃ ناس) میں سے ہر سورۃ کا آخر، تکبیر، بسملہ اور سورۃ کا شروع ان چاروں کے وصل اور فصل کے اعتبار سے آٹھ صورتیں نکلتی ہیں جن میں سے سات جائز ہیں اور آخری ایک صورت ناجائز ہے۔

(۱) فصل کل: یعنی چاروں کو الگ الگ ایک ایک سانس میں پڑھنا مثلاً وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۞ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۞
(۲) وصل کل: یعنی چاروں کو ملا کر ایک سانس میں پڑھنا مثلاً فَحَدِّثِ اللّٰهُ اَكْبَرُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ
(۳) فصل اوّل فصل ثانی۔ وصل ثالث: یعنی آخر سورۃ و تکبیر کو الگ الگ اور بسملہ کو شروع سورۃ سے ملا کر پڑھنا۔
(۴) فصل اوّل۔ وصل ثانی۔ وصل ثالث: یعنی آخر سورۃ کو الگ اور باقی تینوں کو ملا کر پڑھنا۔
(۵) فصل اول۔ وصل ثانی فصل ثالث: یعنی آخر سورۃ و بسملہ پر وقف کرنا اور تکبیر کو بسملہ سے ملا کر پڑھنا۔
(۶) وصل اوّل فصل ثانی۔ وصل ثالث: یعنی آخر سورۃ کو تکبیر سے اور بسملہ کو شروع سورۃ سے ملانا اور تکبیر پر وقف کرنا
(۷) وصل اوّل فصل ثانی فصل ثالث: یعنی آخر سورۃ کو تکبیر سے ملانا اور بسملہ، شروع سورۃ کو الگ الگ پڑھنا۔
(۸) وصل اول۔ وصل ثانی فصل ثالث: یعنی آخر سورۃ و تکبیر و بسملہ تینوں کو ملا کر پڑھنا اور شروع سورۃ الگ پڑھنا مثلاً وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثِ اللّٰهُ اَكْبَرُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۞ لا

تنبیہ:۔ اگر تکبیر والی سورتوں میں سے کسی سورۃ پر قراۃ ختم کرنے کا ارادہ ہو تو تکبیر کہہ کر قطع کیا جائے۔

۶۴ چونسٹھواں سبق

قرآن کو عربی لہجہ میں پڑھنے کا بیان

لہجہ کے معنی تَزْيِيْنُ الصَّوْتِ بِمَا يُوَافِقُ بِالتَّجْوِيْدِ یعنی رعایتِ تجوید کے ساتھ آواز کو سنوارنا۔ قرآن شریف کو لہجہ اور خوش آوازی کے ساتھ پڑھنے میں چار اقوال ہیں۔ حرام۔ مکروہ۔ مباح اور مستحب[1] (یعنی) بعض حضرات لہجہ سے قرآن شریف پڑھنے کو حرام، بعض مکروہ۔ بعض مباح اور بعض مستحب کہتے ہیں (لیکن) تحقیقی اور معتبر قول یہ ہے کہ لہجہ کی وجہ سے اگر تجوید کی غلطی واقع ہو تو ایسا لہجہ مکروہ یا حرام ہے ورنہ مباح یا مستحب ہے[2] (یعنی) (۱) اگر لہجہ سے پڑھنے میں لحن جلی واقع ہو ایسا لہجہ حرام ہے اور (۲) اگر لحن خفی ہو تو مکروہ ہے اور (۳) اگر لحن واقع نہ ہو تو ایسا لہجہ مباح[3] بلکہ مستحب[4] ہے جس کی شریعتِ مُطَہَّرہ میں ترغیب دی گئی ہے اور احادیثِ نبویّہ اس پر دلالت کرتی ہیں جن میں سے چند احادیث مُبارکہ یہ ہیں۔

(۱) لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ[5] یعنی وہ شخص ہم میں سے نہیں جو قرآن کو ترنم (یعنی عمدہ آواز) سے نہ پڑھے۔

(۲) اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ[6] یعنی پڑھو قرآن کو (قراء) عرب کے لہجوں میں۔

(۳) زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ[5] یعنی زینت دو قرآن کو اپنی آوازوں کے ساتھ۔

(۴) حَسِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ: فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْاٰنَ حُسْنًا[7] یعنی آراستہ کرو قرآن کو اپنی آوازوں سے: کیونکہ اچھی آواز قرآن کے حسن کو زیادہ کر دیتی ہے۔

ان احادیثِ شریفہ سے قرآن مجید کو خوش آوازی کے ساتھ پڑھنے کی تاکید اور اس کا مامور بہ ہونا خوب ثابت ہوتا ہے (لیکن) خوش آوازی اور عربی لہجہ کے اہتمام کے ساتھ ساتھ قواعدِ تجوید کی رعایت اور ان کی پابندی کرنا بھی نہایت ضروری ہے[8] ورنہ نغم ہو جائے گا جس کو گانا کہتے ہیں (کیونکہ) لہجہ اور نغم میں یہی فرق ہے کہ لہجہ قواعدِ تجوید کے تابع ہوتا ہے اور نغم فنِ موسیقی کے قواعد کے تابع ہوتا ہے جس میں قواعدِ موسیقیہ کی قصداً متابعت اور مطابقت کی جاتی ہے۔

فائدہ: خوش آوازی اور لہجہ میں یہ فرق ہے کہ خوش آوازی قدرتی ہوتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ

---

[1] کذا فی تنویر المرآت [2] کذا فی الفوائد المکیہ [3] کذا فی الجواہر النقیہ وغیرہ [4] رواہ نسائی ومالک فی الموطا [5] رواہ احمد وابو داؤد وابن ماجہ [6] رواہ الدارمی [7] معلم التجوید للمتعلم المستفید ۱۲ منہ

عطا فرمادے اور لہجہ، قرأۃ کے خاص طرز اور رَوِش کا نام ہے جو سننے اور مشق کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے چاہے آواز کیسی ہی ہو۔

تنبیہ ①:۔ قرأۃ میں تجوید کی رعایت واجب اور خوش لہجگی مستحب ہے۔ (لہذا) اول تجوید پر محنت کی جائے اور حرفوں کی تصحیح کے بعد لہجہ کی طرف توجہ دی جائے۔

تنبیہ ②:۔ حروف کی ادائیگی میں اس بات کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ کسی قسم کا تکلّف اور تصنّع نہ ہو مثلاً ضرورت سے زیادہ ہونٹوں کو گول کرنا، یا منہ ٹیڑھا ہونا یا چہرے سے گرانی ظاہر ہونا یا ناک بھولنا یا پیشانی پر شکن پڑنا یا کانوں پر ہاتھ رکھنا یا پڑھنے میں رونے کی سی آواز بنانا وغیرہ۔ غرض یہ کہ تمام تکلفات اور معائبِ قرأۃ سے بچے اور محاسن قرأۃ کا لحاظ رکھے۔

تنبیہ ③:۔ لہجۂ عربیہ بھی کسی مشّاق استاذ ہی سے سیکھنا چاہئے۔ اپنے طرزِ طبعی اور خود ساختہ نغمہ سرائی کو لہجۂ عربی قرار دینا غلط ہے۔

تنبیہ ④:۔ عربی لہجے متعدد ہیں مثلاً حجازی(۱)۔ مصری(۲)۔ حسینی(۳)۔ عُشّاقی(۴)۔ رَکبی(۵)۔ مُحطّا(۶) اور مایہ(۷) وغیرہ اُن میں سے جون سا لہجہ بھی آسان اور آواز و سانس کے لحاظ سے زیادہ مناسب معلوم ہو وہ سیکھا جائے (اور) جب تک ایک لہجہ میں مہارت و پختگی حاصل نہ ہو دوسرا اخذ نہ کیا جائے (اور) لہجہ پختہ ہونے کا معیار یہ ہے کہ جس وقت جہاں سے چاہے بلا تکلف اس لہجہ میں صحیح پڑھ سکے اور اگر دو یا کئی لہجے جانتا ہے تو پڑھتے پڑھتے لہجہ خود نہ بدل جائے۔

تنبیہ ⑤:۔ لہجہ عربی کی تحصیل میں کوشش ضرور کی جائے لیکن اگر کامیابی نہ ہو تو مغموم ہرگز نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ اصل مقصود لہجہ نہیں ہے۔

اَسْـــئِلَۃ

① باعتبار رفتار قرأۃ کی کتنی قسمیں ہیں مع اُن کی تعریف کے بیان کریں؟
② سورۂ بقرہ کے وَيَبْصُطُ اور سورۂ غاشیہ کے بِمُصَيْطِرٍ میں صاد پڑھا جائے گا یا سین؟
③ سورۂ روم کے لفظ ضُعْفٍ اور ضُعْفًا کے ضاد پر صرف ضمّہ ثابت ہے یا کوئی اور حرکت بھی؟
④ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ کو کس طرح پڑھیں گے؟ ⑤ سورۂ ضحیٰ سے سورۂ ناس تک تکبیر پڑھنا کیسا ہے؟
⑥ لہجہ کے معنیٰ اور اس کے بارے میں تحقیقی و معتبر قول بتائیے؟
⑦ لہجہ کی وجہ سے اگر تجوید کی غلطی ہو تو ایسے لہجہ کے متعلق کیا حکم ہے؟
⑧ حدیث مبارکہ حَسِّنُوا الْقُرْاٰنَ الخ اور اُس کے معنیٰ تحریر کریے؟
⑨ تجوید اور لہجہ میں حکماً کیا فرق ہے؟ ⑩ چند عربی لہجوں کے نام بتائیے؟

۶۵ پینسٹھواں سبق

قرأۃ کے محاسن وغیرہ کا بیان

قرآن شریف کو تجوید کے ساتھ پڑھنا تو ایک بنیادی چیز ہے۔ تجوید کے علاوہ چار چیزیں اور ہیں جن کی رعایت سے حسن وخوبی پیدا ہو جاتی ہے ان چیزوں کو محاسن قرارۃ (یعنی قرارۃ کی خوبیاں) کہتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

① تحسین: یعنی قرآن کو اچھی آواز سے عربی انداز میں پڑھنا ② تبیین: یعنی حرفوں کو خوب صاف اور واضح ادا کرنا
③ ترسیل: یعنی سب حرفوں کو بالکل ہموار ادا کرنا ④ توقیر: یعنی قرآن کو پورے وقار و اطمینان سے پڑھنا

معائب قرارۃ بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کو حضرات علماء و قراء کرام نے معیوب قرار دیا ہے ان چیزوں کو معائب قرأۃ (یعنی قرأۃ کے عیوب) کہتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

① تعجیل: یعنی اس قدر تیز پڑھنا کہ حروف واضح ادا نہ ہوں۔ اس کو تخلیط اور ادماج بھی کہتے ہیں
② تطویل: یعنی مد کو مقدار معینہ سے زیادہ کھینچنا ③ تقطیع: یعنی حرفوں کو کاٹ کاٹ کر پڑھنا۔
④ ترجیع: یعنی آواز کو حلق میں پھرانا جس سے حرف مکرر ہو جائیں (فیض العزیز)
⑤ تمضیغ: یعنی حرفوں کو چبا کر پڑھنا۔ ⑥ تنفیش: یعنی حرکات کو پوری طرح ادا نہ کرنا
⑦ تمطیط: یعنی ترتیل میں حرکات اور سکنات کی ادائیگی میں حد سے زیادہ دیر کرنا۔
⑧ تحزین: یعنی رونے کی سی آواز بنانا لیکن یہ اگر خشوع قلبی یا خوف الٰہی کی وجہ سے ہو تو مستحسن ہے۔
⑨ تطنین: یعنی بے موقعہ ناک میں آواز لے جانا ⑩ ترقیص: یعنی آواز کو نچانا (تنشیط الطبع)
⑪ ترعید: یعنی آواز کو ایسا سخت کرنا جیسے گرجتا ہو یا آواز میں کپکپاہٹ پیدا کرنا (مفید القاری وغیرہ)
⑫ تعویق: یعنی درمیان کلمہ پر وقف کر کے آگے پڑھنا ⑬ تھمیز: یعنی حرف میں ہمزہ کی آواز نکالنا۔
⑭ وثبہ: یعنی ایک حرف کو ناتمام چھوڑ کر دوسرا پڑھنا ⑮ رکزہ: یعنی بے محل ادغام کرنا (مفید القاری)
⑯ زمزمہ: یعنی گانے کے طریقہ پر پڑھنا ⑰ ھمھمہ: یعنی مخفف حرف کو مشدد پڑھنا۔
⑱ عنعنہ: یعنی ہمزہ کو عین کے ساتھ خلط کر دینا۔ ⑲ علمٌ فم: یعنی حرف مبدو، موقوف کو صاف ادا نہ کرنا
⑳ نفر[1]: یعنی حرفوں کو اس طرح ادا کرنا جیسے کوئی لڑتا ہو۔ (تنشیط الطبع)
㉑ تحریف: یعنی متعدد افراد مل کر ایک آواز میں قرآن پڑھیں۔ ان میں سے کسی نے وقف کر دیا اور دوسرے لوگ آگے بڑھ گئے۔ اب یہ وقف کرنے والا درمیانی کلمات چھوڑ کر انھیں لوگوں کے ساتھ مل کر پڑھنے لگے

---

[1] کذا فی فیض العزیز مؤلفہ ۱۳۴۳ھ ۱۳۰۲ھ پورا نام "عدم البیان" اور "نفر بالحروف" ہے ۱۲ منہ

۶۶ چھیاسٹھواں سبق

اذان کی تصحیح کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ[1] یعنی اس سے بہتر بات کس کی ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ "یہ آیت مؤذنوں (یعنی اذان پڑھنے والوں) کے بارے میں نازل ہوئی ہے"[2]

اذان کے معنیٰ "خبر کرنا" (اور) شریعت میں خاص وقتوں میں خاص نمازوں کے لئے خاص الفاظ سے خبر کرنے کو اذان کہتے ہیں۔ اذان کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط (اللہ سب سے بڑا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط (گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط (گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں)

حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ط حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ط (آؤ نماز کے لئے)

حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ ط حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ ط (آؤ کامیابی کی طرف)

اَلصَّلٰوةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ط اَلصَّلٰوةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ط (نماز نیند سے بہتر ہے)

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط ——— (اللہ سب سے بڑا ہے)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط ——— (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

اذان کہنے کی احادیث میں بڑی فضیلتیں آئی ہیں یہاں صرف چار ارشادات نبوی نقل کرتا ہوں۔

(۱) سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان کہنے میں کتنا ثواب ہے تو اس پر آپس میں تلوار چلتی (امام احمد)

(۲) جس نے بارہ سال اذان دی اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور ہر روز اس کے لئے اس اذان کے بدلہ ساٹھ نیکیاں اور اقامت کے بدلہ تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں (ابن ماجہ)

فائدہ:۔ اقامت میں حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ ط کے بعد دوبار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ ط کہا جاتا ہے۔

(۳) اذان کہنے والے قیامت کے دن دوسرے سب لوگوں کے مقابلے میں دراز گردن (یعنی سربلند) ہونگے (مسلم)

(۴) اذان کہنے والے اور تلبیہ پڑھنے والے اپنی قبروں سے اس حال میں نکلیں گے کہ اذان کہنے والے اذان پکارتے ہوں گے اور تلبیہ پڑھنے والے تلبیہ کی صدا بلند کرتے ہوں گے[3]

---

[1] سورہ حٰم السجدہ آیۃ نمبر ۳۳ [2] کذا فی معارف القرآن [3] معجم اوسط للطبرانی بمعارف الحدیث حصہ سوم ۱۲ منہ

فائدہ: تلبیہ حج اور عمرہ کرنے والوں کا خاص ذکر ہے جس کے الفاظ یہ ہیں لَبَّيْكَ ط اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ط لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ط اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ط لَا شَرِيْكَ لَكَ ط

تنبیہ: افسوس کہ اذان جیسی عظیم الشان عبادت کی تصحیح اور تجوید سے اکثر مؤذنین غافل ہیں اور عام طور پر یہ حضرات اذانیں غلط پڑھتے ہیں۔ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ط

یہ لوگ بے موقع اور ضرورت سے زیادہ اذان کے کلمات میں کھینچ تان کرتے ہیں بعض ایسی ایسی غلطیاں کرتے ہیں کہ خوف آتا ہے مثلاً اَللّٰهُ اَكْبَر۔ اٰللّٰهُ اَكْبَرْ۔ اَللّٰهُ اَكْبَار وغیرہ

یہاں صرف چند خاص غلطیاں بیان کرتا ہوں۔

(۱) اَللّٰهُ اَكْبَرُ میں دس بارہ[۱] الفی مد کرنا۔ حالانکہ اوّل تو اس میں مد فرعی ہے ہی نہیں کیونکہ حرفِ مد کے بعد سببِ مد (ہمزہ یا سکون) نہیں ہے اور جن حضرات نے مد کی اجازت[۱] دی ہے تو اس کی آخری مقدارِ کشش تقریباً پانچ الف ہے۔ اس سے زیادہ کھینچنا جائز نہیں[۲]۔ اسی طرح قرآن شریف کی قراءۃ میں اس مد کو ادا کرنا۔ یعنی لفظ "اَللّٰهُ" میں مد طبعی کی مقدار کو زیادہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔ لہٰذا بعض اکابرؒ کا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کے تینوں الفوں اور ان جیسے مقامات کے لئے مد تعظیمی تحریر فرمانا صحیح نہیں

تنبیہ: مد تعظیمی نماز میں دو الفی بھی مکروہ ہے البتہ امام کے لئے (بوقتِ ضرورت) مد کی اجازت ہے (کمال)

(۲) مد فرعی (مد منفصل، مد عارض، لین عارض) کو اس کی مُعَیَّن مقدار سے زیادہ کرنا۔

(۳) اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ط میں مد طبعی کو ایک الف سے زیادہ کھینچنا جو قطعی غلط ہے۔

(۴) اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط میں پہلی راء پر ضمہ پڑھنا۔ حالانکہ راء کو ساکن پڑھنا چاہئے۔ تکبیر یعنی اقامت کا بھی یہی حکم ہے۔

---

[۱] یہ اجازت مد کے سببِ معنوی کی بناء پر ہے جو قراء کے نزدیک مختلف فیہ اور سببِ لفظی کے مقابلہ میں اضعف ہے[۱۲] کذا فی الجواہر النقیہ وغیرہ[۱۲]

[۲] کیونکہ مشہور و معروف اور متداول طُرق میں اس "مقدار طول" سے اوپر مد کا کوئی درجہ نہیں۔ باقی طرق غیر متداولہ میں حرفِ ساکن قبل الہمزہ میں سکتہ کرنے کی حالت میں جو مقدار "الطول" یا "فوق الطول" کہی گئی ہے (جس کا اندازہ تقریباً چھ الف ہے) یہ صرف ایک تعبیر ہے کہ سکتہ کی مدت کو مقدارِ مد کے ساتھ ملا کر مجموعی طور پر فوق الطول سے تعبیر فرما دیا ہے ورنہ حقیقت میں مد کی مقدار زیادہ نہیں ہوتی ہے لہٰذا الکمال الفرقان صفحہ ۱۴۸-۱۴۹ / العطایا الوھبیہ ۲۵۶ / مفتاح الکمال ۲۶ / مفید الاقوال ۲۷ / لمع القرآن صفحہ ۱ وغیرہ میں اسم الجلالہ کی مقدار مد سات الف تک لکھنا اور اس کو بعض فقہاء کرام کی طرف منسوب فرمانا محلِ نظر ہے بہرحال اولیٰ یہی ہے اسم الجلالہ میں مد فرعی نہ کیا جائے لیکن اگر مد کے سببِ معنوی کی بناء پر تعظیم شانِ باری تعالیٰ ظاہر کرنے کیلئے مد کیا جائے تو اس کی مقدارِ کشش چار، پانچ الف سے زیادہ نہ ہونی چاہئے۔ دوسرے یہ کہ عمل و کوشش تو ترکِ مد ہی کی ہو کہ زیادہ صحیح اور مسلکِ جمہور یہی ہے لیکن ساتھ ہی قائلینِ مد کی تغلیط و تنقیص ہرگز نہ ہونی چاہئے کہ گو عند الجمہور اس میں مد فرعی نہیں ہے لیکن مد کرنے کی گنجائش ہے وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ۱۲ منہ

۶۷ سڑسٹھواں سبق

علوم اربعہ قرآنیہ کا بیان

جاننا چاہئے کہ قاری ومقری کے لئے چار علموں کا جاننا ضروری ہے۔

(۱) علم تجوید:- یعنی یہ جاننا کہ کون سا حرف کہاں سے اور کس طرح ادا کیا جاتا ہے۔

(۲) علم وقف:- یعنی یہ جاننا کہ وقف کہاں اور کس طرح کیا جاتا ہے۔

(۳) علم رسم:- یعنی یہ جاننا کہ کون سا کلمہ کہاں پر کس طرح لکھا جاتا ہے (کیونکہ) جس طرح ہر زبان کی کوئی نہ کوئی خاص رسم ہوتی ہے جس میں نہ عقل کو کوئی دخل ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی اس پر اعتراض کرتا ہے بلکہ اس رسم کے خلاف لکھنے والا یا اس کے مطابق بولنے والا ناواقف تصور کیا جاتا ہے جیسے اردو میں خورتہ اور درخواست وغیرہ (پس) قرآن شریف کی بھی ایک خاص اور مستقل رسم ہے جو اکثر جگہ تو تلفّظ کے مطابق ہی ہے اور اس کو رسم قیاسی کہتے (لیکن) بعض بعض جگہ رسم تلفّظ کے خلاف ہے اور اس کو رسم غیر قیاسی کہتے ہیں. اب اگر ایسی جگہ تلفظ کے مطابق لکھ دیا تو یہ تحریف رسمی ہوگی جو جائز نہیں مثلاً سورہ فاتحہ میں مٰلِكِ کو مَالِكِ سورہ بقرہ میں اِبْرٰهٖمَ کو اِبْرٰهِيْمَ اور سورہ بنی اسرائیل میں لِيَسُوْٓءٗ کو لِيَسُوْٓءُوْا (کیونکہ) قرآن شریف کو رسم عثمانی کے مطابق لکھنا واجب ہے اسی طرح ایسے موقعہ پر کہ جہاں رسم تلفظ کے خلاف ہو، رسم کے مطابق پڑھنا بھی جائز نہیں ورنہ بعض جگہ معنی بدل جائیں گے اور بعض جگہ کلمہ مُہمل یعنی بے معنی ہو جائے گا۔ اور بعض جگہ معنیٰ بالکل برعکس ہو جائیں گے جیسے لفظ الرَّحْمٰن اور لَاِلَی اللّٰهِ (اور) رسم عثمانی سے مراد یہ ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کے حکم پر آپؓ کے زمانہ خلافت میں جو مصاحف تیار ہوئے ان میں سے کسی ایک مصحف کی رسم کے مطابق لکھنا ضروری ہے۔

قرآن شریف کی رسم غیر قیاسی کوئی اتفاقی چیز نہیں بلکہ اس میں بڑے اہم مقاصد اور مصلحتیں ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ ہر شخص قرآن پاک صحیح پڑھنے میں استاذ کا محتاج رہے کہ اس احتیاج کی وجہ سے قرآن پاک کی ادا ر تلفظ کی بھی حفاظت ہے (اور) یہ رسم توقیفی وسماعی ہے یعنی سیدنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح حضرات صحابہ کرامؓ بتایا اور صحابہ نے جس طرح سنا اسی طرح لکھا جس میں کسی کی رائے کو ذرا بھی دخل نہیں ہے (اور) خصوصیت رسمی بھی صرف قرآن مجید ہی کو حاصل ہے کسی اور آسمانی کتاب کو حاصل نہیں

(البتہ) قرآن مجید کے خط میں تبدیلی جائز ہے یعنی عربی خط کے بجائے اردو اور فارسی خط میں بھی لکھ سکتے ہیں (گو) اولیٰ یہی ہے کہ قرآن مجید کو عربی ہی خط میں لکھا جائے (لیکن) قرآن کے رسم الخط میں تبدیلی کرنا جائز نہیں۔

خط اور رسم الخط کا فرق

خط کے معنیٰ کلمہ کو اس کے ان حروف ہجا سے لکھنا جو اس پر وقف اور ابتدار کے وقت پائے جاتے ہیں (اور) رسم الخط کے معنیٰ "قرآنی کلمات کو اس شکل پر لکھنا جو تواتر کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے" (اور) خط اور رسم الخط کے فرق کو سمجھنے کے لئے ان مثالوں میں غور کیجئے مثلاً اَلْعٰلَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ ۔ هٰٓؤُلَآءِ وغیرہ۔ ان کلمات کا موجودہ خط رسم عثمانی کے موافق ہے کیونکہ ان میں الف لکھا ہوا نہیں ہے۔ پس ان میں خط اور رسم الخط دونوں موجود ہیں۔ اور اگر ان کلمات کو الف کے ساتھ لکھیں یعنی اَلْعَالَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمَانِ ۔ هَآؤُلَآءِ تو ان کی یہ کتابت اگرچہ تلفظ کے مطابق ہے لیکن رسم عثمانی کے خلاف ہے۔ پس یہاں خط تو ہے لیکن رسم الخط نہیں۔ اسی طرح اگر ان کلمات کو عربی خط کے بجائے اُردو خط میں لکھیں تب بھی دو حالتیں ہوں گی یعنی حروف کم یا زیادہ نہ ہوں تو خط کے بدلنے سے بھی رسم عثمانی کے موافق کہلائیں گے اور اگر حرفوں میں کمی بیشی ہو گئی تو پھر یہ کلمات رسم کے خلاف ہوں گے چاہے خط بدلے یا نہ بدلے۔

فائدہ:۔ خط کے اعتبار سے قرآن پاک کے چار دور ہیں یعنی قرآن پاک چار خطوں میں لکھا گیا۔

(۱) خط قیراموزی:۔ قرآن کریم سب سے پہلے (مکہ معظمہ میں) اسی خط پر لکھا گیا۔

(۲) خط حیری:۔ قرآن کریم دوسری مرتبہ (مدینہ منورہ میں) اسی خط میں لکھا گیا۔

(۳) خط کوفی:۔ قرآنِ حکیم تیسری دفعہ (سنہ ۱۶۰ھ میں) اسی خط میں لکھا گیا۔

(۴) خط نسخ:۔ قرآنِ حکیم چوتھی بار (سنہ ۳۱۸ھ میں) اسی خط میں لکھا گیا (اور) اب تک خط نسخ ہی میں (جس کو عام طور پر عربی خط کہا جانے لگا) قرآن کی کتابت ہو رہی ہے۔

(پس) قرآن کی کتابت کے مذکورہ چاروں دوروں میں خطِ قرآنی میں تو تبدیلی ہوئی لیکن رسمِ قرآنی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ (ضیاء البرہان)

۶۸ اڑسٹھواں سبق

رسم غیر قیاسی کا مختصر بیان

رسم غیر قیاسی کی چار صورتیں ہیں۔ ابدال۔ حذف۔ اثبات۔ وصل

(۱) ابدال: یعنی ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف لکھنا جیسے اَلصَّلٰوۃَ میں الف کی جگہ واؤ اور ھَوٰی میں الف کی جگہ یاء (باقی واؤ کے اوپر جو کھڑا زبر ہے وہ رسم میں داخل نہیں ہے)

(۲) حذف: یعنی حرف مقروء کو نہ لکھنا جیسے اِبْرٰھِیْمَ۔ بَلَغْ میں الف اور داؤدَ۔ یَسْتَوٗنَ میں یاء اور یُحْیٖ۔ لِنُحْیِۦ بِہٖ میں یاء اور مَآءً میں ہمزہ وغیرہ۔

(۳) اثبات: یعنی حرف غیر مقروء کو لکھنا جیسے اُولٰی میں واؤ۔ اور بِاَیْیدٍ میں ایک یاء۔ یہاں اثباتِ رسم سے متعلق کچھ کلمات چار حصوں میں لکھتا ہوں ذہن نشین کر لیجئے۔

● لفظ ثَمُوْدَا میں چاروں جگہ (ھود۔ فرقان۔ عنکبوت۔ نجم) الف لکھا ہے لیکن بروایت حفص پڑھا نہیں جاتا

● چار کلمات میں لام الف لکھا ہے لیکن پڑھنے میں صرف لام آتا ہے۔ (۱) لَااِلَی اللّٰہِ (آل عمران) (۲) لَااَوْضَعُوْا (توبہ) (۳) لَااَذْبَحَنَّہٗ (نمل) (۴) لَااِلَی الْجَحِیْمِ (صٰفٰت)

تنبیہ: کلمہ "لَاَنْتُمْ" (حشر) بعض قرآنوں اور تجوید کی کتابوں میں زائد الف کے ساتھ لکھا ہوا ہے یعنی "لَااَنْتُمْ"، جو صحیح نہیں۔ تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب "رسوم المبتدی" میں آئے گی۔

● سات کلمات کا آخری الف صرف وقف میں پڑھا جاتا ہے وصل میں نہیں (۱) اَنَا ضمیر (ہر جگہ) (۲) لٰکِنَّا (کہف) (۳) اَلظُّنُوْنَا۔ الرَّسُوْلَا۔ السَّبِیْلَا (احزاب) (۶) سَلٰسِلَا (دھر) (۷) قَوَارِیْرَا (اول)

● چودہ کلمات کا الف کسی حال میں نہیں پڑھا جاتا ہے (۱) اَوْیَعْفُوَا (بقرہ) (۲) اَفَاۡئِنْ (آل عمران۔ انبیاء) (۳) تَبُوْٓءَاْ (مائدہ) (۴) نَبَاۡیِٔ (انعام) (۵) مَلَاۡئِہٖ (اعراف۔ یونس۔ ھود۔ مؤمنون۔ قصص۔ زخرف) (۶) مَلَاۡئِھِمْ (یونس) (۷) لِتَتْلُوَاْ (رعد) ● نَدْعُوَاْ۔ لِشَاۡیْءٍ (کہف) (۱۰) اَتْلُوَاْ (دل) (۱۱) لِیَرْبُوَاْ (روم) ● لِیَبْلُوَاْ۔ وَنَبْلُوَاْ (محمد) (۱۴) قَوَارِیْرَاْ ثانی (انسان)

(۴) وصل: یعنی ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ سے ملا کر لکھنا جیسے فِیْمَا کہ اصل میں دو کلمے ہیں فِیْ اور مَا لیکن اکثر جگہ ملا کر لکھا ہے اسی طرح اِلَّا کہ یہ بھی اصل میں دو کلمے ہیں اِنْ اور لَا لیکن ہر جگہ بغیر نون کے لکھا ہوا ہے۔ ایسے کلمے کو موصول کہتے ہیں (اور) جو کلمہ دوسرے کلمہ سے الگ لکھا ہوا ہو اس کو مقطوع کہتے ہیں (اور) کلمات کی رسم و تحریر میں اصل قطع ہی ہے یعنی کلموں کو علیحدہ علیحدہ لکھنا۔

ذیل میں وہ کلمات لکھتا ہوں جو کہیں مقطوع ہیں اور کہیں موصول۔ اور اختصار کے لئے ہر کلمہ کی صرف وہ صورت (اور اس کے مواقع) لکھوں گا جس کا وقوع قرآن شریف میں کم ہوا ہے دوسرے یہ کہ جس کلمہ میں خُلف ہوگا (یعنی قطع اور وصل دونوں صحیح ہوں گے) اس کا حوالہ سیاہ خانہ میں لکھوں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

شمار	کلمات	تعداد	وقوعی مقامات					
۱	فِيْ مَا	۱۱	شعراء ۱۴۶	**بقرہ ۲۴۰**	**مائدہ ۴۸**	**انعام ۱۴۵**	**انعام ۱۶۵**	**انبیاء ۱۰۲**
			نور ۱۴	**روم ۲۸**	**زمر ۳**	**زمر ۴۶**	**واقعہ ۶۱**	
۲	أَنْ لَّا	۱۱	اعراف ۱۰۵	اعراف ۱۶۹	توبہ ۱۱۸	ھود ۱۴	ھود ۲۶	حج ۲۶
			یٰسٓ ۶۰	دخان ۱۹	ممتحنہ ۱۲	نون ۲۴	**انبیاء ۸۷**	
۳	أَمْ مَّنْ	۴	نساء ۱۰۹	توبہ ۱۰۹	صٰفّٰت ۱۱	فصلت ۴۰		
۴	أَيْنَمَا	۴	بقرہ ۱۱۵	نمل ۷۶	**شعراء ۹۲**	**احزاب ۶۱**	**نساء ۷۸**	
۵	كُلِّ مَا	۵	ابراہیم ۳۴	**نساء ۹۱**	**اعراف ۳۸**	**مؤمنون ۴۴**	**ملک ۸**	
۶	كَيْلَا	۴	**آل عمران ۱۵۳**	**حج ۵**	احزاب ۵۰	حدید ۲۳		
۷	مِنْ مَّا	۳	نساء ۲۵	روم ۲۸	**منافقون ۱۰**			
۸	بِئْسَمَا	۳	بقرہ ۹۰	اعراف ۱۵۰	**بقرہ ۹۳**			

شمار	کلمات	تعداد	وقوعی مقامات	
۹	أَنَّ مَا	۳	حج ۶۲	لقمٰن ۳۰
			انفال ۴۱	
۱۰	أَلَّنْ	۲	کہف ۴۸	قیامہ ۳
۱۱	يَوْمَ هُمْ	۲	غافر ۱۶	ذاریٰت ۱۳
۱۲	إِنَّ مَا	۲	انعام ۱۳۴	**نحل ۹۵**
۱۳	إِنْ مَّا	۱	رعد ۴۰	
۱۴	عَنْ مَّا	۱	اعراف ۱۶۶	
۱۵	إِلَّمْ	۱	ھود ۱۴	
۱۶	مَالِ	۴	نساء ۷۸	کہف ۴۹
			فرقان ۷	معارج ۳۶

فائدہ: کلمات کے آخر میں جو تاء[1] آتی ہے وہ کسی کلمہ میں تو مَجْرُوْرَہ (یعنی لانبی) ہوتی ہے جیسے عَمِلَتْ اور کسی کلمہ کے آخر میں مَرْبُوْطَہ (یعنی گول) لکھی ہوتی ہے جیسے نِعْمَةِ۔ قُوَّةً۔

یہاں وہ کلمات لکھتا ہوں جن کی تاء کہیں مُطَوَّلَہ (لانبی) اور کہیں مُدَوَّرَہ (گول) ہے۔

شمار	کلمات	تعداد	وقوعی مقامات						
۱	رَحْمَتُ	۷	بقرہ ۲۱۸	اعراف ۵۶	ھود ۷۳	مریم ۲	روم ۵۰	زخرف ۳۲	زخرف ۳۲
۲	نِعْمَتَ	۱۱	بقرہ ۲۳۱	آل عمران ۱۰۳	مائدہ ۱۱	ابراہیم ۲۸	ابراہیم ۳۴	نحل ۷۲	نحل ۸۳
			نحل ۱۱۴	لقمٰن ۳۱	فاطر ۳	طور ۲۹			
۳	اِمْرَاَتُ	۷	آل عمران ۳۵	یوسف ۳۰	یوسف ۵۱	قصص ۹	تحریم ۱۰	تحریم ۱۰	تحریم ۱۱
۴	كَلِمَتُ	۵	انعام ۱۱۵	اعراف ۱۳۷	یونس ۳۳	یونس ۹۶	غافر ۶		
۵	سُنَّتُ	۵	انفال ۳۸	فاطر ۴۳	فاطر ۴۳	فاطر ۴۳	غافر ۸۵		

شمار	کلمات	تعداد	مقامات
۶	لَعْنَتَ	۲	آل عمران ۶۱
			نور ۷
۷	بَقِيَّتُ	۱	ھود ۸۶
۸	قُرَّتُ	۱	قصص ۹
۹	شَجَرَتَ	۱	دخان ۴۳
۱۰	جَنَّتُ	۱	واقعہ ۸۹

[1] یعنی تاء تانیث جو اسماء و افعال کے آخر میں آتی ہے اور نفس کلمہ سے زائد ہوتی ہے ۱۲ منہ

۶۹ انہترواں سبق

علم قرآت کا بیان

علم قرأت یعنی یہ جاننا کہ کلماتِ قرآنی کو اللہ تعالیٰ نے کس کس طرح پڑھنے کی اجازت دی ہے مثلاً مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اور بغیر الف کے مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ سورہ بقرہ میں تَطْهُرُوْنَ اور ظاء کی تشدید سے تَطَّهَّرُوْنَ اور وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ اور وَلَا تُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ سورۂ آل عمران میں وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ ۔ وَبِالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ اور وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ ۔ اسی طرح مُوْسٰى ۔ عِيْسٰى ۔ يَحْيٰى وغیرہ کو فتح اور امالہ و تقلیل سے پڑھنا (لیکن) اختلافِ وحی کے ساتھ قرأۃ کرنا اسی وقت جائز ہے جبکہ علمِ قرآت کو باقاعدہ حاصل کیا ہو صرف کسی قاری سے سُن لینا یا کتبِ تفسیر وغیرہ دیکھ لینا کافی نہیں۔

واضح ہو کہ قرأت کی دو ۲ قسمیں ہیں ۔ متواتر اور شاذ

(۱) **قرأۃِ متواترہ** اس قرأۃ کو کہتے ہیں جو تواتر کے ساتھ ثابت ہو یعنی اُس کے نقل کرنے والے ہر زمانہ میں اتنی کثرت سے رہے ہوں کہ اُن سب کا جھوٹ اور غلط بیانی پر اتفاق کر لینا عقل کے نزدیک محال ہو۔

قرأۃِ متواترہ قرآن ہے جس کا پڑھنا نماز اور غیر نماز میں بالکل صحیح اور جائز ہے (اور) قرأۃ متواترہ کی قرآنیت کا اعتقاد رکھنا اور اس کا ماننا فرض ہے اور اس کا انکار د استہزاء کفر ہے (اور) قرآت متواترہ دس ہیں جن کو قرآتِ عشرہ کہتے ہیں۔ قرآت عشرہ میں سات قرأتیں بالاتفاق متواتر ہیں جن کو قرآتِ سبعہ کہتے ہیں (اور) قرآتِ سبعہ کے بعد کی تین قرأتیں بالاختلاف متواتر ہیں یعنی ان کے تواتر میں کچھ اختلاف ہے اکثر علماء کرام کے نزدیک وہ بھی متواتر ہی ہیں اور ان تینوں قرآتوں کو قرآتِ ثلاثہ کہتے ہیں ان کے علاوہ باقی قرأتیں شاذہ ہیں۔

(۲) **قرأۃِ شاذہ** اس قرأۃ کو کہتے ہیں جو تواتر سے ثابت نہ ہو یعنی اس کے نقل کرنے والے کثرت سے نہ رہے ہوں۔ قرأۃ شاذہ قرآن نہیں کیونکہ قرآنیت کے لئے تواتر شرط ہے (اور) قرأۃِ شاذہ میں تواتر نہیں پایا جاتا ہے اس لئے وہ قرآنیت سے خارج ہے۔ قرأۃ شاذہ کا حکم یہ ہے کہ اس سے نماز تو ہوتی ہی نہیں

اس کو قرآن سمجھ کر پڑھنا یا اس انداز سے پڑھنا کہ اگر کوئی شخص سنے تو یہ سمجھے کہ قرآن پڑھا جارہا ہے ناجائز ہے (البتہ) قرأت شاذہ کو سیکھنا، سکھانا، کتابوں میں لکھنا جائز ہے۔ کلماتِ شاذہ کی چند مثالیں کتاب "اَلْقِرَاءَاتُ الشَّاذَّة" سے نقل کرتا ہوں۔

① اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کو اَلْحَمْدِ لِلّٰهِ (یعنی دال کے کسرہ سے)۔

② مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کو مٰلِكَ يَوْمِ الدِّيْنِ (یعنی کاف کے فتحہ سے)۔

③ اِيَّاكَ نَعْبُدُ کو اِيَّاكَ يُعْبَدُ (یعنی نون مفتوح کی جگہ یاء مضمومہ اور باء پر فتحہ)۔

④ نَسْتَعِيْنُ کو نِسْتَعِيْنُ (یعنی پہلے نون کو کسرہ)۔

⑤ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کو اِهْدِنَا صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا۔

⑥ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ کو غَيْرَ الْمَغْضُوْبِ (یعنی راء کے فتحہ سے)

قراءاتِ شاذّہ بہت ہیں جن میں چار مشہور ہیں۔ اور ان چاروں قرأتوں کو قرأتِ اربعہ شاذہ کہتے ہیں (پس) قرآن شریف کی یہ کُل قرأتیں چودہ ہوئیں جن کو قرأتِ اربعہ عشرہ کہتے ہیں اور یہ چودہ حضراتِ ائمہ سے منقول ہیں اور انھیں کے ناموں سے موسوم ہیں (اور) قرأت کے ہر امام کے دو دو راوی مشہور ہیں (پھر) راویوں کے بھی بہت بہت شاگرد ہیں جن کو قراء کی اصطلاح میں طریق کہتے ہیں۔ اب سب حضرات ائمہ اور ان کے رُواۃ کے نام ترتیب وار لکھتا ہوں:

اسماءِ ائمۂ قراءاتِ سبعہ

① سیدنا نافع مدنیؒ جن کے راوی قالونؒ اور ورشؒ ہیں۔

② سیدنا ابن کثیر مکیؒ 〃 〃 〃 بزّیؒ اور قنبلؒ ہیں۔

③ سیدنا ابوعمرو بصریؒ 〃 〃 〃 دُوریؒ اور سوسیؒ ہیں۔

④ سیدنا ابن عامر شامیؒ 〃 〃 〃 ہشامؒ اور ابن ذکوان ہیں۔

⑤ سیدنا عاصم کوفیؒ 〃 〃 〃 شعبہؒ اور حفصؒ ہیں۔

⑥ سیدنا حمزہ کوفیؒ 〃 〃 〃 خلف اور خلّاد ہیں۔

⑦ سیدنا کسائیؒ 〃 〃 〃 ابوالحارثؒ اور دوریؒ مذکور ہیں۔

اسماء ائمۂ قراءات ثلاثہ

① سیدنا ابو جعفر مدنیؒ جن کے راوی عیسیٰ بن وردانؒ اور سلیمان بن جمازؒ ہیں۔
② سیدنا یعقوب حضرمیؒ 〃 〃 〃 رُوَیسؒ اور رَوحؒ ہیں۔
③ سیدنا خلف مذکورؒ 〃 〃 〃 اسحاق وراق اور ادریس حداد ہیں۔

اسماء ائمۂ قراءات اربعہ

① سیدنا ابن محیصن مکیؒ جن کے راوی بزیؒ مذکور اور ابن شنبوذؒ ہیں۔
② سیدنا یزیدی یحییٰؒ 〃 〃 〃 سلیمان بن حکمؒ اور احمد بن فرحؒ ہیں۔
③ سیدنا حسن بصریؒ 〃 〃 〃 شجاعؒ اور دوریؒ مذکور ہیں۔
④ سیدنا اعمش سلیمانؒ 〃 〃 〃 ابن سعید مطوعیؒ اور ابو فرج شنبوذیؒ ہیں

فائدہ:۔ جاننا چاہیے کہ اختلاف کی نسبت اگر قرأت کے ائمہ کی طرف ہو تو اس کو قرأۃ کہتے ہیں (اور) اختلاف کی نسبت اگر راویوں کی طرف ہو تو اس کو روایۃ کہتے ہیں (اور) اگر طرق کی طرف نسبت ہو تو اس کو طرق کہتے ہیں۔ ہم لوگ جو عام طور سے قرآن شریف پڑھتے ہیں وہ حضرت امام عاصمؒ کی قرأۃ ہے اور ان کے شاگرد حضرت حفصؒ کی روایت اور ان کے شاگرد حضرت ابو محمد عُبَیْد بن صباح کوفی بغدادیؒ کا طریق ہے۔

باقی قراآتِ عشرہ کی تمام روایتوں کے "طرق" کے نام ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب "قراآت المبتدی" میں لکھے جائیں گے۔

تتمہ

سیدنا ابو عمرو حفص بن سلیمان اسدی کوفیؒ سنہ ۹۰ ہجری میں بمقام شہر کوفہ پیدا ہوئے اور سنہ ۱۸۰ھ میں کوفہ ہی میں آپ نے انتقال فرمایا۔

ابو عمرو آپ کی کنیت ہے اور حفص اسم گرامی ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام سلیمان ہے آپ قبیلۂ اسد کے فرزند ہیں اس لئے اسدی کہلاتے ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار کی وفات کے بعد والدہ صاحبہ نے حضرت امام عاصم بن ابی النجود اسدی کوفی تابعیؒ سے

نکاح کر لیا تھا۔ لہٰذا آپ کی پرورش اور تربیت حضرت امام موصوف کے زیر سایہ ہوئی آپ قرأت میں ثقہ۔ ضابط وحافظ اور بوجہ قوت حافظہ کے بڑے صاحبِ فضیلت تھے آپ کا اور حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفیؒ کا تجارت میں بہت ساتھ رہا۔

تمام قراءتوں میں آپ کی روایت سب سے زیادہ آسان اور مشہور و معروف ہے چنانچہ دنیا کے اکثر ممالک مثلاً جزیرۃ العرب۔ عراق۔ شام۔ مصر۔ ترکستان۔ پاکستان ہندوستان۔ افغانستان۔ ایران۔ ملیزیا۔ انڈونیشیا اور بنگلہ دیش وغیرہ میں عام طور پر آپ ہی کی روایت پڑھی، پڑھائی جاتی ہے اور آپ ہی کی روایت کے موافق قرآن شریف میں اعراب و نُقَط لگے ہوئے ہیں۔ نیز علم قرأت کی تحصیل کے جو چار درجے ہیں اُن میں پہلا① درجہ روایتِ حفصؒ ہی کا ہے۔ دوسرا② درجہ قراءات سبعہ کا، تیسرا③ درجہ قراءات عشرہ کا اور چوتھا④ درجہ قراءاتِ شاذہ کا۔

حضرت حفصؒ نے قرآن کریم اپنے شیخ حضرت امام عاصم کوفیؒ متوفی ۱۲۷ھ سے پڑھا اور متعدد پڑھا اور حضرت امام عاصم کوفیؒ نے قرآن حکیم شیخ القراء ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن حبیب سلمی کوفی اعمیٰؒ۔ شیخ القراء ابو مریم زِرّ ابن حُبَیْش اسدی کوفیؒ اور شیخ القراء ابو عمر سعد بن الیاس شیبانی کوفیؒ سے پڑھا۔ یہ تینوں حضرات بڑے مرتبہ کے تابعی ہیں۔

ان تینوں شیوخ نے سیدنا حضرت عثمان غنیؓ۔ حضرت علی مرتضیٰؓ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت اُبی بن کعبؓ۔ اور حضرت زید بن ثابتؓ سے پڑھا اور ان پانچوں صحابہ کرامؓ نے سیدنا حضور اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھا۔

اسئلہ

① قاری کے لئے کن چار علوم کا جاننا ضرور ہے۔ تفصیل سے بتایئے گا

② رسم قرآنی کی کتنی قسمیں ہیں۔ ③ رسم قیاسی وغیر قیاسی کسے کہتے ہیں؟

④ قرآن کو رسم عثمانی کے مطابق لکھنا کیسا ہے؟ ⑤ قراءات کی کتنی اور کیا کیا قسمیں ہیں؟

⑥ قراءۃ متواترہ و قراءۃ شاذہ کے معنی اور حکم بیان کریئے گا

⑦ حضرت حفصؒ اور اُن کے شیخ کا اسم گرامی، ولدیت اور سن ولادت و وفات کیا ہے؟

⑦ ستّرواں سبق

فوائدِ متفرقہ کا بیان

❶ علم تجوید اگرچہ مستقل علم ہے لیکن عقلی نہیں بلکہ نقلی ہے لہٰذا کوئی ادا بغیر روایت کے معتبر نہیں اگرچہ قاعدہ پایا جائے (اور) ثبوتِ روایت کے بعد ہر ادا معتبر ہے اگرچہ قاعدہ کے خلاف ہو مثلاً قاعدہ ہے کہ جب دو حرف قَرِیْبُ الْمَخْرَج دو کلموں میں جمع ہوں اور پہلا ساکن ہو تو ادغام ہوگا جیسے مِنْ رَّبِّ لیکن لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا میں ادغام نہیں ہے کیونکہ روایت سے ثابت نہیں اگرچہ غین اور قاف قریب المخرج ہیں۔

❷ علم تجوید کی تحصیل سے اصل مقصود قرآن شریف کو صحیح پڑھنا ہے اور یہ موقوف ہے صحیح اور پختہ مشق پر (اور) مشق پختہ ہونے کا معیار یہ ہے کہ بلا قصد قرآن پاک صحیح پڑھ سکے اور غلط پڑھے جانے کا امکان نہ رہے بہت سے فارغینِ مدارس جو تجوید کی کتابیں تو پڑھے ہوئے ہوتے ہیں لیکن قرآن صحیح نہیں پڑھ سکتے وہ اسی لئے کہ انھوں نے پیراکی (یعنی تیرنے) کا فن استاذ سے خشکی میں سیکھا ہے پانی میں اتر کر نہیں سیکھا (لہٰذا) ضروری ہے کہ تجوید کی عملی مشق بھی خوب کی جائے تاکہ قراءۃ کی ہر رفتار میں بلا تکلف قرآن صحیح پڑھ سکے۔

❸ مشق کی ترتیب یہ ہے کہ سب سے پہلے ترتیل میں مشق کی جائے۔ اوّل پارۂ عمّ کی چھوٹی چھوٹی سورتیں، اس کے بعد جگہ جگہ سے قرآن کریم کے متعدد اور مختلف رکوع اس قدر مشق کئے جائیں کہ پورا قرآن صحیح پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ مشق ترتیل پختہ ہونے پر تدویر میں مشق شروع کی جائے اور جب تدویر پختہ ہو جائے تو حدر شروع کیا جائے (پس) جب انفرادی اور اجتماعی طور سے ظرفاً ظرفاً خوب مشق ہو جائے تو شروع سے آخر تک پورا قرآن حرفاً حرفاً حدر میں استاذ کو سنا دیا جائے۔ مشق کی پختگی اور تکمیلِ روایتِ حفص کی مدت تقریباً دو سال ہے۔

❹ تجوید کے اجزاءِ ثلثہ یعنی تینوں جز میں سب سے زیادہ اہم مخارج اور صفات لازمہ ہیں (کیونکہ) حرفوں کا وجود اور ان کی صحت مخارج اور صفاتِ لازمہ پر موقوف ہے اس لئے ان کا بیان پہلے کیا جاتا ہے مخارج اور صفات کے بعد صفاتِ عارضہ کا بیان ہوتا ہے جن پر حرفوں کی زینت اور خوبصورتی موقوف ہوتی ہے (لہٰذا) اجزاءِ تجوید کے مراتب کا تقاضہ یہ ہے کہ کلام اللہ شریف کی قراءۃ میں اوّل اور زیادہ توجہ مخارج وصفات لازمہ کی طرف کی جائے

اس کے بعد صفاتِ عارضہ اور محسّنہ کی طرف (مگر) دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ لوگ صفاتِ عارضہ کی طرف زیادہ توجہ کرتے ہیں (کیونکہ) صفاتِ عارضہ سے نغمہ یعنی آواز خوشنما ہوجاتی ہے خاص طور پر غنّوں اور مدوں سے لیکن یہ مناسب نہیں (نیز) غنّات اور مدّات وغیرہ کو ان کی مقدار سے زیادہ کرنا یا ان میں اعتدال اور توازن قائم نہ رکھنا جائز نہیں۔

⑤ جس طرح قرآن کریم کی صحت کے لئے تجوید کی رعایت ضروری ہے اسی طرح اس کی اداء وتلاوت اور قراءۃ کی صحت کے لئے کسی نہ کسی روایت کا التزام ضروری ہے ورنہ قراءۃ معتبر نہیں ہوگی (اور) روایت کے تحفّظ کے لئے اس کے طریق کا اہتمام کرنا ضروری ہے (لہٰذا) جس طریق کا جو اختلاف ہو اس کو اسی طریق کی حد تک محدود رکھنا ضروری ہے

⑥ خلط فی الرِّوَایَۃ کرنا۔ یعنی ایک روایت میں پڑھتے پڑھتے اچانک کسی لفظ کو دوسری روایت کے مطابق پڑھنا لحن جلی ہے (اور) خلط فی الطَّرِیْق یعنی ایک طریق کی پابندی سے پڑھتے پڑھتے دوسرے طریق کو خلط کرنا لحن خفی ہے (لہٰذا) روایتِ حفص رحؒ بطریقِ شاطبی پڑھنے والے کو مدِ منفصل میں قصر کرنا جائز نہیں۔

⑦ اَدَاء، قرآن شریف کی اس قراءۃ کو کہتے ہیں جو تعلیم اور تعلّم کے لئے کی جائے (اور) تلاوت، اس قراءۃ کو کہتے ہیں جو سلسلہ وار ہو اور قاری اپنے طور پر کرے (اور) قراءات، عام ہے جو اداء اور تلاوت دونوں کو شامل ہے۔

(اور) اداء کی دو صورتیں ہیں۔

① استاذ پڑھے اور شاگرد سُنے :۔ یہ حضرات متقدمین رحؒ کا طریقہ ہے۔

② شاگرد پڑھے اور استاذ سُنے :۔ یہ حضراتِ متاخرین کا طریقہ ہے۔

پھر ان دونوں طریقوں میں بعض کے نزدیک پہلا اور بعض کے نزدیک دوسرا طریقہ اَولیٰ ہے (لیکن) بہتر یہ ہے کہ تعلیم کے شروع زمانہ میں دونوں کو جمع کیا جائے اس طرح کہ پہلے شیخ پڑھے اور شاگرد پوری توجہ سے سُنے، اس کے بعد شاگرد پڑھے اور استاذ سنے اور شاگرد کی ادائیگی میں جو غلطی ہو اس کی اصلاح کرے، اس کے بعد اگر ضرورت ہو تو استاذ بھی پڑھ کر سنائے ورنہ سننے پر اکتفار کرے۔

⑧ علم تجوید ہر قرأت اور ہر روایت کے لئے بنیاد ہے اسی لئے اس کے اکثر مسائل اتفاقی ہیں البتہ بعض مسائل میں اختلاف ہے تو اختلافی مسائل اس کتاب میں روایت

حفص کے موافق لکھے گئے ہیں (اور) چونکہ روایتِ حفص کے دو طریق ہیں شاطبی[1] اور جزری[2] تو میں نے مسائل بطریقِ شاطبی لکھے ہیں اور طریقِ جزری کی زائد وجوہ کو سبق نمبر ۶۲ میں "اختلافِ شیخین" کے عنوان سے بیان کردیا ہے تاکہ دونوں طریق سے روایتِ حفص کی تکمیل ہوجائے۔

❾ روایتِ حفص، قراءۃ عاصم کا ایک مستقل جزو ہے جس کی باقاعدہ تعلیم وتکمیل ہوتی ہے اور قراءاتِ سبعہ وعشرہ کی طرح اس کی بھی مستقل وخصوصی سند دی جاتی ہے (لیکن) چونکہ کسی بھی قراءۃ کی تکمیل اس کی دونوں روایتوں کی تحصیل پر موقوف ہے اس لئے طلباءِ عزیز کو چاہئے کہ روایتِ حفص کے بعد کتاب التحفہ علیٰ رِوَایَۃِ شعبہ (جو "تنشیط المبتدی" کے نام سے مشہور ہے) ضرور پڑھیں تاکہ قراءتِ عاصم کی تکمیل ہوجائے

❿ قراءۃ کلام اللہ شریف کی صحت اور حسن وخوبی کے لئے چار چیزیں ہیں جن کی رعایت سے قراءۃ صحیح وعمدہ ہوجاتی ہے اور اس میں بڑی حلاوت ولطف پیدا ہوجاتا ہے۔

① تجوید قرآنی:۔ اس میں چار چیزیں ہیں (۱) مخارج (۲) صفات لازمہ (۳) صفاتِ عارضہ (۴) جزئیات۔

② رعایتِ معانی:۔ اس میں بھی چار چیزیں ہیں (۱) وقف (۲) وصل (۳) ابتداء (۴) اعادہ

③ رسمِ عثمانی:۔ اس کی چار چیزیں نہایت ضروری ہیں۔ کلمات کے مقطوع[1] وموصول[2] اور تاء کے گول[3] ومجرور[4] ہونے کی پہچان

④ خوش الحانی:۔ اس میں کمال کے لئے چار چیزیں ہیں (۱) آواز خوبصورت ہونا۔ (۲) سانس مناسب ہونا (۳-۴) لہجہ عربی اور اس میں پختگی ہونا۔

ان چاروں میں اصل اور بنیادی چیز "تجوید" ہی ہے۔ اس کے بعد کی دو چیزیں تکملہ وتتمہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور آخری چیز صرف حسن وزینت کے لئے ہے جس سے قراءۃ کا حسن دوبالا ہوجاتا ہے اور اس میں چار چاند لگ جاتے ہیں ؎

یا الٰہی کر عطا ہم کو تو قرآن سے شغف ۔۔۔ اور تعلق سے قرت کے چار ہیں جو اس کے وصف

اوّلاً تجویدِ قرآن اور رعایتِ وقف[2] ورسم[3] ۔۔۔ پھر لحن[4] داؤد[4] کا اے صاحبِ جود وکرم

۷ آخری سبق

اجراء مسائلِ تجوید کا بیان

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

مخارج ہمزہ کا مخرج شروع حلق/عین کا مخرج بیچ حلق/واؤ مدہ کا مخرج ہونٹوں کے بیچ کا خلاء/ذال کا مخرج زبان کی نوک اور ثنایا علیا کے کنارے/بار کا مخرج ہونٹوں کی تری کا آخری حصہ/ہمزہ کا مخرج ابتداء حلق/لام کا مخرج زبان کا کنارہ اور ضاحک۔ ناب رباعی۔ ثنیہ کے مسوڑھے/ایضاً الف کا مخرج حلق کا خلاء/ہار کا مخرج شروع حلق/میم کا مخرج ہونٹوں کی خشکی سے متصل (ہونٹوں کا) تر کنارہ/نون کا مخرج کنارۂ زبان اور ناب رباعی ثنیہ کے مسوڑھے/ہمزہ کا مخرج شروع حلق/لام کا مخرج کنارۂ زبان اور ضاحک۔ ناب۔ رباعی ثنیہ کے مسوڑھے/شین کا مخرج بیچ زبان اور محاذی اوپر کا تالو/یار غیر مدہ کا مخرج بیچ زبان اور محاذی اوپر کا تالو/طار کا مخرج نوک زبان اور ثنایا علیا کی جڑیں/الف کا مخرج جوف حلق/نون کا مخرج کنارۂ زبان اور ناب۔ رباعی۔ ثنیہ کے مسوڑھے/ہمزہ کا مخرج شروع حلق/لام کا مخرج طرف لسان اور ضاحک۔ ناب۔ رباعی۔ ثنیہ کے مسوڑھے/رار کا مخرج کنارۂ زبان مع سرا پشت اور ضاحک۔ ناب۔ رباعی۔ ثنیہ کے مسوڑھے/جیم کا مخرج وسط زبان اور محاذی اوپر کا تالو/یا مدہ کا مخرج وسطِ زبان اور تالو کا خلاء/میم کا مخرج ہونٹوں کی خشکی سے متصل تر کنارہ۔

صفاتِ لازمہ ہمزہ میں پانچ صفاتِ لازمہ ہیں اور پانچوں متضادہ ہیں۔ جہر۔ شدت استفال۔ انفتاح۔ اصمات۔

عین میں پانچ صفات لازمہ ہیں اور پانچوں متضادہ ہیں۔ جہر۔ توسط۔ استفال۔ انفتاح اصمات۔

واوٴ مدہ میں پانچ صفاتِ لازمہ ہیں اور پانچوں متضادہ ہیں۔ جہر۔ رخوت۔ استفال انفتاح۔ اصمات۔

ذال میں پانچ صفاتِ لازمہ ہیں اور پانچوں متضادہ ہیں۔ جہر۔ رخوت۔ استفال۔ انفتاح۔ اصمات

بار میں چھ صفات لازمہ ہیں پانچ متضادہ اور آخری غیر متضادہ ہے۔ جہر، شدت استفال۔ انفتاح۔ اذلاق۔ قلقلہ الخ۔

صفاتِ عارضہ "اَعُوْذُ" کی واؤ مدہ میں مابعد سببِ مد (ہمزہ وسکون) نہ ہونے کی وجہ سے مد اصلی ہے جس کی مقدار ایک الف ہے (لیکن اس کو قصر نہ کہیں گے)

"بِاللّٰہِ" کے پہلے لام کا اپنے مماثل لام میں ادغام مثلین ہوگا۔ اور دونوں لام ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے باریک پڑھے جائیں گے اور ماقبل لام مرققہ کی وجہ سے الف باریک پڑھا جائے گا اور الف میں مابعد سبب مد نہ ہونے کی وجہ سے مد اصلی ہے جس کی مقدار ایک الف ہے۔

"اَلشَّیْطٰنِ" کے لام تعریف کا اپنے مقارب شین میں ادغام متقاربین ہے اور الف میں مابعد سبب مد نہ ہونے کی وجہ سے مدِ اصلی ہے جس کی مقدار ایک الف ہے اور الف ماقبل حرف مفخم ہونے کی وجہ سے پُر پڑھا جائے گا۔

"الرَّجِیْمِ" کے لام تعریف کا اپنے مقارب را میں ادغام متقاربین ہے اور را مشدد مفتوح ہونے کی وجہ سے پُر ہوگی اور یا مدہ میں مابعد سکون وقفی کی وجہ سے مدِ عارض وقفی ہے جس کی مقدار طول توسط قصر تینوں ہیں لیکن طول اولیٰ ہے جس کی مقدار تین یا پانچ الف ہے پھر توسط جس کی مقدار دو یا تین الف ہے پھر قصر جس کی مقدار بالاتفاق ایک الف ہے اور میم پر کسرہ کی وجہ سے وقف بالاسکان کے علاوہ وقف بالروم بھی جائز ہے لیکن بحالت روم صرف قصر ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

● مذکورہ بالا طریقہ پر تمام حرفوں کے مخارج بیان کئے جائیں مثلاً سین کا مخرج زبان کی نوک اور ثنایا کے کنارے۔ حا کا مخرج وسط حلق۔

● مذکورہ طریقہ پر تمام حرفوں کے صفاتِ لازمہ ذکر کئے جائیں مثلاً سین میں چھ صفات لازمہ ہیں جن میں پانچ متضادہ ہیں اور آخری غیر متضادہ۔ ہمس۔ رخوت استفال۔ انفتاح۔ اصمات۔ صفیر۔

● "بِسْمِ اللّٰہِ" کے لام کا لام میں ادغام مثلین ہوگا اور لام ماقبل کسرہ کی وجہ سے باریک

ہوگا اور الف ماقبل حرف مرقق کی وجہ سے باریک ہوگا اور الف میں مابعد سببِ مد نہ ہونے کی وجہ سے مد اصلی ہے جس کی مقدار ایک الف ہے۔

"الرَّحْمٰنِ" کے لام کا اپنے مقارب راء شمسیہ میں ادغام متقاربین ہے اور راء مفتوح ہونے کی وجہ سے پُر ہوگی اور الف میں مابعد سبب مد نہ ہونے کی وجہ سے مد اصلی ہے جس کی مقدار ایک الف ہے۔

"الرَّحِيْمِ" کے لام کا اپنے مقارب راء شمسیہ میں ادغام متقاربین ہے اور راء مفتوح ہونے کی وجہ سے پُر ہوگی اور یاء مدہ میں مابعد سکون وقفی کی وجہ سے مدِ عارض ہے جس کی مقدار طول، توسط، قصر تینوں ہیں لیکن طول اولیٰ ہے پھر توسط پھر قصر مگر تینوں بیک وقت درست نہیں اور میم پر کسرہ کی وجہ سے وقف بالاسکان کے علاوہ وقف بالروم بھی جائز ہے لیکن بحالت روم مد نہ ہوگا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ

- حسبِ سابق تمام مخارج بیان کئے جائیں۔
- حسبِ سابق تمام صفات لازمہ بیان کی جائیں مثلاً دال میں چھ صفات لازمہ ہیں جن میں پانچ متضادہ اور آخری غیر متضادہ۔ جہر۔ شدت۔ استفال۔ انفتاح۔ اصمات۔ قلقلہ۔
- "اَلْحَمْدُ" کے لام کا مابعد حرف قمری (ح) ہونے کی وجہ سے اظہار ہوگا۔ میم کا مابعد غیر باء و میم ہونے کی وجہ سے اظہار (شفوی) ہوگا۔

"لِلّٰهِ" لام کے مابعد حرف شمسی (لام) ہونے کی وجہ سے ادغام ہوگا اور لام کے ماقبل کسرہ ہونے کی وجہ سے مرقق ہوگا اور الف میں مابعد سبب مد نہ ہونے کی وجہ سے مد اصلی ہے جس کی مقدار ایک الف ہے۔

"رَبِّ" کی راء مفتوح ہونے کی وجہ سے پُر ہوگی۔

"اَلْعٰلَمِيْنَ" کے لام کا مابعد حرف قمری (ع) ہونے کی وجہ سے اظہار ہوگا اور الف میں مابعد سببِ مد نہ ہونے کی وجہ سے مدِ اصلی ہے جس کی مقدار ایک الف ہے اور الف ماقبل حرفِ مرقق ہونے کی وجہ سے باریک ہوگا۔ یاء مدہ میں مابعد سکون عارضی ہونے کی وجہ سے مدِ عارض ہوگا جس کی مقدار طول، توسط، قصر تینوں ہیں لیکن طول اولیٰ ہے

پھر توسط پھر قصر۔ اور نون پر فتحہ ہونے کی وجہ سے صرف وقف بالاسکان ہوگا۔

اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ

مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ؕ

- حسبِ سابق تمام مخارج
- حسبِ سابق تمام صفاتِ لازمہ
- (۱) مدِ اصلی (۲) ادغام لام (۳) مدِ عارض (۴) وقف بالاسکان و بالروم

اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ؕ

- مخارج
- صفاتِ لازمہ
- (۱) مدِ اصلی (۲) مدِ اصلی (۳) مدعارض۔ اور نون پر ضمّہ ہونے کی وجہ سے وقف بالاسکان وقف بالاشمام اور وقف بالروم تینوں جائز ہیں لیکن بحالتِ ردم مدنہ ہوگا۔

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ

- مخارج
- صفاتِ لازمہ
- "اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ" کا الف مابعد سکون دوسرے کلمہ میں ہونے کی وجہ سے حذف ہوگا اور لام کا مابعد حرف شمسی (ص) ہونے کی وجہ سے ادغام ہوگا اور (ر) مفتوح ہونے کی وجہ سے پُر ہوگی اور الف میں مابعد سببِ مدنہ ہونے کی وجہ سے مدِ اصلی ہے جس کی مقدار ایک الف ہے لیکن اس کو قصر نہ کہا جائے گا اور الف ماقبل حرف مفخم ہونے کی وجہ سے پُر ہوگا۔

"الۡمُسۡتَقِيۡمَ" کے لام کا مابعد حرف قمری (م) ہونے کی وجہ سے اظہار ہوگا اور یار مدہ میں مابعد سکون عارضی ہونے کی وجہ سے مدعارض ہوگا جس کی مقدار طول، توسط، قصر تینوں ہیں لیکن طول اولیٰ ہے پھر توسط پھر قصر لیکن تینوں بیک وقت جائز نہیں اور میم پر فتحہ ہونے کی وجہ سے صرف وقف بالاسکان ہوگا۔

صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ

- مخارج۔
- صفاتِ لازمہ۔

- "صِرَاطَ" کی (ر) مفتوح ہونے کی وجہ سے پُر ہوگی اور الف میں مابعد سببِ مد نہ ہونے کی وجہ سے مدِ اصلی ہوگا جس کی مقدار ایک الف ہے لیکن اس کو قصر نہ کہیں گے اور الف ماقبل راء مفخم ہونے کی وجہ سے پُر ہوگا۔

"الَّذِیْنَ" کے لام کا مابعد حرف شمسی (ل) ہونے کی وجہ سے ادغام ہوگا۔ اور یاء مدہ میں مابعد سببِ مد نہ ہونے کی وجہ سے مد اصلی ہوگا جس کی مقدار ایک الف ہے لیکن اس کو قصر نہ کہیں گے۔

"اَنْعَمْتَ" میں نون ساکن کے مابعد حرف حلقی (ع) ہونے کی وجہ سے اظہار (حلقی) ہوگا اور میم کے بعد حرف غیر باء و میم (ت) ہونے کی وجہ سے اظہار (شفوی) ہوگا۔

"عَلَیْهِمْ" کی میم پر سکون اصلی ہونے کی وجہ سے وقف بالسکون ہوگا جس کو وقف بالاسکان نہ کہیں گے۔

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ع

- مخارج
- صفاتِ لازمہ
- "الْمَغْضُوْبِ" کے لام کا مابعد حرف قمری (م) ہونے کی وجہ سے اظہار ہوگا اور واؤ میں مابعد سببِ مد نہ ہونے کی وجہ سے مد اصلی ہوگا جس کی مقدار ایک الف ہے لیکن اس کو قصر نہ کہیں گے

"عَلَیْهِمْ" کے میم کا مابعد غیر میم و باء ہونے کی وجہ سے اظہار (شفوی) ہوگا۔

"وَلَا الضَّآلِّیْنَ" کا پہلا الف مابعد سکون دوسرے کلمہ میں ہونے کی وجہ سے حذف ہوگا اور لام تعریف کا مابعد حرف شمسی (ض) ہونے کی وجہ سے ادغام ہوگا اور دوسرے الف میں مابعد تشدید کلمہ میں ہونے کی وجہ سے مد لازم کلمی مثقل ہوگا جس کی مقدار صرف طول (یعنی تین الف یا پانچ الف) ہے اور یاء میں مابعد سکون عارض ہونے کی وجہ سے مدِ عارض ہوگا جس کی مقدار طول، توسط اور قصر تینوں ہیں لیکن تینوں بیک وقت جائز نہیں اور نون پر فتحہ ہونے کی وجہ سے صرف وقف بالاسکان ہوگا۔

التماس مندرجہ بالا طریقہ پر ہر طالب علم کو کم از کم الٓمّٓ سے پاؤ پارہ تک صفاتِ عارضہ کا اجراء ضرور کرایا جائے۔ اس کے بعد جہاں جہاں ضرورت محسوس ہو فقط

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقِ ؛ وَهُوَ خَیْرُ الرَّفِیْقِ

خاتمہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مدعا کے موافق علم تجوید اور اس کے متعلقات وغیرہ سے متعلق تمام مضامین پورے ہو چکے جو ارادہ دانوں کے لئے بہت کافی اور وافی ہیں۔

سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے "اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ" [1] یعنی دین نام ہے سرگرم خیر خواہی کا۔ اس لئے اب طلبہ عزیز کے لئے کچھ نصیحتیں لکھنے کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؎

تیری رحمت سے الٰہی پائیں یہ رنگِ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کیلئے

پہلی نصیحت ①

سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص علم اس لئے حاصل کرتا ہے کہ اس سے دنیا کمائے وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتا [2]۔ لہٰذا اپنی ساری محنت اور کارگذاری میں اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشی مقصود رہے اور اگر کبھی کوئی نام وشہرت وغیرہ کا خیال بھی آجائے یا آگیا ہو تو اس کی استغفار وغیرہ سے اصلاح فرمالی جائے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اخلاص کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اڑا دے
تیرے نام پر مرا ہوں مجھے کیا غرض نشان سے

دوسری نصیحت ②

سیدنا رسولِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا میں تمہارے تین [3] باپ ہیں۔ ایک وہ جو تمھاری پیدائش کا سبب ہے، دوسرا وہ جس نے اپنی لڑکی تمھارے نکاح میں دی۔ تیسرا وہ جس سے تم نے دولتِ علم حاصل کی اور ان میں بہترین باپ تمہارا استاذ ہے [4]۔

نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بوڑھے مسلمان اور عالم وحافظ قرآن. بادشاہ عادل اور استاذ کی عزت کرنا تعظیمِ خداوندی میں داخل ہے [5] لہٰذا زیادہ سے زیادہ استاذ کا ادب واحترام کیا جائے اور کسی وقت بھی کوئی بات یا حرکت ایسی سرزد نہ ہونی چاہئے جو ادب و

---

[1] مسلم شریف ۱۲ منہ [2] کتاب الاعتدال فی مراتب الرجال ۱۲ منہ [3] علم واخلاق کی باتیں ۱۲ منہ [4] ایضاً ۱۲ منہ

احترام کے خلاف ہو ؎

ادب تاجیست از فضلِ الٰہی
بنہ برسر برو ہر جا کہ خواہی

تیسری نصیحت (۳) سیدنا رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات خدمتِ نبویؐ میں رہتے تھے اور تہجّد کے وقت آپؐ کے لیے وضو کا پانی اور مسواک مصلّی وغیرہ رکھتے تھے ایک مرتبہ آپؐ نے ان کی خدمات سے خوش ہو کر فرمایا "مانگ کیا مانگتا ہے" انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ جنت میں آپ کی رفاقت۔ آپؐ نے فرمایا اچھا میری مدد کیجیو سجدوں کی کثرت سے[۱] پتہ چلا کہ آدمی کی خدمت مخدوم کو دعا رگو بنا دیتی ہے اور استاذ کی دعا و توجہ علمی سمندر عبور کرنے میں ایسی معاون ہوتی ہے جیسے کشتی کے لئے ہوائے موافق۔ یہ میرا تجربہ ہے۔

لہٰذا استاذ کی خدمت خاص کر جب کہ وہ بوڑھے، کمزور، بیمار یا معذور ہوں ضرور کرنی چاہئے البتہ جسمانی خدمت کی جوانی اور صحت میں نہ تو کوئی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی مُحتاط اور اہلِ فراست اساتذۂ کرام اس کو پسند فرماتے ہیں خاص کر تنہائی میں ؎

کرو خدمت گذاری تم بڑوں کی
تاج پوشی چاہتے ہو گر سروں کی

چوتھی نصیحت (۴) سَیِّدَتُنَا اُمُّ الْمُؤْمِنِین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مکارمِ اخلاق دس چیزیں[۲] ہیں جن میں آپؐ نے آٹھویں چیز "ساتھی کا حق ادا کرنا" ارشاد فرمایا ہے۔ لہٰذا اپنے رفیقوں اور ساتھیوں کا احترام اور ان کے حقوق کا لحاظ کیا جائے۔ کسی طرح کی ان کو تکلیف نہ دے ان میں جو کمزور و غریب ہوں حسبِ استطاعت ان کی امداد کرے اور ان سے اگر کوتاہی یا نقصان ہو جائے یا اُن سے کوئی تکلیف پہنچے تو اس کو برداشت کرے ؎

لبِ شکوہ کو ہم سی لیتے ہیں
جس طرح جینا پڑے جی لیتے ہیں

---

[۱] فضائل الاعمال المجلد الاول ۱۲ منہ [۲] کذافی آداب المتعلمین ۱۲ منہ

پانچویں نصیحت⑤ سیدنا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لَا یَمَسُّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاہِرٌ[1] یعنی قرآن کو وہ شخص نہ چھوئے جو پاک نہ ہو۔ اسی بنا پر جمہور علماءِ امت کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کو ہاتھ لگانے کے لئے طہارت شرط ہے اُس کے خلاف گناہ ہے، ظاہری نجاست سے ہاتھ کا پاک ہونا باوضو ہونا اور حالتِ جنابت میں نہ ہونا سب اس میں داخل ہے[2]۔

علّامہ زرنوجیؒ فرماتے ہیں کہ علم کی عظمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ طالب علم کتاب کی بھی پوری پوری عزت کرے اور کسی کتاب کو بغیر طہارت کے نہ چھوئے شمس الائمہ حلوانی کہتے تھے کہ ہم نے یہ علم صرف اس لئے حاصل کیا کہ ہم نے اس علم کی عظمت کو ہمیشہ باقی اور قائم رکھا میرا یہ حال تھا کہ کبھی کسی کتاب کو نہیں چھوتا تھا مگر باوضو۔ اور شمس الائمہ سرخسی کا تو یہ عالم تھا کہ باوجود ریاحی امراض کے وضو کے بغیر کتاب ہاتھ میں نہیں اٹھاتے تھے ایک بار مطالعہ کے دوران میں ان کو تقریباً سترہ بار وضو کرنا پڑا۔

ہیں تقویٰ، طہارت بڑی نعمتیں
خدا کی عطا ہیں جسے بھی ملیں

مسئلہ: نابالغ پر وضو کرنا فرض نہیں لیکن عادت ڈالنے کے لئے وضو کرانا چاہئے۔

چھٹی نصیحت⑥ سیدنا رسولِ اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن شریف سے تکیہ نہ لگاؤ[3] (کہ یہ خلافِ ادب ہے)۔ علّامہ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ قرآن پاک پر تکیہ لگانا۔ اس کی طرف پاؤں پھیلانا اس کی طرف پشت کرنا اس کو روندنا وغیرہ حرام ہے[4] علّامہ زرنوجیؒ فرماتے ہیں کہ طالب علم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ کتاب کی جانب قطعاً پاؤں دراز نہ کرے اور تفسیر کی کتابوں کو بقیہ فنون کی کتابوں کے اوپر رکھنا چاہیئے۔ (پھر ان میں بھی ترتیب ہے کہ حدیث① کی کتابیں فقہ کی کتابوں کے اوپر، فقہ② کی کتابیں علم کلام کی کتابوں کے اوپر اور علم کلام③ کی کتابیں لغت④ وصرف ونحو کی کتابوں کے اوپر رکھی جائیں) اور کتاب پر کوئی دوسری چیز ہرگز نہ رکھی جائے شیخ الاسلام برہان الدینؒ فرماتے تھے کہ ایک شیخ کتاب کے اوپر دوات رکھنے کے عادی تھے تو ہمارے

---

[1] ابن کثیر ۱۲ [2] معارف القرآن المجلد الثامن ۱۲ منہ [3] یَا اَھْلَ الْقُرْاٰنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْاٰنَ الخ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان) ۱۲ منہ [4] فضائل القرآن ۱۲ منہ

شیخ نے ان سے کہا کہ تم اپنے علم سے ہرگز کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔[۱] لہٰذا قرآنِ پاک اور دینی کتابوں کا ادب و احترام کیا جائے۔

از خدا خواہم توفیقِ ادب
بے ادب محروم گشت از فضلِ رب

ساتویں نصیحت (۷) جاننا چاہئے کہ "تجوید" ایک مستقل علم بھی ہے اور فن بھی۔ کسی چیز کے صرف جاننے کو علم کہتے ہیں اور عملی طور پر اس پر عبور حاصل کرنے کو فن کہتے ہیں پانی پر کس طرح تیرا جاتا ہے یہ تھوڑی دیر میں معلوم ہو سکتا ہے لیکن جب تک کسی ماہر کی معیت میں سیکڑوں بار اس کی مشق نہ کی جائے مہارت حاصل نہیں ہو سکتی۔ تجوید کے مسائل وغیرہ کا جان لینا یہ علم تجوید ہے اور علم تجوید کے مطابق قرآن کریم کو پڑھنا یہ فن تجوید ہے جس پر عبور ماہر استاذ کی تعلیم و تربیت اور اس کے حکم و ہدایات کے مطابق عرصہ تک مشق و ریاض کرنے سے حاصل ہوتا ہے لہٰذا استاذ کامل کے سامنے مشق اور محنت کرنے کا جو موقع ملے اس کو بہت ہی غنیمت سمجھنا چاہئے۔

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

آٹھویں نصیحت (۸) سید نا رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گذر ہوا، ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے ایک کو چغل خوری کے جرم میں دوسرے کو پیشاب کی احتیاط نہ کرنے میں (کہ بدن کو اس سے بچاتا نہ تھا)، علامہ ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ صحیح روایت میں آیا ہے کہ اکثر عذابِ قبر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے[۲] لہٰذا استنجے کا اہتمام اشد ضروری ہے بہت سے طلبا اس بارے میں کوتاہی کر جاتے ہیں جو بہت بڑی کمی کی بات ہے۔ حضرات علمائے کرام نے پیشاب سے نہ بچنا گناہِ کبیرہ بتایا ہے مسلمانوں میں کتنے مہذب لوگ ہیں جو استنجا کرنے کو عیب سمجھتے ہیں اور بعض روشن دماغ اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور کفار و ملحدین کی اتباع میں جانوروں کی طرح کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو تہذیب سمجھتے ہیں۔

---

[۱] طریقۂ تعلیم ۱۲ منہ [۲] فضائل الذکر ۱۲ منہ

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو می روی ترکستان است

نویں نصیحت ⑨ سیدنا رسولِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو یہ ارشاد فرمایا کہ اپنے آپ کو ناز و نعمت میں پرورش کرنے سے بچاتے رہنا اس لئے کہ اللہ کے نیک بندے ناز و نعمت میں لگنے والے نہیں ہوتے[1]۔ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے بالوں میں روزانہ کنگھا کرنے سے منع فرمایا ہے[2] اس لئے طلبارِ قرآن و علوم دینیہ کو پاکی و طہارت، اور سادگی کے ساتھ صفائی ستھرائی کا تو ضرور اہتمام کرنا چاہئے لیکن فیشن اور زیب و زینت سے بچنا چاہئے کیونکہ نفس اپنی شان و شوکت کا بڑا طالب ہوتا ہے اور ان چیزوں سے اس کو موقع ملتا ہے[5]

نگر پر رکھ نفس کہ ہر دم نظر
رکھ قدم نہ ہرگز اس کی راہ پر

دسویں نصیحت ⑩ سیدنا رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کیا تجھے دین کی نہایت تقویت دینے والی چیز نہ بتاؤں جس سے تو دین و دنیا دونوں کی فلاح کو پہنچے وہ اللہ تعالیٰ کے یاد کرنے والوں کی مجلس ہے، اور جب تو تنہا ہوا کرے تو اپنے کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے رَطْبُ اللِّسَان رکھا کر[3]۔

حضرت لقمان حکیم کی نصیحت ہے کہ بیٹا! صلحار کی مجلس میں بیٹھا کر اس سے تو بھلائی کو پہنچے گا۔ اور ان پر اگر کسی وقت اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہوئی تو تو بھی اس میں شریک ہوگا اور بُروں کی صحبت میں کبھی نہ بیٹھنا کہ ان کے پاس بیٹھنے سے کسی بھلائی کی توقع نہیں اور کسی وقت ان پر کوئی آفت نازل ہوئی تو تو بھی شریک ہو جائے گا[4]۔ اس لئے برے لوگوں کی صحبت سے احتراز بہت زیادہ کرنا چاہئے اور اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے کا اہتمام کرنا چاہئے کہ اُن کی صحبت نیک اعمال کی ترقی کا سبب ہوتی ہے اس لئے مدرسہ میں یا مدرسہ کے قریب کوئی صاحبِ تقویٰ، بزرگ ہوں تو روزانہ یا کم از کم ہر ہفتہ ان کی خدمت و صحبت میں بیٹھنے کا اہتمام کیا جائے۔

---

[1] کذا فی المشکوٰۃ ۱۲ منہ [2] فضائل الصدقات بحوالہ ابوداؤد ۱۲ منہ [3] فضائل الاعمال المجلد الاول ۱۲ [4] کذا فی الاعتدال وغیرہ ۱۲ منہ

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

تنبیہ اس کی تحقیق اشد ضروری ہے کہ اولیاء اللہ (یعنی اللہ والے) کون حضرات ہیں. اولیاء ولی کی جمع ہے اور ولی ولایت سے ہے اور ولایت کے معنی قرب اور محبت کے ہیں پس ولی وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت اور قرب ہو اور اس کی پہچان اتباعِ سنت ہے لہٰذا جو شخص سیدنا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پورا متبع ہو وہ حقیقۃً اللہ کا ولی ہے اور جو شخص سنت سے جس قدر دور ہو وہ قربِ الٰہی سے بھی اسی قدر دور ہے حضرات علماء کرام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے اور سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے وہ جھوٹا ہے[۱] اس لئے کہ قاعدہ محبت ہے کہ جس سے کسی کو محبت ہوتی ہے اس کو محبوب کی ہر چیز سے محبت ہوتی ہے . ؎

أَمُرُّ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَيْلَىٰ
أُقَبِّلُ ذَا الجِدَارَ وَ ذَا الجِدَارَا

گیارہویں نصیحت (۱۱) سیدنا نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن چمک دار دن ہے نیز ارشاد ہے کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عید الاضحیٰ و عید الفطر سے بڑا ہے[۲] حضرت امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ پانچ راتیں دعا کی قبولیت کی ہیں جن میں ایک جمعہ کی رات بھی بیان فرمائی ہے۔ لہٰذا قدر کرنی چاہیئے کہ ضروریات کے علاوہ جس قدر وقت ملے اس کو اچھے اور نیک کام میں گذارنا چاہیئے اور غلط و فضول چیزوں سے بطورِ خاص بچنا چاہیئے جیسے ٹی وی وغیرہ (جس کو میں روح کی ٹی بی کہتا ہوں) کہ آدمی کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک سانس قیمتی ہے ؎

تیرا ہر سانس نخلِ موسوی ہے
یہ جزر و مد جواہر کی لڑی ہے

بارہویں نصیحت (۱۲) سیدنا نبی اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حسد سے بچو کیونکہ وہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے

---
[۱] کذا فی فضائل الاعمال وغیرہ ۱۲ منہ [۲] فضائل جمعہ ۱۲ منہ

آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے[1]۔ حضرات علماء امت نے فرمایا ہے کہ حسد باجماع الامت حرام ہے حسد کے حرام ہونے کی ایک سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے کچھ دیا ہے حکمت کے بغیر نہیں دیا ہے اب جو حسد کرنے والا چاہتا ہے کہ یہ نعمت فلاں شخص کے پاس نہ رہے تو درحقیقت یہ اللہ پر اعتراض ہے کہ اس نے اس کو کیوں نوازا اور حکمت کے خلاف اس کو اس حال میں کیوں رکھا ظاہر ہے کہ مخلوق کو خالق کے کام میں دخل دینے کا کچھ حق نہیں ہے اور نہ مخلوق اس لائق ہے کہ اس کو یہ حق دیا جائے[2]۔ دنیا میں حاسد کے لئے حسد ایک عذاب ہے جس کی آگ اس کے سینے میں بھڑکتی رہتی ہے اور جس سے حسد کیا ہے اس کا کچھ نہیں بگڑتا ہے

دَعِ الْحَسُوْدَ وَمَا يَلْقَاهُ مِنْ كَمَدِهٖ
كَفَاكَ مِنْهُ لَهِيْبُ النَّارِ فِيْ كَبَدِهٖ

تیرہویں نصیحت (۱۳)

سیدنا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنٰی۔ یعنی غیبت زنا سے بھی سخت ہے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یہ کیسے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایک شخص زنا کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے تو اس کا گناہ معاف ہو جاتا ہے اور غیبت کرنے والے کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہے[3]۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ غیبت ایک ایسا گناہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے حق کی بھی مخالفت ہے۔ اور بندے کا حق بھی ضائع ہوتا ہے اس لئے جس کی غیبت کی گئی ہے اس سے معاف کرانا ضروری ہے خاص کر جب کہ صاحب غیبت کو اس کا علم ہو جائے۔

حضرت میمونؒ نے فرمایا کہ ایک روز خواب میں میں نے دیکھا کہ ایک زنگی کا مردہ جسم ہے اور کوئی کہنے والا ان کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ اس کو کھاؤ میں نے کہا کہ اے خدا کے بندے میں اس کو کیوں کھاؤں تو اس شخص نے کہا اس لئے کہ تو نے فلاں شخص کے زنگی غلام کی غیبت کی ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم میں نے تو اس کے متعلق کوئی اچھی بری بات کی ہی نہیں تو اس شخص نے کہا ہاں لیکن تو نے اس کی غیبت سنی تو ہے اور تو اس پر راضی رہا حضرت میمونؒ کا حال اس خواب کے بعد یہ ہو گیا کہ نہ خود کبھی کسی کی غیبت کرتے اور

[1] مشکوٰۃ شریف ۱۲ منہ [2] شرح اربعین نوویؒ ۱۲ منہ [3] رواہ الترمذی و ابو داؤد ۱۲ منہ

نہ کسی کو اپنی مجلس میں کسی کی غیبت کرنے دیتے تھے[۱]۔ کیونکہ غیبت کا بقصد و اختیار سننا بھی ایسا ہی ہے جیسے خود غیبت کرنا۔ لہٰذا غیبت کے سننے سے بھی پورے طور پر اجتناب کرنا چاہئیے۔ اور سوچنا چاہئیے کہ جو آج آپ کے سامنے دوسرے کی غیبت کر رہا ہے کل کو وہ دوسرے کے سامنے آپ کی بھی غیبت کر سکتا ہے۔ ؎

اے چشمِ اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

چودہویں نصیحت (۱۴)

سیدنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنّت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے قلب میں رائی کے دانے کے برابر بھی کبر ہوگا۔ اور ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس کے قلب میں رائی کے دانہ کے برابر بھی کبر ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل جہنّم میں ڈال دے گا۔ حضرت وہبؒ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جب جنّتِ عدن کو پیدا کیا تو اس کی طرف توجہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ تو ہر متکبر پر حرام ہے۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ جب بندہ تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں بلند ہو اور جب تکبر کرے اور اپنی حد سے بڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو گرا دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تو ذلیل ہو پھر وہ اپنی نگاہ میں تو بڑا ہوتا ہے اور لوگوں کے نزدیک ذلیل ہوتا ہے حتٰی کہ لوگوں کی نگاہ میں سور سے بھی زیادہ ذلیل ہو جاتا ہے[۲]۔ لہٰذا تواضع و انکساری کو اپنا شعار بنایا جائے اور اس مہلک مرض "تکبر" سے بہت ہی زیادہ بچنے کی کوشش کی جائے کہ نفس کو اپنی تعلّی مرغوب ہوتی ہے وہ اپنی رفعت شان اور بڑائی کا از حد خواہاں ہوتا ہے اور یہی تمام برائیوں اور دنیا و آخرت کی روسیاہی کی جڑ ہے[۳]۔ اللہ تعالیٰ میری آپ کی اور سب کی اس مرض سے حفاظت فرمائے۔ آمین ؎

دہر میں سر سرکش و مغرور کو
ایک دن نیچا دکھاتا ہے خدا

پندرہویں نصیحت (۱۵)

سیدنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمان بھائی کو حقیر نہ سمجھے[۴]۔ لہٰذا معلوم ہونا چاہئیے کہ جس طرح تجوید حاصل نہ کرنا غلطی ہے اسی طرح یہ بھی غلط ہے کہ تجوید پڑھ لینے کے بعد

[۱] معارف القرآن المجلد الثامن ۱۲ منہ [۲] شریعت و طریقت ۱۲ منہ [۳] ایضاً ۱۲ منہ [۴] شرح اربعین نووی ۱۲

دوسروں کو حقیر سمجھا جائے یا اُن کی نمازوں کو فاسد جانا جائے اس لیے کہ نماز کے فاسد ہونے نہ ہونے کا حکم لگانا یہ اُن حضراتِ علمائے کرام کا منصب ہے جو تجوید کو ضروری قرار دینے کے ساتھ فقہ پر بھی نظر رکھتے ہیں نہ کہ صرف مجوّد یا وہ عالم دین جو تجوید سے واقف نہ ہوں باقی عُجب اور خود پسندی وغیرہ جیسی مہلک بیماریوں سے بچنا تو ہر شخص کے لئے ضروری ہے ؎

عُجب میں وہ نہیں رہتے جو کامل ہوں کسی فن میں
چھلک جاتا ہے پانی قاعدہ ہے اوچھے برتن میں

سولھویں نصیحت (۱۶)

سیدنا حضورِ اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمھیں نماز، روزہ، صدقہ وغیرہ سب سے افضل چیز بتلاؤں صحابہؓ نے عرض کیا ضرور حضورؐ نے فرمایا کہ آپس کا سلوک سب سے افضل ہے اور آپس کی لڑائی دین کو مونڈنے والی ہے یعنی جیسے اُسترے سے سر کے بال ایک دم صاف ہو جاتے ہیں آپس کی لڑائی سے دین بھی اسی طرح صاف ہو جاتا ہے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ چھوٹ چھٹا رکھا اگر اسی حالت میں مرگیا تو سیدھا جہنم میں جاوے گا۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ہر پیر و جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ کی حضوری میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں اللہ جل شانہٗ کی رحمت سے (نیک اعمال کی بدولت) مشرکوں کے علاوہ اوروں کی مغفرت ہوتی رہتی ہے مگر جن دو میں جھگڑا ہوتا ہے ان کی مغفرت کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ ان کو چھوڑے رکھو جب تک صلح نہ ہو جائے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ تین شخص ہیں جن کی نماز قبولیت کے لئے ان کے سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی جن میں آپس کے لڑنے والے بھی فرمائے ہیں[۱]۔ لہذا جھگڑے فساد اور آپس کے اختلاف و افتراق سے بہت بچنا چاہیئے۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب علیہ الرحمۃ[۲] فرماتے ہیں کہ دنیا دار دین سے بے خبر لوگوں کا کیا ذکر جب کہ بہت سی لمبی لمبی تسبیحیں پڑھنے والے دین کے دعوے دار بھی ہر وقت آپس کی لڑائی میں مبتلا رہتے ہیں (یہ حضرات) اول حضورؐ کے ارشاد کو غور سے دیکھیں اور پھر اپنے اس دین کی فکر کریں جس کے گھمنڈ میں صلح کے لئے جھکنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ آج

---

[۱] فضائل رمضان ۱۲ امنہ [۲] یعنی سیدی و مرشدی حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی متوفی سنہ ۱۴۰۲ ہجری ۱۲ منہ

وہ لوگ جو ہر وقت دوسروں کا وقار گھٹانے کی فکر میں رہتے ہیں تنہائی میں بیٹھ کر غور کریں کہ خود وہ اپنے وقار کو کتنا صدمہ پہنچا رہے ہیں اور اپنی ان ناپاک اور کمینہ حرکتوں سے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کتنے ذلیل ہو رہے ہیں اور پھر دنیا کی ذلت بدیہی ہے ؎

کہنا پڑا مجھے پئے الزام پند گو
وہ ماجرا جو قابل شرح و بیاں نہیں

سترہویں نصیحت ⑰

نصاب کی تکمیل اور سندِ فراغت کی مثال بچہ کے دودھ چھڑانے کی سی ہے کہ شیر خواری تو ختم ہو گئی لیکن ابھی ناسمجھی کم سنی ہے جس میں عرصہ تک بڑوں کی نگرانی اور سرپرستی کی ضرورت ہے اس لیے فراغت کے بعد بھی اپنے اساتذہ کرام سے تعلق اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ نہ کچھ سننے سنانے کا سلسلہ ضرور قائم رکھئے۔ یومیہ نہ ہو تو ہفتہ وارانہ ہی سہی اور بفرض محال اُن کی صحبت و قربت حاصل نہ ہو تو کم از کم خط و کتابت کے ذریعے ہی ان سے تعلق و وابستگی رکھئے کہ اس صورت میں آپ بظاہر تو مہجور رہوں گے لیکن معنوی طور پر ان شاء اللہ قرب سے مسرور رہوں گے ؎

گو تھے اُویس دور مگر ہو گئے قریب
ابو جہل قریب تھا مگر دور ہو گیا

اٹھارویں نصیحت ⑱

عربی کا مقولہ ہے اَلْعِلْمُ لَا یَضْبِطُ اِلَّا بِالدَّرْسِ یعنی علم قابو میں نہیں رہتا تاوقتیکہ مسلسل پڑھنا جاری نہ رکھا جائے لہٰذا پڑھی ہوئی کتابوں کی نگرانی تو ضروری ہے ہی اس کے علاوہ دوسری کتابوں کا مطالعہ بھی اہتمام سے کیا جائے اور مطالعہ پوری توجہ غور و خوض سے کیا جائے نیز کتاب کی ضروری اور خاص باتیں اخذ کر کے ان کو زبانی یاد کیا جائے۔

حضرت امام غزالیؒ کسی جنگل سے گذر رہے تھے کہ اُن کو ڈاکو مل گئے ڈاکوؤں کو جب آپ سے کچھ نہ مل سکا تو آپ کی کتابوں کا بستہ ہی چھین لیا۔ امام صاحبؒ کو بہت افسوس ہوا کہ کوئی بات کتاب میں دیکھنے کی ضرورت ہوئی تو کیا کروں گا آخر کار نہایت عاجزی سے التجا کی کہ میرا بستہ مجھے دے دو آپ کو اس سے کچھ فائدہ نہ ہو گا لیکن میرے بڑے کام کی چیز ہے ان کتابوں کے بغیر میرا کام نہیں چل سکتا۔ ڈاکو آپ کی عاجزی سے متاثر ہو گئے اور یہ کہہ کر بستہ واپس دے دیا کہ ایسے علم سے کیا فائدہ کہ جب کتابیں جاتی رہیں تو آدمی کو کچھ بھی

یاد نہ رہے امام صاحب پر اس بات کا اتنا اثر ہوا کہ آئندہ آپ تمام کتابوں کی ضروری باتیں حفظ کر لیتے[1]

صاحبِ الفاظ کو دفتر سے بھی سیری نہیں
صاحبِ معنیٰ کو صرف اک لفظ کافی ہوگیا

انیسویں نصیحت (۱۹) سیدنا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "قرآن شریف کی خبر گیری کیا کرو قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قرآن پاک جلد نکل جانے والا ہے سینوں سے بہ نسبت اونٹ کے اپنی رسیوں سے[2]"۔ یعنی آدمی اگر جانور کی حفاظت سے غافل ہو جاوے اور وہ رسی سے نکل جاوے تو بھاگ جاوے گا اسی طرح اگر کلام پاک کی حفاظت نہ کی جاوے تو وہ بھی یاد نہیں رہے گا اور بھول جاوے گا جس پر بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ مجھ پر اُمت کے گناہ پیش کئے گئے ہیں نے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں پایا کہ کوئی شخص قرآن شریف پڑھ کر بھلا دے لہٰذا ضروری ہے کہ روزانہ تلاوتِ قرآن کا اہتمام کیا جائے اور زیادہ سے زیادہ مقدار میں اس کو پڑھنے کا معمول بنالیا جائے۔ ایک جگہ ارشادِ نبوی ہے کہ جو شخص قرآن شریف پڑھ کر بھلا دے قیامت کے دن اللہ کے دربار میں کوڑھی حاضر ہوگا۔[3] اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ ؎

وہ مایوس تمنا کیوں نہ سوئے آسماں دیکھے
کہ جو منزل بمنزل اپنی محنت رائیگاں دیکھے

اس کے بالمقابل بعض احادیث شریفہ میں آیا ہے کہ "جو شخص قرآن یاد کرتا ہوا اور اس میں محنت اور مشقت برداشت کرتا ہوا مرجائے تو وہ حُفّاظ کی جماعت میں شمار ہوگا۔"[4]

واقعی اللہ تعالیٰ کے یہاں عطا میں کوئی کمی نہیں، کوئی لینے والا ہو ؎

تو وہ داتا ہے کہ دینے کے لئے
در تری رحمت کے ہیں ہر دم کھلے

بیسویں نصیحت (۲۰) سیدنا آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے فَاتْلُوْہُ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ مِنْ اٰنَاءِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ یعنی قرآن

---

[1] علم واخلاق کی باتیں ۱۲ منہ [2] بخاری ومسلم ۱۲ منہ [3] فضائل القرآن ۱۲ منہ [4] ایضاً ۱۲ منہ

کی تلاوت شب و روز ایسی کرو جیسا کہ اس کا حق ہے۔ یعنی کثرت سے اس کے آداب کی رعایت کرتے ہوئے تلاوت کرو۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ ربّ العزت سے بندہ کا تعلق دو طرح کا ہے۔

- ایک تعلق تو عَبدِیَّتْ اور بندگی کا۔ کہ وہ پاک ذات ہماری خالق، معبود اور حاکم ہے
- دوسرا تعلق محبت اور فریفتگی کا ہے۔ کہ وہ پاک ذات ہماری مربی و محسن ہے

اور حسن و جمال اور کمالات کے تمام اوصاف بَدَرجۂ اَتم اس میں موجود ہیں۔ ادھر انسان کے اندر فطری طور پر پیار و محبت کا مادہ موجود ہے[1] کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ترے فراق میں جینا بشر کا کام نہیں
ہزار شکر کہ اس عمر کو دوام نہیں

پس ان دونوں تعلقوں کو مُستَحضَر رکھ کر تلاوت کی جائے یعنی جس عزت و عظمت سے بادشاہ کا فرمان اور جس شوق و محبت سے محبوب کا کلام پڑھا جاتا ہے اسی طرح کلام اللہ شریف کی تلاوت کرنی چاہئے۔ اور تلاوت کے آداب حسبِ ذیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان آداب پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آدابِ تلاوتِ قرآن پاک

① مسواک اور وضو کے بعد یک سوئی کی جگہ پورے ادب و احترام اور تواضع کے ساتھ قبلہ رُخ بیٹھے۔

② قرآن شریف کو رِحل یا تکیہ وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھے۔

③ نہایت حضورِ قلب اور خشوع کے ساتھ اس طرح پڑھے کہ گویا حق تعالیٰ شانُہٗ کو سنا رہا ہے

④ اگر یاد کرنا مقصود نہ ہو تو پڑھنے میں جلدی نہ کرے۔

⑤ دل کو وسوسوں اور خطرات سے پاک رکھے۔

⑥ دورانِ قراۃ اگر جماہی آجائے تو رُک جائے۔

⑦ قرآن مجید کی عظمت دل میں رکھے کہ کیسا عالی مرتبہ کلام ہے۔

---

[1] کذا فی فضائل الحج ۱۲ منہ

(۸) اللہ تعالیٰ کی علوشان اور رفعت وکبریائی کو دل میں رکھے کہ جس کا کلام ہے۔

(۹) کانوں کو اس قدر متوجہ کرے کہ گویا حق تعالیٰ شانہ کلام فرما رہا ہے اور یہ سن رہا ہے

(۱۰) تجوید کی رعایت کرتے ہوئے خوش الحانی سے پڑھے کہ بہت سی احادیث میں اس کی تاکید آئی ہے۔

(۱۱) جس آیت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت، مغفرت، جنّت اور فضل وغیرہ کا ذکر آئے اللہ تعالیٰ سے ان چیزوں کی طلب میں دعا کرے۔ اور جہاں اللہ کے غضب، عذاب، نارِ جہنّم وغیرہ کا تذکرہ آئے وہاں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے[۱]

(۱۲) جب سیدنا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک "محمدؐ" آئے تو درود شریف پڑھے۔

(۱۳) تلاوت کے دوران کسی سے بات نہ کرے اور اگر کوئی ضرورت ہی پیش آجائے تو کلام پاک بند کرکے بات کرے (اور اس کے بعد استعاذہ پڑھ کر قراءۃ شروع کرے)

(۱۴) اگر ریار کا احتمال ہو یا کسی مسلمان کی تکلیف وحرج کا اندیشہ ہو یا مجمع میں لوگ اپنے دینی یا دنیوی کام میں مشغول ہوں تو آہستہ پڑھے ورنہ آواز سے قراءۃ کرنا افضل ہے۔

(۱۵) اگر تلاوت میں خود سے رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرے اگرچہ بہ تکلّف ہی کیوں نہ ہو سے

وَاَلَذُّ حَالَاتِ الْغَرَامِ لِمُغْرَمٍ
شِكْوَى الْهَوٰى بِالْمَدْمَعِ الْمُهْرَاقِ

اکیسویں نصیحت (۲۱)

سیدنا رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب ابنِ آدم سجدہ کی آیت پڑھتا ہے (اور سجدۂ تلاوت کرتا ہے) تو شیطان ہٹ جاتا ہے اور رو کر کہتا ہے کہ ہائے میری بربادی، ابنِ آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اس نے سجدہ کیا اس کے لئے جنّت ہے اور مجھے حکم ہوا میں نے انکار کیا میرے لیے جہنّم ہے[۲]

---

[۱] یعنی آیاتِ وعدہ ورحمت پر دعا کرے اور آیاتِ عذاب ووعید پر پناہ مانگے نیز آیات تنزیہ وتقدیس پر سبحان اللہ کہے ۱۲ منہ

سہ ماخوذ از "فضائل القرآن" بتغیر یسیر واضافہ قلیل ۱۲ منہ [۲] کذا فی تعلیقات مالکیہ بحوالہ مسلم شریف ۱۲ منہ

قرآن شریف میں کُل سجدے چودہ[14] ہیں (اگرچہ لکھے ہوئے قرآن کے حاشیہ پر پندرہ[15] ہیں) اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک گیارہ[11] سجدے ہیں کیونکہ سُورۃ النجم[1]، سُورۃ الانشقاق[2] اور سُورۃ العلق[3] میں ان کے نزدیک سجدہ نہیں ہے پھر چودہ[14] سجدوں میں بھی یہ اختلاف ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سورہ صٓ والا سجدہ ہے اور سورۃ الحج کا آخری سجدہ نہیں ہے اور حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک سورۃ الحج کا آخری سجدہ ہے اور سورۃ صٓ والا سجدہ نہیں ہے

حضرات احناف کے یہاں تلاوت کے سجدے واجب ہیں پڑھنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی لہٰذا اگر کوئی سجدۂ تلاوت چھوٹ گیا تو اس کی قضا ضروری ہے ورنہ چھوڑنے والا گنہگار ہوگا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ باقی حضراتِ ائمۂ کرام علیہم الرحمۃ کے نزدیک تلاوت کے سجدے سُنّت ہیں۔ ان سجدوں کے شمار اور مقامات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نقشہ سجود تلاوت

شمار	آیات سجدہ	نام سورۃ	نمبر آیت	اسماء ائمہ کرام
۱	إِنَّ الَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ ... وَلَهُ يَسْجُدُونَ ○	اعراف	۲۰۶	ائمۂ اربعہ
۲	وَلِلَّهِ يَسْجُدُ ... وَظِلَالُهُم بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ○	رعد	۱۰	〃
۳	وَلِلَّهِ يَسْجُدُ ... وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ○	نحل	۵۰	〃
۴	قُلْ آمِنُوا بِهِ ... وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ○	بنی اسرائیل	۱۰۹	〃
۵	أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم ... خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ○	مریم	۵۸	〃
۶	أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ ... إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ○	حج	۱۸	〃
●	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ... لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○	حج	۷۷	امام شافعیؒ و امام احمدؒ
۷	وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا ... وَزَادَهُمْ نُفُورًا ○	فرقان	۶۰	ائمۂ اربعہ
۸	أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ ... هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ○	نمل	۲۶	〃
۹	إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا ... وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ○	سجدہ	۱۵	〃
۱۰	قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ ... وَحُسْنَ مَآبٍ ○	صٓ	۲۵	امام اعظمؒ و امام مالکؒ
۱۱	وَمِنْ آيَاتِهِ ... وَاسْجُدُوا لِلَّهِ ... وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ ○	حم سجدہ	۳۸	ائمۂ اربعہ

۱۲	فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ○	نجم	۶۲	علاوہ امام مالکؒ
۱۳	وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ○	انشقاق	۲۱	"
۱۴	لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ○	علق	۱۹	"

مسئلۃ: حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک سجدہ نمبر گیارہ لَا يَسْأَمُوْنَ ○ کے بجائے تَعْبُدُوْنَ ○ پر ہے[1]

مسئلۃ: اگرچہ احناف کے یہاں سورۂ حج کا آخری سجدہ نہیں ہے لیکن احتیاطًا کر لینا چاہئے[2] (اور) اگر شافعی یا حنبلی امام کی اقتداء میں ہے تو اس کی متابعت میں مقتدی پر سجدہ واجب ہے۔

بائیسویں نصیحت (۲۲)

سیدنا حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا۔ یعنی میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور یہ ظاہر ہے کہ جب آپ کا مقصد وجود معلم ہوتا ہے تو آپ کی اُمت کا مقصدِ وجود متعلم اور طالب علم ہونا لازم ہو گیا اس لئے ہر مسلمان مرد و عورت کو بحیثیت مسلمان ہونے کے ایک طالب علم ہونا چاہئے جس کو تعلیمات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لگن ہو[3] حفظِ قرآن اور تجوید و قراۃ کے بعد علوم قرآن و سُنت بھی پڑھنے کی ضرور کوشش کرنا چاہیے اگر مکمل تحصیل اور اس میں مہارت کیلئے ہمت و فرصت نہیں ہے تو کم از کم بقدر ضرورت علم دین حاصل کرنا تو ہر شخص کے لئے ضروری ہے اگر پورے طور پر وقت نہیں ہے تو روزانہ دو ایک گھنٹے ہی اس کے لئے متعین کر لینے چاہئیں ○

چو شمع از پئے علم باید گداخت

کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

تئیسویں نصیحت (۲۳)

سیدنا خاتم الرُسُل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن آدمی کے دونوں قدم (محاسبہ کی جگہ سے) اس وقت تک نہیں ہٹ سکتے جب تک پانچ چیزوں کا مطالبہ نہ ہو جائے اور ان کا معقول جواب نہ ملے۔ اپنی[1] عمر کس کام میں خرچ کی۔ اپنی[2] جوانی کس کام میں خرچ کی۔ مال[3] کہاں سے کمایا اور کہاں[4] خرچ کیا اور اپنے علم[5] پر کیا عمل کیا۔[4] ایک حدیث میں وارد ہے کہ بدکار قراء کی طرف عذاب جہنم زیادہ سرعت سے چلے گا وہ اس پر تعجب کریں گے کہ بت پرستوں سے

---

[1] ایضاً ۱۲ منہ [2] کذافی عمدۃ الرعایۃ از حضرت مولانا عبد الحئیؒ ۱۲ منہ [3] معارف القرآن جلد اول ۱۲ منہ [4] فضائل الصدقات ۱۲ منہ

بھی پہلے اُن کو عذاب دیا جاتا ہے تو جواب ملے گا کہ جاننے کے باوجود کسی جرم کا کرنا انجان ہو کر کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے علم دین کی تحصیل کے ساتھ ساتھ اپنے عقائد اور اخلاق و اعمال کی اصلاح بھی نہایت ضروری ہے۔ انسان کو جو تمام مخلوقات کا اشرف و حاکم اور مخدوم کہا گیا ہے اس کی وجہ اس کا اخلاقی و عملی کمال ہی ہے ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

چوبیسویں نصیحت (۲۴)

سیدنا فخر الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص جس قوم سے تشبہ اختیار کرتا ہے وہ انھیں میں سے ہے لہٰذا اپنی وضع قطع، عادت و اطوار میں اہلِ صلاح و تقویٰ کی مشابہت اختیار کی جائے کہ آپ کا چہرہ داڑھی سے مزین ہو لباس سُنّت کے موافق ہو، رفتار و گفتار، نشست و برخاست وغیرہ سب میں پاسِ شریعت اور سیدنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہو کہ دنیا اور آخرت کی کامیابی و کامرانی اللہ رب العزت اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع میں ہے ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

پچیسویں نصیحت (۲۵)

سیدنا رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص قرآن شریف کو حاصل کرے اور کسی دوسرے شخص کو جو کوئی اور چیز عطا کیا گیا ہو اپنے سے افضل سمجھے تو اس نے حق تعالیٰ شانہٗ کے اس انعام کی جو اپنے کلام پاک کی وجہ سے اس پر فرمایا ہے تحقیر کی ہے۔ اور ظاہر بات ہے کہ جب کلام الٰہی سب کلاموں سے افضل ہے جیسا کہ احادیث میں آیا ہے تو اس کا پڑھنا، پڑھانا یقیناً سب چیزوں سے افضل ہونا ہی چاہیے لہٰذا حاملِ قرآن کو اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے اور کسی بھی دنیاوی چیز سے متاثر ہو کر کسی احساس کمتری کا شکار ہرگز نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ دنیا کا بڑے سے بڑا اشرف و کمال قرآن شریف کے برابر نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ اس سے افضل۔

دنیاوی علوم کی ڈگریاں، سرکاری نوکریاں، عمدہ بلڈنگیں اور گاڑیاں، مال و

۱؎ فضائل التبلیغ ۱۲ منہ ۲؎ جو حضرت سعید بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً منقول ہے (فضائل قرآن ص ۱۲)

متاع کی کنجیاں، حکومت و سلطنت اور عہدوں کی کرسیاں حشمت و جلال حاصل کرنے کی کارروائیاں۔ یہ تمام کی تمام چیزیں عارضی اور فنا ہو جانے والی ہیں جب کہ قرآن کریم کا شرف و کمال ہمیشہ باقی رہنے والا ہے ؎

دیباچۂ ماتم کو مسرت نہیں کہتے
جس چیز کو فنا ہو اسے نعمت نہیں کہتے

چھبیسویں نصیحت (۲۶)

خلیفۂ رسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کا ارشاد ہے أَمَرَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ كَمَا عُلِّمْتُمْ[1] یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تم کو حکم دیا ہے کہ قرآن کو اسی طرح پڑھو جس طرح تم کو سکھایا گیا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف کے حروف کی ادائیگی ایک حالت اور کیفیت کا نام ہے جو مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰہِ ہے لہٰذا ہر قاری کے لئے ضروری ہے کہ وہ قراءت کلام اللہ میں اپنے معتبر اساتذہ کا اتباع کرے جس طرح وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بذریعہ حضرات صحابہؓ و تابعینؒ وغیرہم سلسلہ بسلسلہ منقول و ثابت ہے! لوگوں کی دیکھا دیکھی یا کسی طعن و تشنیع کے خوف سے اپنے مُستند و معتبر اساتذہ کی صحیح تعلیم و تلقین سے ہرگز نہ ہٹنا چاہیئے ؎

بے وفا سمجھیں تمھیں اہلِ حرم اس سے بچو
دیر والے کج ادا کہہ دیں یہ بدنامی بھلی

اظہارِ تأسف

حضرت رسولِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر آج تک ہر زمانہ میں تمام مُستند قرّاء، علماء کرام اور حضراتِ محققین کا قرآنی حرکات، (زبر، زیر، پیش) کو معروف ادا کرنے پر اتفاق اور عمل رہا ہے اور دوسری کیفیاتِ اداء کی طرح یہ بھی اپنی صحتِ ادائیگی کے ساتھ بلا انکار تواتر کے ساتھ سلسلہ بسلسلہ منقول ہوتی چلی آرہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ۝ کہ بے شک ہم ہی نے قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ اور سیدنا رسول اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ[2] کہ میری امت گمراہی پر

---

[1] شرح سبعہ قراآت ۱۲ منہ [2] الورقات بحوالہ طبرانی ۱۲ منہ

جمع نہ ہوگی۔ اس بات کی تائید کرتا ہے کہ حرکات کی یہ ادا جس پر علماء محققین اور قراء و مجوّدین کا عمل ہے حق اور بالکل حق ہے جس کے انکار کی کوئی دیانتدار اور صَحِیْحُ الْعَقْلِ شخص ایک لمحہ کے لئے جرأت نہیں کرسکتا مگر افسوس کہ پاکستان میں کسی نے رسالہ "کَشْفُ الْعُقُوْلِ لِتَحْقِیْقِ الْمَجْهُوْلِ" لکھا ہے جس میں یہ ظاہر اور ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے کہ حرکات اور حروفِ لین کا صحیح تلفظ مجہول ہے اور ان کو معروف پڑھنا صحیح نہیں۔

ظاہر ہے کہ مذکورہ رسالہ کا لکھنا فتنہ وفساد کا باعث، اجماعِ امت کی مخالفت، کلام اللہ شریف کی صحیح و حق اور متواتر کیفیتِ ادا کا انکار اور اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا وعدہ اِنَّا نَحْنُ الخ کی تکذیب ہے اس لئے پاکستان ہی میں اس رسالہ کے جواب اور تردید میں رسالہ "تَنْبِیْهُ الْمَجْهُوْلِ لِتَحْقِیْقِ الْمَعْرُوْفِ" لکھا گیا ہے جس میں تیئیس ۲۳ دلیلوں اور معتبر کتابوں کے حوالوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حرکات کا صحیح اور منقول تلفظ وہی ہے جو قراء حضرات کا ہے یعنی معروف ادا کرنا۔

رسالہ کشف العقول کے مؤلف پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کریں ورنہ بقول صاحب الکمال حَفِظَهُ اللّٰهُ تعالیٰ کفر کا اندیشہ[1] ہے اور ساتھ ہی اپنی اس غلطی سے رجوع کرنے کا اعلان بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ میری آپ کی اور ہر مسلمان کی زلّتِ اقدام سے حفاظت فرمائے اور سب کو حُسنِ خاتمہ کی دولت سے نوازے آمین۔

عشقِ قرآں کی شمع تو کرلے روشن قلب میں
بعد مرنے کے قبر میں بھی اُجالا ہوئے گا

پڑھ تو راتوں میں اسے اپنے خدا کے سامنے	اپنی روشن قبر میں دولہن کے مثل سوئے گا
یہ امانت ہے خدا کی جس میں جائز ہے نہیں	کوئی تغیر کوئی تبدل جیسے ہو سر موئے گا
چھوڑ کے حق کو جو باطل کی پرستش کو چلے	اپنے اعمالِ حسیں کو بالیقیں وہ کھوئے گا
خلق کو گمراہ جو کرکے بوجھ اپنے سر پہ لے	آخرت میں بوجھ اس کا کون ہے جو ڈھوئے گا

[1] تفصیل کے لئے شرح کمال الفرقان ص ۲۰۴ کا مطالعہ کریں ۱۲ منہ

سن لے ہر وہ شخص یہ جو ہے محرّف بالقرآن　　جس نے کی تحریف اس میں حشر میں وہ روئے گا
ہے مجھے امید یہ ہر صاحبِ تالیف سے　　کالکِ مجہول کو تحقیق سے وہ دھوئے گا
یا الٰہی کر عطار صادق کو اپنی معرفت
قلب میں تو ہی مرے بس تخمِ عرفاں بوئے گا

ستائیسویں نصیحت (۲۷)

سیدنا افضل الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اِنَّ اَفْضَلَکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ۔[۱]
یعنی تم میں افضل وہ شخص ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔

قرآن کریم چونکہ اَفْضَلُ الْکُتُبْ ہے جو اَفْضَلُ الْاَنْبِیَآء سیدنا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر اَفْضَلُ الْمَلَائِکَۃ حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ اَفْضَلُ اللُّغَات یعنی عربی زبان میں نازل ہوا (جو دنیا کی فصیح ترین زبان ہے) اس لئے اس کے پڑھنے، پڑھانے والے کو اَفْضَلُ النَّاس قرار دیا گیا۔ کس قدر خوش نصیب ہیں وہ خیارِ امت ہستیاں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس پاک کتاب اور اس سے متعلقہ علوم کے پڑھنے، پڑھانے میں اپنی مبارک زندگیاں گذار دیں اور آج ان ہی کی محنتوں اور خدمتوں کی بدولت قرآن و حدیث اور تمام کے تمام علومِ اسلامی زندہ ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک یہ سلسلہ باقی رہے گا ضرورت اس بات کی ہے کہ اس سِلْسِلَۃُ الذَّہَبْ میں ہم بھی شامل ہو جائیں لہٰذا فراغت کے بعد خدمتِ قرآنی کو اپنا مشغلۂ حیات بنائیں۔

بقول حضرت صاحبِ "تذکرہ قاریانِ ہند" رحمہ اللہ تعالیٰ کے کہ قرآن مجید اور اس کی قرآت کا سلسلہ عہدِ رسالت سے آج تک (جس کو تقریباً چودہ سو سال کا عرصہ گذر چکا ہے) سینہ بہ سینہ محفوظ چلا آرہا ہے۔ اب گذشتہ اور آئندہ کی درمیانی کڑی آپ ہیں اگر ایک اہم کام چودہ سو برس سے ہوتا آئے اور وہ ہماری غفلت سے آگے نہ بڑھ سکے یا دوسروں کے ذریعہ سے بڑھے اور اس میں ہمارا حصہ نہ ہو تو یہ ہماری حرماں نصیبی ہے۔

چمن محمدی بہر حال سرسبز و شاداب رہے گا لیکن اس کی سیرابی میں اگر ہمارا حصہ نہ ہوا تو یہ مقامِ افسوس ہوگا لہٰذا ہمارا آپ کا اور تمام مسلمانوں کا اوّلین فریضہ قرآن مجید کو صحیح طریقے سے حاصل کرنا اور آنے والے لوگوں تک پہنچانا ہے اگر ہم نے کوشش سے خود حاصل کیا

---

[۱] بخاری شریف جلد سوم صفحہ نمبر ۲۳۲، ۱۲ منہ

مگر آخری کڑی بن کر رہ گئے دوسروں تک پہنچایا تو یہ امانت کی بے قدری ہے نعمت کی حق ناشناسی ہے۔

چراغ سے چراغ روشن ہوتا ہے لہٰذا آپ بھی شعل نبوی اور اللہ تعالیٰ کی عنایت فرمودہ اس امانت کو خوب ذوق و شوق اور جوش و خروش سے آگے بڑھائیے اور درج ذیل شعر کے مصداق بننے کی کوشش فرمائیے ۔

سراپا سوز و ساز عاشقی ہوں
امانت دارِ نورِ آگہی ہوں

اٹھائیسویں نصیحت (۲۸)

اللہ رب العزت والجلال کا ارشاد عالی ہے كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ[۱] یعنی تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالے گئے ہو، نیک کام کا حکم کرتے ہو اور بُرے کام سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت شریفہ میں امت محمدیہ کو "خیر الامّت" کا لقب دیا گیا ہے اور ساتھ ہی اس امت مسلمہ کی خاص صفات بھی بیان فرما دی ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی انجام دہی کرتے ہو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس امت کا تمغۂ امتیاز ہے۔ اس کا خصوصی طریقہ پر اہتمام رکھنا ضروری ہے یعنی اس کو مستقل کام سمجھ کر دین کے دوسرے کاموں کی طرح انجام دینا اس امت کی اہم ذمہ داری[۲] ہے لہٰذا خدمت قرآنی وغیرہ کے ساتھ ساتھ کچھ وقت دعوت و تبلیغ کے لئے بھی متعین کریں جیسے جمعہ کا دن ہے یا مدرسہ کی تعطیلات کا زمانہ ہے کہ اس میں اہتمام کے ساتھ اپنے گھر والوں، رشتہ داروں، دوستوں، پڑوسیوں اور عام مسلمانوں کو کلمہ و نماز اور دین کی ضروری ضروری باتیں سکھائیں۔ اچھی باتوں کی ترغیب دیں اور بُری باتوں سے اخلاق و نرمی کے ساتھ روکنے کی کوشش کریں۔ آج کتنے مسلمان ہیں کہ جن کو کلمہ نماز تک نہیں آتا فرائض اور واجبات تک ادا نہیں کرتے، گناہوں میں کھلے طور پر مبتلا ہیں۔ لہو و لعب اور فسق و فجور کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں مسلمان کے قدم نہ ہوں۔ اس لئے بڑے فکر کی ضرورت ہے۔ افسوس کہ آج دوسری قوموں (یہود و نصاریٰ وغیرہ) کی مستقل جماعتیں دنیا بھر میں اپنے مذہبوں کے پھیلانے

[۱] سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۱۰ ۱۲ منہ [۲] شرح اربعین نووی ۱۲ منہ

اور ان کو فروغ دینے کی فکر میں ہیں اور اس کے لئے مسلسل جدوجہد اور دعوت و تبلیغ کا کام کر رہی ہیں اور ہم لوگوں کو اپنے مسلمان بھائیوں کی اصلاح کی بھی فکر نہیں ۔

خوابیدہ مسلم کی حالت یہ دیکھ کے صدمہ ہوتا ہے
ساری قومیں جاگ اٹھیں بیدار مسلماں سوتا ہے

انتیسویں نصیحت (۲۹)

سیدنا شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ طاقت ور مسلمان، کمزور مسلمان سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے اور دونوں میں بھلائی ہے۔ اس چیز کی حرص کرو جو تم کو نفع دے[۱]۔

لہٰذا اپنی صحت کا پورا پورا خیال رکھیں اور ہر اس چیز سے بچیں جو صحت و قوت کیلئے نقصان دہ ہو۔ صبح جلد اٹھنے، جنگل جانے، ٹہلنے، دوڑنے، ورزش کرنے، نہانے اور حیثیت کے مطابق نہار منھ کوئی مُقوی غذا استعمال کرنے کا معمول بنالیں ۔

تنگ دستی اگرچہ ہو غالب
تندرستی ہزار نعمت ہے

تیسویں نصیحت (۳۰)

سیدنا خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز قدر کی نہیں۔

نیز ارشاد نبوی ہے کہ تم میں سے ہر شخص کو اپنے رب سے سب حاجتیں مانگنا چاہئیں[۲]۔ لہٰذا خاتمہ میں جو نصیحتیں لکھی گئی ہیں ہر چند کہ ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے لیکن چونکہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے سب ہیچ ہے اس لئے ان پر عمل کرنے کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دُعا بھی کیا کریں۔ اور اگر یاد آجائے تو مجھ کمزور بندہ کے لئے بھی صلاح و فلاح اور خاتمہ بالخیر کی دُعا فرمائیں۔ یہی میری عاجزانہ درخواست اساتذہ کرام اور اُن حضرات سے ہے جو اس کتاب کو ملاحظہ فرمائیں ۔

چشمۂ فیض سے گر اک اشارا ہو جائے
لطف ہو آپ کا اور کام ہمارا ہو جائے

استدعا

حضراتِ اہلِ علم و اصحابِ فن کی خدمت میں یہ بھی گذارش ہے کہ اگر اس کتاب میں کوئی غلطی معلوم ہو تو خیر خواہی کے جذبہ سے براہ کرم

---

[۱] حصن المسلم بحوالہ مسلم شریف ۱۲ منہ [۲] حیوۃ المسلمین بحوالہ ترمذی شریف وغیرہ ۱۲ منہ

مؤلف کو آگاہ فرمائیں یا پوری تحقیق کے بعد کتاب کے حاشیہ پر خود اس کی اصلاح فرمادیں

گر قبول افتد زہے الطاف و صد گونہ کرم

دعا و شکر

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فضل سے کتاب اختتام کو پہونچی لہذا بارگاہِ خداوندی میں شکر گذار اور عرض رساں ہوں کہ وہ رحیم و کریم ذات، اپنی رحمت و رأفت سے اس کو قبول فرما کر مفید و نافع بنائے اور مجھ کو، آپ کو و تمام مسلمانوں کو قرآن حکیم صحیح و کماحقہ پڑھنے، پڑھانے اور اپنے ہر حکم پر عمل کرنے کی توفیق اور اپنی رضا و خوشنودی کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین یا ربّ العالمین ؎

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مُنْشِي الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ
ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِي الْقِدَمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ — وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّمِنْ عَجَمِ
وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ — اَهْلِ التُّقٰى وَالنُّقٰى وَالْعِلْمِ وَالْحِكَمِ

وَكُلِّ قَارِئِ الْقُرْاٰنِ وَكُلِّ سَامِعٍ
بِفَضْلِكَ الْعَمِيْمِ يَا ذَا الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ

آمین

ابو سالم محمد اسمٰعیل صادق خورجوی
خادم تحفیظ القرآن الکریم۔ مکہ معظمہ

مورخہ ۷ رمضان المبارک ۱۴۰۳ ہجری شب جمعہ بوقت سحری

---

۵ قصیدہ بردہ مصنفہ حضرت شیخ محمد بن حسن البوصیری ۱۲ منہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ مضامین اربعہ

برائے ذی استعداد طلباء کرام و حضرات شائقین تجوید و قراءۃ

① ہائے ضمیر کا بیان

ہاء کی چار قسمیں ہیں جن میں ایک اصلی اور تین زائد عن المادۃ۔

① ہاء اصلیہ:۔ جو لام کلمہ میں واقع ہوتی ہے جیسے اِلٰہٗ۔ وَجْہٗ۔ مُتَشَابِہٍ

② ہاء سکتہ:۔ جو محاورہ عربی میں بحالت وقف کبھی آخر کلمہ میں زیادہ کی جاتی ہے جیسے لَمْ یَتَسَنَّہْ

③ ہاء تانیث:۔ جو اسماء و افعال کے آخر میں لاحق ہوتی ہے اور وقف میں ہاء پڑھی جاتی ہے

④ ہاء ضمیر:۔ جو یہاں اصل مقصود ہے اور اس کی حرکت و سکون اور صلہ و قصر (ترک صلہ) کے متعلق چند ضروری باتیں لکھنے کا عزم ہے۔ وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْق۔

لغتِ عربی میں ہاء ضمیر، واحد مذکر غائب کی ضمیر متصل کو کہتے ہیں جس کا دوسرا نام ہائے کنایہ ہے (کیونکہ یہ ایک فرد واحد غائب کی طرف اشارہ و کنایہ کرتی ہے) ہاء ضمیر مکسور یا مضموم ہوتی ہے مفتوح نہیں ہوتی ہاء ضمیر سے متعلق چار قاعدے ہیں۔ دو اس کی حرکت کے اور دو اس کے صلہ و عدم صلہ کے

قاعدہ ①:۔ ہاء ضمیر سے پہلے کسرہ یا یائے ساکنہ ہو تو مکسور ہوگی جیسے بِہٖ۔ فِیْہِ مگر چار کلمات مستثنیٰ ہیں

① اَرْجِہْ (اعراف ۱۱۱۔ شعراء ۳۶) ② فَاَلْقِہْ (سورۃ النمل آیت نمبر ۲۸)

③ وَمَآ اَنْسٰنِیْہُ (سورۃ الکہف آیت نمبر ۶۳) ④ عَلَیْہُ اللّٰہَ (سورۃ الفتح آیت نمبر ۱۰)

قاعدہ ②:۔ ہاء ضمیر سے پہلے کسرہ یا یاء ساکنہ نہ ہو تو ہاء ضمیر مضموم ہوگی جیسے اَنَّہُ الْحَقُّ۔ مِنْہُ۔ اَخَاہُ مگر وَیَتَّقْہِ (سورہ نور آیت نمبر ۵۲) میں ضمہ کے بجائے کسرہ مروی ہے۔

قاعدہ ③:۔ ہاء ضمیر سے پہلے اور بعد حرف متحرک ہو تو ہاء ضمیر میں صلہ ہوگا جیسے رَبِّہٖ کَلِمٰتٍ۔ اِنَّہٗ یَقُوْلُ مگر یَرْضَہُ لَکُمْ (سورۃ زمر آیت نمبر ۷) میں صلہ کے بجائے قصر (ترک صلہ) ہوگا۔

قاعدہ ④:۔ ہاء ضمیر سے قبل یا بعد یا دونوں طرف حرف ساکن ہو تو صلہ نہیں ہوگا جیسے اِلَیْہِ شَیْءٌ۔ رَبِّہِ الْاَعْلٰی اور مِنْہُ الْمَآءُ مگر فِیْہٖ مُھَانًا (سورۃ شعراء آیت نمبر ۶۹) میں قصر کے بجائے صلہ ہے۔

۲ ہمزہ کا بیان

ہمزہ کی دو[۲] قسمیں ہیں اصلی[۱] اور زائد[۲]

① جو ہمزہ کلمہ کے اصلی حروف میں سے ہو (یعنی فا کلمہ عین کلمہ۔ یا لام کلمہ ہو) اس ہمزہ کو اصلیہ کہتے ہیں جیسے اُخِذَ۔ سُئِلَ۔ شَآءَ

② جو ہمزہ کلمہ کے اصل حروف سے زیادہ ہو (یعنی فا، عین۔ لام کلمہ نہ ہو) تو اس کو ہمزہ زائدہ کہتے ہیں۔

ہمزہ زائدہ کی دو[۲] قسمیں ہیں قطعی[۱] اور وصلی[۲]۔

① جو ہمزہ زائدہ وصل اور ابتداء (دونوں حالتوں) میں باقی رہے اس کو ہمزہ قطعیہ کہتے ہیں جیسے اَکْرَمَ۔ اِیْمَانًا۔ اُقْسِمُ۔

② جو ہمزہ زائدہ صرف ابتداء (یا اعادہ) کی حالت میں باقی رہے (اور وصل کی حالت میں حذف ہو جائے) اس کو ہمزہ وصلیہ کہتے ہیں جیسے اِعْمَلُوْا۔ اُدْخُلُوْهَا۔ عربی میں ہمزہ وصلیہ ہی کا وقوع اکثر ہے (لیکن) قواعد ہمزہ قطعیہ کے مقابلہ میں ہمزۂ وصلیہ کے مختصر ہیں۔

جاننا چاہئے کہ ہمزہ وصلی ذیل کے اسماء و افعال وغیرہ میں آتا ہے۔

① ثلاثی مجرد کا امر ② بابِ افعال کے علاوہ ثلاثی مزید اور رباعی مزید کی ماضی مجہول۔

③ مذکورہ دونوں مزید کی ماضی معروف۔

④ مزید کا امر حاضر معروف۔

⑤ مزید کے وہ مصادر جن میں ہمزۂ وصلی کے بعد پانچ یا چھ حروف ہوں۔

⑥ اسماء غیر مصادر اِبْنٌ۔ اِبْنَۃٌ۔ اِمْرِئٌ۔ اِمْرَاَۃٌ۔ اِسْمٌ۔ اِثْنَیْنِ۔ اِثْنَتَیْنِ

⑦ اَلْ تعریفی

فائدہ:۔ وہ اسماء جو مصدر نہیں ہیں لیکن اُن کے شروع میں ہمزۂ عارضی ہے، قرآن شریف میں سات استعمال ہوئے ہیں جبکہ عربی میں دس ہیں۔ باقی تین اسماء یہ ہیں اِبْنُمٌ۔ اِسْتٌ۔ اَیْمُنٌ (پس) مذکورہ بالا ہمزہائے وصلیہ کے علاوہ ہر ہمزہ قطعی ہوگا خواہ وہ اسم میں ہو یا فعل میں یا حرف میں جیسے اِذْنٌ۔ اَقْبَلَ۔ اِبْرٰهِیْمُ۔ اِسْمٰعِیْلُ۔

فائدہ:۔ حروف میں صرف اَلْ تعریفی کا ہمزہ وصلی ہوتا ہے اس کے علاوہ ہر جگہ ہمزہ قطعی ہوگا جیسے اَمْ۔ اَوْ۔ اِذْ۔ اِلَّا وغیرہ

۳ اجتماع ہمزتین کا بیان

اجتماع ہمزتین یعنی ایک کلمہ میں دو۲ ہمزے جمع ہونے کی اجمالی طور پر دو۲ صورتیں ہیں۔

① دونوں ہمزے متحرک ہوں۔ ② پہلا ہمزہ متحرک اور دوسرا ساکن ہو۔

اور اجتماع ہمزتین کی تفصیلی طور پر پانچ۵ صورتیں ہیں۔

① دونوں ہمزے متحرک اور قطعی جمع ہوں۔

② دونوں ہمزے متحرک ہوں مگر پہلا قطعی مفتوح اور دوسرا وصلی مفتوح ہو۔

③ دونوں ہمزے متحرک ہوں مگر پہلا قطعی مفتوح اور دوسرا وصلی مکسور ہو۔

④ دونوں ہمزوں میں پہلا متحرک قطعی اور دوسرا ساکن قطعی ہو۔

⑤ دونوں ہمزوں میں پہلا متحرک وصلی اور دوسرا ساکن قطعی ہو۔

اجتماع ہمزتین کی پانچوں صورتوں کے احکام و قواعد درج ذیل ہیں۔

① ایک کلمہ میں دو۲ ہمزے متحرک اور قطعی جمع ہوں تو بروایت حفص دونوں کو تحقیق کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے جیسے ءَاَنْتُمْ۔ ءَاِذَا۔ ءَاُلْقِیَ مگر صرف ءَاَعْجَمِیٌّ (سورۃ فصلت آیت نمبر۴۴) میں ہمزہ ثانیہ کی تسہیل واجب ہے (لہٰذا تحقیق وغیرہ کے ساتھ پڑھنا جائز نہیں)

② ایک کلمہ میں دو۲ ہمزے متحرک جمع ہوں اور پہلا قطعی مفتوح اور دوسرا وصلی مفتوح ہو تو پہلے ہمزہ کی تحقیق واجب ہے، اور دوسرے ہمزہ میں ابدال و تسہیل دونوں وجہیں جائز ہیں؎ اور یہ صورت صرف تین کلمات میں پائی جاتی ہے جو قرآن کریم میں دو۲ دو۲ جگہ واقع ہیں۔

① آٰلذَّكَرَيْنِ (سورۃ انعام ۱۴۳-۱۴۴) جو اصل میں ءَاَلذَّكَرَيْنِ ہے۔

② آٰلْئٰنَ (سورۃ یونس ۵۱- ۹۱) جو اصل میں ءَاَلْئٰنَ ہے۔

③ آٰللّٰهُ (سورۃ یونس و نمل ۵۹) جو اصل میں ءَاَللّٰهُ ہے۔

؎ اگرچہ ہمزہ وصلی کا حذف عربیت اور قرأت دونوں کی رو سے مسلم ہے مگر ان موقعوں میں حذف کرنے سے چونکہ انشاء اور خبر میں التباس ہو جاتا ہے یعنی یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ جملہ انشائیہ ہے یا خبریہ اس لئے حذف نہیں کیا گیا۔ رہا اثبات سو وہ چونکہ ہمزہ قطعی کے احکام میں سے ہے اس لئے ثانی میں تغیر ضروری تھا اور تغیر کی دو صورتیں ہیں ① ابدال ② تسہیل۔ اور یہاں دونوں ہی جائز ہیں اور چونکہ ابدال میں تغیر تام ہے اس لئے یہ اولیٰ ہے (معلم التجوید صفحہ ۱۵۰) لیکن کسی وجہ کے اولیٰ یا سہل ہونے کی بناء پر وجہ ثانیہ کو بالکل ترک کر دینا درست نہیں لہٰذا ابدال کے علاوہ تسہیل کی مشق اور اس کو پڑھنا پڑھانا بھی اشد ضروری ہے چنانچہ استاذ الاساتذہ حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکی فرماتے ہیں کہ جب ایک وجہ عوام میں شائع ہو اور دوسری مشہور ثابت عند القراء متروک ہو گئی ہو تو ایسی صورت میں لکھنا پڑھنا پڑھانا نہایت ضروری ہے ۱۲ منہ

③ ایک کلمہ میں دو ہمزے متحرک جمع ہوں اور پہلا قطعی مفتوح اور دوسرا وصلی مکسور ہو تو ہمزہ وصلی (قاعدہ کے موافق) حذف کیا جائے گا اور یہ صورت صرف سات کلمات میں پائی جاتی ہے:

① اَتَّخَذْتُمْ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۸۰) جو اصل میں ءَاِتَّخَذْتُمْ ہے۔
② اَطَّلَعَ (سورۃ مریم آیت نمبر ۷۸) جو اصل میں ءَاِطَّلَعَ ہے۔
③ اَفْتَرٰی (سورۃ سبا آیت نمبر ۸) جو اصل میں ءَاِفْتَرٰی ہے۔
④ اَصْطَفَی (سورۃ صٰفّٰت آیت نمبر ۱۵۳) جو اصل میں ءَاِصْطَفَی ہے۔
⑤ اَتَّخَذْنٰهُمْ (سورۃ ص آیت نمبر ۶۳) جو اصل میں ءَاِتَّخَذْنٰهُمْ ہے۔
⑥ اَسْتَكْبَرْتَ (سورۃ ص آیت نمبر ۷۵) جو اصل میں ءَاِسْتَكْبَرْتَ ہے۔
⑦ اَسْتَغْفَرْتَ (سورۃ منٰفقون آیت نمبر ۶) جو اصل میں ءَاِسْتَغْفَرْتَ ہے۔

④ ایک کلمہ میں دو ہمزے جمع ہوں اور پہلا ہمزہ متحرک قطعی اور دوسرا قطعی ساکن ہو تو ہمزہ ثانیہ کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرف مدسے بدل کر پڑھنا واجب ہے (عام ہے کہ کلمہ سے ابتدا کی جائے یا ماقبل سے ملا کر پڑھا جائے جیسے اٰمَنَّا۔ اِيْمَانًا۔ اُوْذُوْا (کہ اصل میں یہ ءَامَنَّا۔ اِئْمَانًا۔ اُؤْذُوْا تھے)

⑤ ایک کلمہ میں دو ہمزے جمع ہوں اور پہلا متحرک وصلی اور قطعی ساکن ہو تو (اس کلمہ سے) ابتدا کرنے کی حالت میں ہمزۂ ثانیہ کا (اپنے ماقبل کی حرکت کے موافق حرفِ مد سے) ابدال کرنا واجب ہے، اور ماقبل سے وصل کرنے کی صورت میں پہلا ہمزہ حسب قاعدہ حذف ہوگا جیسے فِي السَّمٰوٰتِ ائْتُوْنِيْ

(اور) ہمزۂ وصلی کو حرکت دینے کے چار قاعدے ہیں۔

① لام تعریف کا ہمزہ مفتوح پڑھا جائے گا جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
② اسم کا ہمزہ مکسور پڑھا جائے گا (اور) ہمزۂ وصلی والے اسماء قرآن حکیم میں سات ہیں (جو گذشتہ مضمون نمبر ۲ میں گزر چکے ہیں)
③ کلمۂ فعل کے تیسرے حرف پر اصلی ضمہ ہو تو ہمزۂ وصلی مضموم پڑھا جائیگا جیسے اُنْظُرُوْا۔ اُقْتُلُوْا۔ اُدْخُلُوْا
④ فعل کے تیسرے حرف پر فتحہ یا کسرہ یا عارضی ضمہ ہو تو ہمزۂ وصلی مکسور پڑھا جائیگا جیسے اِعْمَلُوْا۔ اِضْرِبْ

(اور) فعل کے تیسرے حرف پر ضمۂ عارضی کی مثالیں یہ ہیں۔

① اِمْشُوْا جو اصل میں اِمْشِيُوْا تھا
② اِتَّقُوْا جو اصل میں اِتَّقِيُوْا تھا
③ اِئْتُوْا جو اصل میں اِئْتِيُوْا تھا

ثقل کی وجہ سے یاء کا ضمہ شین۔ قاف اور تاء کو دے دیا اور یاء کو بوجۂ اجتماع ساکنین کے حذف کر دیا گیا۔

۴ محلِ وقف کا بیان

موقوف علیہ یعنی وقف والے کلمہ یا جملہ کو مابعد سے لفظی و معنوی تعلق و عدمِ تعلق اور کلام کے حسن و قباحت کے اعتبار سے وقف کی چار قسمیں ہیں

① وقفِ تام: یعنی کلام کو پورا کرنے والا وقف (یہ اکثر آیت پر واقع ہوتا ہے)

② وقفِ کافی: یعنی معنیٰ کی تفہیم میں کفایت کرنے والا وقف (یہ آیت و درمیان میں بکثرت ہوتا ہے)

③ وقفِ صالح: یعنی تفہیمِ معنی کی صلاحیت والا وقف (یہ اکثر غیر آیت پر ہوتا ہے)

وقفِ صالح کو وقفِ حسن بھی کہتے ہیں جس میں جملہ کے دونوں عمدۂ جزء (مسند اور مسند الیہ) آجاتے ہیں

④ وقفِ قبیح: یعنی کلام میں قباحت پیدا کرنے والا وقف (یہ ہمیشہ غیر آیت پر ہوتا ہے سوائے چند مواقع کے)

ہر چہار اوقاف کی الگ الگ تعریف اور ان کی مثالیں ابھی آرہی ہیں۔

وقف کی بلحاظ اصل (مذکورہ) چار قسمیں ہیں۔ ان کے علاوہ تین قسمیں اور بھی بیان کی جاسکتی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ لازم۔ صحیح۔ اقبح (پس) وقف کی کل سات قسمیں ہیں جو درج ذیل ہیں۔

① وقفِ لازم: یعنی جہاں وصل سے غلط معنی کا وہم پیدا ہو جیسے وَتُوَقِّرُوْهُ ط

② وقفِ تام: یعنی جہاں لفظی و معنوی تعلق منقطع ہو جائے جیسے اَلرَّحِيْمِ ۝ اَلرَّحِيْمِ ۝

③ وقفِ کافی: یعنی جہاں صرف لفظی تعلق منقطع ہو جائے جیسے يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ج

④ وقفِ صحیح: یعنی جہاں آیت "لا" ہو لیکن دونوں طرف کے جملے مستقل ہوں جیسے مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝ لا

⑤ وقفِ حسن: یعنی جہاں دونوں تعلق ہوں لیکن جملہ کے معنی صحیح رہیں جیسے بِسْمِ اللّٰهِ۔

⑥ وقفِ قبیح: یعنی جہاں وقف سے مقصودی معنی مفہوم نہ ہوں جیسے مٰلِكِ يَوْمِ۔

⑦ وقفِ اقبح: یعنی جہاں وقف سے غلط معنی کا وہم پیدا ہو جیسے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ لا

فائدہ:- اول الذکر چار اوقاف یعنی وقفِ لازم۔ تام۔ کافی۔ صحیح کے بعد ابتدا کی جائے گی (پس) ابتدا کی چار قسمیں ہیں لازم۔ تام۔ کافی۔ صحیح (اور) وقفِ حسن کے بعد ماقبل سے اعادہ ضروری ہے (اور) بہت سے اکابر نے آیت پر وقف کے بعد ابتدار کو مطلقاً صحیح کہا ہے اگرچہ مبدار کو موقف سے دونوں تعلق ہوں (مگر) میری ناقص رائے یہ ہے کہ آیت کے بعد ابتدار کا التزام اس وقت کیا جائے جبکہ ہر ہر آیت پر وقف بخیال ادائے سنت یا بوجہ کسی ضرورت کے کیا جائے (ورنہ) ابتدار معنی کی رعایت ہی کے ساتھ کرنی چاہئے (کیونکہ) محلِ وقف کے لحاظ سے تمام آیات کا ایک حال نہیں واللہ اعلم بالصواب

تنبیہ:- وقفِ قبیح کے موقعہ پر وقفِ اختیاری جائز نہیں۔ اگر اضطراری وقفہ ہو جائے تو فوراً اعادہ کرنا واجب ہے تاکہ معنیٰ صحیح واضح ہو جائیں۔ فافہم

فائدہ جلیلہ بعض مرتبہ تفسیر و معانی میں اختلاف کی وجہ سے اوقاف میں فرق ہوجاتا ہے۔ مثالیں یہ ہیں۔

① وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ (شروع آل عمران) یہاں وقف تام ہے اور اس کے بعد وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ جملہ مستانفہ ہے لیکن دوسری تفسیر کے اعتبار سے یہیں وقف قبیح ہے جس میں وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ لفظ "اللّٰه" پر معطوف ہے لہٰذا اس تفسیر و ترکیب کے لحاظ سے اِلَّا اللّٰهُ کے بجائے فِي الْعِلْمِ پر وقف تام ہے۔

② يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ (بقرہ ۱۰۲) یہاں وقفِ کافی ہے اُس تفسیر پر جس میں وَمَآ اُنْزِلَ کے مَا کو نافیہ قرار دیا ہے لیکن دوسری تفسیر کی رُو سے وقفِ حسن ہے جس میں مَا کو موصولہ مانا ہے لہٰذا وقف کے بعد اعادہ ہوگا۔

③ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ (شروع بقرہ) یہاں وقف حسن ہے جبکہ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کو لِلْمُتَّقِيْنَ کی صفت مانا جائے لیکن اگر اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کو مبتداء اور اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ کو اس کی خبر بنایا جائے تو وقف تام ہے۔ مزید تفصیل ان شاء اللہ الرحمٰن کتاب "وقوفُ المبتدی" میں تحریر کی جائے گی فقط

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا بِتَوْفِيْقِ رَبِّنَا ... اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَحْدَهٗ عَلَا
وَبَعْدُ صَلٰوةُ اللّٰهِ ثُمَّ سَلَامُهٗ ... عَلٰى سَيِّدِ الْخَلْقِ الرِّضٰى مُتَنَخَّلَا
مُحَمَّدِنِ الْمُخْتَارِ لِلْمَجْدِ كَعْبَةً ... صَلٰوةٌ تُبَارِي الرِّيْحَ مِسْكًا وَّمَنْدَلَا
وَتُبْدِيْ عَلٰٓى اَصْحَابِهٖ نَفَحَاتِهَا
بِغَيْرِ تَنَاهٍ زَرْنَبًا وَّقَرَنْفُلَا

(اٰمین)

قَدْ تَمَّتْ هٰذِهِ الضَّمِيْمَةُ بِتَوْفِيْقِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى فِي الْمَسْجِدِ النَّبَوِيِّ الشَّرِيْفِ عَلٰى صُفَّةِ الْاَغْوَاتِ (مَتَّعَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِبَرَكَاتِهِمَا) عِنْدَ اَذَانِ الْمَغْرِبِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْمُبَارَكَةِ فِي الْخَامِسِ مِنْ شَوَّالٍ فِيْ عَامِ ثَلٰثَةٍ وَّاَرْبَعِمِائَةٍ وَّاَلْفٍ ۱۴۰۳ لِلْهِجْرَةِ النَّبَوِيَّةِ عَلٰى صَاحِبِهَا اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالتَّحِيَّةِ السَّرْمَدِيَّةِ

العبد محمد اسمٰعیل الصادق الخورجوی
نزیل المدینۃ المنورہ (زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً وعظمۃً)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده ؛ والصّلاة على من لا نبيّ بعده ؛

فيقول العبد محمد إسماعيل صادق بن الشيخ ابراهيم الخورجوي مولدًا ؛ و المكي إقامةً ؛ قد أجازني برواية حفص عن قراءة عاصم بطريق الشاطبي ؛ أستاذي العلامة حضرت القاري محب(١) الدين أحمد إله آبادي ؛ وأجازه والده القاري ضياء(٢) الدين أحمد إله آبادي ؛ وهو المجاز عن شيخه القاري عبد الرحمن(٣) المكي ؛ وهو عن شقيقه القاري عبد الله(٤) المكي ؛ زعيم القراء بالمدرسة الصّولتية ؛ في مكة المكرمة وقد أجازني بها أيضًا بطريقَي الشاطبي والجزري ؛ أستاذي الفهامة القاري نياز أحمد(١) النكينوي ؛ وأجازه شيخه القاري عبد المالك(٢) العليكرهي ؛ وهو المجاز عن شيخه القاري عبد الله(٣) المذكور أعلاه ؛ وهو عن الشيخ ابراهيم(٤) سعد المصري ؛ عن الشيخ حسن(٥) بدير الجريسي ؛ عن الشيخ محمد(٦) المتولي ؛ عن السيد أحمد(٧) التهامي ؛ عن الشيخ محمد(٨) سلمونه المقرئ ؛ عن السيد ابراهيم(٩) العبيدي ؛ عن المشائخ منهم عبد الرحمن(١٠) الاجهوري ؛ عن المشائخ منهم أحمد(١١) البقري ؛ عن الشيخ محمد(١٢) البقري ؛ عن الشيخ عبد(١٣) الرحمن اليمني ؛ عن والده الشيخ شحاذه(١٤) اليمني ؛ عن المشائخ منهم عبد(١٥) الحق السنباطي ؛ عن الشيخ زكريا(١٦) الانصاري ؛ عن الشيخ رضوان(١٧) العقبي ؛ عن الشيخ محمد(١٨) النويري ؛ عن المحقق محمد(١٩) بن الجزري ؛ عن الشيخ عبد(٢٠) الرحمن البغدادي ؛ عن الشيخ محمد(٢١) المعروف بالصّائغ المصري ؛ عن الشيخ على(٢٢) صهر الشاطبي ؛ عن العلامة قاسم(٢٣) بن فيره الشاطبي ؛ عن الشيخ على(٢٤) بن هذيل الاندلسي ؛ عن الشيخ سليمان(٢٥) بن نجاح الاندلسي ؛ عن الشيخ عثمان(٢٦) بن سعيد الداني ؛ وتمام سنده إلى سيدنا رسول الله ؛ صلى الله عليه وآله وصحبه ومن والاه ؛ بل إلى ربّ العزّة جلّ شأنه ؛ ونقدّ ست أسماؤه ؛

فہرست مضامین

☆☆☆

تصحیح نامہ ''تجوید المبتدی''

تصحیح	صفحہ	سطر
تمام خدمات میں	4	28
دعویٰ تو آج بھی نہیں	6	13
اَنْ یُّقْرَاَ الْقُرْاٰنُ	9	4
آئینہ دار اور حصول مقصد	9	10
روایت حفص کے	9	24
۱۳۱۰ ہجری میں دمشق	14	24
ابتدائی قواعد میں	26	23
یُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ	31	15
ومفید باتیں	43	4
اور صفات کے ناموں	53	7
صفت اطباق	53	16
استفال/انفتاح/اذلاق	54	22
اذلاق/انحراف/٦	54	25
اذلاق/غنہ/٦	54	26
اذلاق/غنہ/٦	54	27
وہ پانچ شقوں میں گیارہ حروف ہیں	57	7
م ان جوانی چھنوں صفات لازمہ میں	57	11
(۵) وی: جواپنی چھنوں صفات لازمہ میں متفق ہیں	57	12

تصحیح	صفحہ	سطر
صفیریا تفشی	59	12
مشابہ نہ ہو جائے	61	14
ع: حاء والی بات	61	18
ہیں جو نقص	70	13
هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ	73	16
نوٹ: قرآن پاک میں چھ حروف ز' س' ش' ص' ض' ظ' مدغم نہیں۔ ق مدغم فیہ نہیں اور چھ حروف ا' ج' ح' خ' غ' ء' نہ مدغم ہیں نہ مدغم فیہ۔	74	13
اگر حرف مخفی کی	75	7
اخفاء کرنا کہ نون مخفی	75	22
اپنے بچے کے	77	5
۱۷/ ظ/ ./ =	90	19
۱۸/ ع/ ادغام/ =	90	20
عملی لحاظ سے	92	10
کشمش کی طرح	93	6
تین الفی مد۔ تین الفی مد	95	14
(۱۰) وقف مجوز اور وقف مرخص میں کیا فرق ہے؟	101	25
دس کلمات ہیں (تیرہ جگہ)	102	24
ایسی جگہ سے کی جائے	105	7

سطر	صفحہ	تصحیح
3	109	عَقِيمٍ ٱلْمُلْكُ
16	117	فَحَدِّثْ ۝ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝
12	130	اور متعدد بار پڑھا
11	161	واحد مذکر غائب
14	161	جیسے بِهٖ
13	164	اور دوسرا ساکن قطعی
8	167	الٰہ آبادی
19	167	البغدادی
22	167	والہ
	168	محمد جزریؒ

☆☆☆
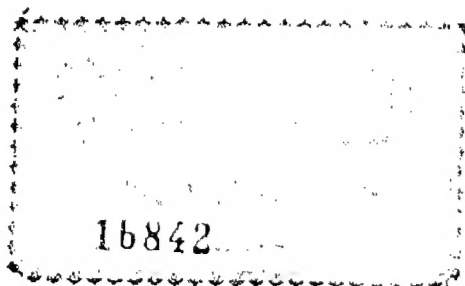
قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کی اپنے قارئین سے

گزارش

الحمدللہ علم تجوید وقرآءت کے فروغ کے لیے قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) کوشاں ہے ہمارا مقصد معیاری' دیدہ زیب اوراعلیٰ طباعت کی حامل کتب شائقین تک پہنچانا ہے۔ اگر آپ کے شہر یا علاقے میں آپ کو ہماری کتابیں بآسانی دستیاب نہیں ہو پا رہی ہیں تو براہ راست بلاتکلف ہم سے بذریعہ خط یا فون رابطہ کریں۔

ہم آپ کوانشاءاللہ فوری طور پر کتب فراہم کریں گے۔

نوٹ: فہرست کتب صرف چار روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔

قرآءت اکیڈمی ®

28- الفضل مارکیٹ 17- اردو بازار لاہور

Ph.: 042 - 7122423

0300 - 4785910